حافظ عبدالرحمن مدنی

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

محدث

مئی ۲۰۰۱ء

248

❀ **پنجابی کانفرنس** ...... ایک ناقدانہ جائزہ

❀ عیسائی مشنریاں، اسلام کے خلاف کس طرح سرگرمِ عمل ہیں!

❀ **قحط سالی** ...... اسباب اور علاج

مجلس التحقیق الاسلامی

ماہنامہ محدث کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی　　　　مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ محدث کی ابتداء انڈیا سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والا ایک رسالہ جس کا نام محدث ہی تھا اسی کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ محدث کے ہی نام سے پاکستان میں عظیم اسکالر حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اجراء کیا اور 1979 سے لے کر اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہو رہا ہے۔اور محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ ماہنامہ محدث ہر صاحب علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کے لیے تلوار بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اجرائے محدث کے مقاصد

عناد اور تعصب سے بالاتر ہو کر اسلام کی ابدی تعلیمات کو فروغ دینا

دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع کرنا

قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو کمزور کرنے والے عناصر کی بیخ کنی کرنا

علوم جدیدہ سے بہرہ ور کر کے انسانی افکار کو ارتقاء تک لے جانا

اتباع قرآن وسنت کی طرف والہانہ دعوت دینا

وحدت امت کو قائم رکھتے ہوئے سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار کرنا

اور

صحابہ، تابعین، محدثین اور تمام آئمہ کرام سے محبت کے جذبات کو پروان چڑھانا اس علمی وفکری مجلّے کا شعار ہے

یقینی طور پر ماہنامہ محدث علمی، تحقیقی، معلوماتی اور انتہائی شائستہ زبان رکھنے والے مضامین کا ایک حسین امتزاج ہے

اہم اعلان

معزز قارئین کرام! کتاب وسنت ڈاٹ کام پر آن لائن مطالعہ اور ڈاؤن لوڈنگ کے لیے مہیا کیے جانے والے تمام یونی کوڈ رسائل وجرائد چونکہ سوفٹ ویئر کی مدد سے ان پیج سے یونی کوڈ میں تبدیل کیے جاتے ہیں لہذا ان میں اغلاط کا امکان بہرحال موجود ہے۔ یونی کوڈ فارمیٹ میں مہیا کرنے کا بنیادی مقصد سرچنگ میں سہولت پیدا کرنا ہے۔ لہذا آپ سے التماس ہے کہ برائے مہربانی غلطیوں سے محفوظ مواد کے حصول کے لیے پی ڈی ایف (PDF) فارمیٹ میں موجود فائلز کو ڈاؤن لوڈ کیجیے۔ نیز نوٹ فرمالیں کہ پی ڈی ایف (PDF) اور (Word) فائلز میں کسی بھی قسم کے اختلاف کی صورت میں ہمارے نزدیک (PDF) فائلز کو ترجیح ہوگی۔

گھر بیٹھے محدث وصول کیجئے

معزز قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کے لیے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں:

فی شمارہ: 20روپے　　زرسالانہ: 200روپے　　بیرون ملک: 20ڈالر سالانہ

بذریعہ منی آرڈر رینک ڈرافٹ 200روپے بھیج کر سال بھر کے لیے گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں

ایڈریس: ماہنامہ محدث 99 جے بلاک، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700

فون نمبرز: 042-5866476,5866396,0321-4340803

نوٹ: برائے مہربانی ویب سائٹ کے ذریعے محدث آرڈر کرنے والے احباب ویب سائٹ کا حوالہ ضرور لکھیں۔ شکریہ

مزید تفصیلات کے لیے webmaster@KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.Mohaddis.com

magazine.mohaddis.com

ملّت اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ **مُحدّث** لاہور

حافظ عبدالرحمٰن مدنی
مدیر اعلیٰ

حافظ حسن مدنی
مدیر

جلد ۳۳ / شمارہ ۵
صفر المظفر ۱۴۲۲ھ
مئی ۲۰۰۱ء

فہرست مضامین

فکر و نظر

عیسائی پادری کی توہین آمیز جسارت — ادار یہ — ۲

کتاب وحکمت

سورۂ فاتحہ کے اہم تفسیری نکات — مولانا عبدالغفار حسن — ۹

دار الافتاء

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ، سجدۂ قرآنی کی دعا — حافظ ثناء اللہ مدنی — ۱۴

مقالات

قحط سالی ...... اسباب اور علاج — عبدالمالک سلفی — ۲۱

اسلام اور عیسائیت

تحریک تنصیر عالم اسلام سے برسرپیکار ہے — شیخ احمد عبداللہ رفاعی — ۴۲

ملک و ملّت

پنجابی کانفرنس ...... ایک ناقدانہ جائزہ — محمد عطاء اللہ صدیقی — ۶۱

یاد رفتگاں

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ — عبدالشکور ظہیر — ۷۳

زر سالانہ	۲۰۰ روپے
فی شمارہ	۲۰ روپے

(بیرون ممالک)

زر سالانہ	۱۵ ڈالر
فی شمارہ	۳ ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 984
UBL - Model Town Crossing, Lahore

دفتر کا پتہ
۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن
لاہور 54700
Ph: 5866476, 5866396, 583
Email: hhasan@wol.net.p

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

Publisher: Hafiz Abdul Rahman M
Printer: Shirkat Printing Press, La

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

عیسائی پادری کی توہین آمیز جسارت!

سیالکوٹ کے ایک پادری ولیم مسیح نے حال ہی میں ایک پمفلٹ نما اشتہار شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے: ''مسلمانو! جواب دو''۔ اس حد درجہ اشتعال انگیز اور توہین آمیز پمفلٹ میں پیغمبر اسلام حضرت محمدﷺ کی شانِ اقدس میں بے حد نازیبا کلمات ادا کرنے کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں کو بلا استثنا 'چمار سے بھی زیادہ ذلیل' قرار دیا گیا ہے۔ اس پمفلٹ میں چند مسلمان علما کی کتابوں سے بعض جملے سیاق وسباق سے ہٹا کر نقل کئے گئے ہیں اور انہیں گستاخانہ جسارتوں کی تائید میں پیش کیا گیا ہے۔

پمفلٹ میں من جملہ دیگر گستاخانہ کلمات کے لکھا گیا ہے (نقل کفر، کفر نباشد):

''مسلمانو! جب تمہارے نبی مر کر مٹی میں مل گئے۔ جب تمہارے نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تمہارے نبی کا علم بچوں اور پاگلوں جیسا ہے (نعوذ باللہ) تو ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے عیسیٰ کا کلمہ پڑھو کیونکہ تمہارے مسلمانوں کے قرآن سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور ہمارے عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی بخشتے، کوڑھیوں کو تندرستی بخشتے، مردوں کو زندہ کرتے تھے اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے اور کتاب ملنے کا بتایا اور اپنی ماں کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے۔

اس لئے آؤ اے مسلمانو! ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ بااختیار اور علم والے ہیں۔ ورنہ مردہ بے اختیار بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی رہو گے۔ (استغفر اللہ)

...... مسلمان چھوٹا ہو یا بڑا، ربّ کے نزدیک چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔''☆

راقم الحروف کے علم کے مطابق اس شرانگیزی اور انتہا درجہ کی دل آزاری پر مبنی اشتہار کے متعلق نہ تو کسی معروف قومی روزنامے میں اب تک کوئی خبر شائع ہوئی ہے، نہ ہی سیالکوٹ یا قریبی علاقوں کے مسلمانوں کی جانب سے اس توہین رسالت پر مبنی اِقدام کی مذمت میں کوئی بیان شائع ہوا ہے، گستاخ پادری ولیم مسیح کے خلاف 'توہین رسالت' کے قانون کے تحت مقدمہ کے اندراج کا معاملہ تو بعید از قیاس ہے کیونکہ اس صورت میں این جی اوز نے طوفانِ بدتمیزی ضرور کھڑا کیا ہوتا!!

اسلام دشمن این جی اوز آئے دن واویلا کرتی رہتی ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی پامالی

☆ یہ اشتہار ماہنامہ المذاہب کے مئی ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے جسے ایک مسلمان خاتون نے بھجوایا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کی جارہی ہے۔ اقلیتوں پر مبینہ ظلم وستم کی بڑی الم انگیز رپورٹیں تیار کر کے امریکہ اور یورپ بھجوائی جاتی ہیں۔ امریکی وزارت خارجہ، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر یورپی انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے حکومت پاکستان پر مسلسل تنقید کی جاتی ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں ناکام رہی ہے۔

پاکستان میں متعصب قادیانی، عیسائی اور سیکولر دانشور اقلیتوں کا ذکر ایسے کرتے ہیں جیسے انہیں یہاں زندہ رہنے کا حق تک میسر نہیں ہے۔ یہودی لابیوں کے تنخواہ دار یہ 'دانشور' مسلسل پاکستان اور مسلمانوں کو بدنام کررہے ہیں کہ وہ اقلیتوں کو ان کے مذہبی حقوق نہیں دیتے۔ یہ شرانگیز پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مسلم اکثریت اقلیتوں کو نہ تو ان کے عقیدے کے مطابق مذہبی رسومات کی ادائیگی کی اجازت دیتی ہے نہ ہی انہیں اپنے عبادت خانوں میں آزادانہ عبادت کے حقوق میسر ہیں۔

انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی تمام سالانہ رپورٹوں اور اس ادارے کے ماہانہ پرچے 'جہدحق' میں قادیانی اور عیسائی اقلیت پر ظلم وستم کی مبالغہ آمیز رپورٹیں تسلسل کے ساتھ شائع ہوتی ہیں۔ عیسائیوں کی زیرادارت نکلنے والے رسالوں 'شاداب'، 'کلامِ حق'، 'المکاشفہ' وغیرہ میں عیسائی اقلیت کی زبوں حالی کے من گھڑت واقعات شائع کر کے عیسائی اقلیت کو احتجاج پر اُبھارا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ سے روزنامہ 'پاکستان' میں اقلیتوں کے لئے کنول نصیر کی اِدارت میں الگ سے ایک ہفتہ وار ایڈیشن چھپ رہا ہے، اس کا مطالعہ کرنے سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے کہ پاکستان میں عیسائی اقلیت کا ناطقہ بند کردیا گیا ہے، انہیں کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔

قارئین کرام! ذرا پادری ولیم مسیح کے مذکورہ بالا اشتہار کے لب و لہجے اور گستاخانہ کلمات کا موازنہ این جی اوز کی رپورٹوں سے کیجئے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کسی استدلال کے طومار کی ضرورت نہیں ہے کہ این جی اوز کی رپورٹیں پاکستان کے خلاف پراپیگنڈہ کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ جس ملک کا ایک معمولی پادری مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے پیغمبر کے خلاف اس قدر آزادانہ اور بے باکانہ زبان درازی میں کسی قسم کا خوف محسوس نہ کرتا ہو، اس اقلیت کو اپنے مذہب کے مطابق عبادات سے آخر کیونکر روکا جاسکتا ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاے کرام قابل احترام ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سچا نبی سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ انبیا کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں، ان کی تشریف آوری کے بعد سابقہ انبیاے کرام کی شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ اب الہامی تعلیمات پر اگر کوئی عمل کرنا چاہتا ہے تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبیؐ کی شریعت پر ایمان لائے۔ مسلمان غیرمسلموں کو اسلام کی دعوت دینا نیک عمل سمجھتے ہیں، مگر وہ اس مقصد کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کسی اور نبی کی تحقیر وتضحیک اور تخفیف کو حد درجہ قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔حتی کہ نبی کریمﷺ کا فرمان ہے
''تم مجھے دیگر انبیاء پر فضیلت نہ دو...... مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو'' وغیرہ (متفق علیہ)

مگر پادری ولیم مسیح نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے 'دعوت' کا جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ ایک ناپاک جسارت ہے اور ۲۹۵۔سی کے قانون کے مطابق توہین رسالت کے زمرے میں آتی ہے۔ پاکستان میں ۲۹۵۔سی کے مخالفین یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اس قانون کے تحت ۹۹ فیصد مقدمات غلط درج کرائے جاتے ہیں، اس کے پس پشت محرکات ذاتی نوعیت کے ہوتے ہیں، اکثر مسلمان عیسائیوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے لئے اس طرح کے بے بنیاد مقدمات درج کراتے ہیں وغیرہ۔ ۲۹۵ سی کے قانون کے خلاف چیخ وپکار کرنے والی حقائق ناآشنا این جی اوز پادری ولیم مسیح کی اس جسارت کے متعلق سکوت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ دیگر این جی اوز کو فی الحال ہم ایک طرف رکھتے ہیں، انسانی حقوق کمیشن پاکستان جو پاکستان میں این جی اوز کے نیٹ ورک کے لئے 'کوآرڈی نیٹر' کا کام کررہا ہے، ہم کمیشن کے چیئرمین افراسیاب خٹک سے دریافت کرتے ہیں:

۱۔ کیا ولیم مسیح پادری کی طرف سے جاری کردہ مذکورہ بالا اشتہار کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی نہیں ہے؟
۲۔ کیا اس اشتہار سے کروڑوں مسلمانوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا ارتکاب نہیں کیا گیا؟
۳۔ اگر یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، تو کیا انسانی حقوق کمیشن نے اس کے خلاف احتجاج کیا ہے؟ اگر پہلے نہیں کیا، تو اب نشاندہی پر وہ کیا اس مکروہ فعل کی مذمت کریں گے؟
۴۔ اگر ولیم مسیح پادری کے توہین آمیز اشتہار پر اس کے خلاف قانونِ توہین رسالت کے تحت مقدمہ درج کرایا جائے، تو کیا اس پر کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش ہوسکتی ہے؟
۵۔ کیا پاکستان کی اقلیتوں کو اس قدر آزادی دی جاسکتی ہے کہ وہ مسلم اکثریت کے خلاف اس طرح کی اشتعال انگیز کارروائی کی جسارت کرتی پھریں؟
٦۔ کیا انسانی حقوق کمیشن صرف اس وقت حرکت میں آتا ہے، جب کسی اقلیت کے حقوق کی پامالی کا خدشہ ہو، کیا مسلمانوں کے انسانی حقوق کی حفاظت اور وکالت اس کمیشن کے دائرہ کار سے باہر ہے؟
۷۔ اگر کمیشن کے دائرہ کار میں مسلمانوں کے حقوق شامل نہیں ہیں، تو اس کمیشن کا نام اقلیتی حقوق کمیشن کیوں نہیں رکھا جاتا؟
۸۔ اگر کسی مسلمان کی طرف سے عیسائیوں کو مسلمان بنانے کے لئے اس طرح کے اشتہار کے ذریعے

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دعوت دی جاتی تو کیا انسانی حقوق کمیشن اس طرح سکوت اختیار کرتا؟

قارئین کرام! ہم ابھی سے پیشین گوئی کرتے ہیں کہ این جی اوز اور انسانی حقوق کمیشن کے محققین اس واقعہ کی 'تحقیق' فرمانے کے بعد اس کی ذمہ داری بھی مسلمانوں پر ڈالیں گے اور پادری صاحب کے ''اظہارِ رائے کی آزادی کے تحفظ'' کے لئے اپنا بھرپور تعاون پیش کریں گے۔

بعض افراد یہ کہہ کر ولیم مسیح پادری کا دفاع کرسکتے ہیں کہ اس نے یہ گستاخانہ کلمات بعض مسلمان علماء کی کتابوں سے نقل کئے ہیں۔ وہ یہ سوچنے کی زحمت ہرگز گوارا نہیں کریں گے کہ یہ اقتباسات سیاق وسباق کے بغیر نقل کئے گئے ہیں اور یہ کہ ان علما پر یہ صریحاً بہتان تراشی ہے کہ انہوں نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مثلاً اشتہار میں مولانا اشرف علی تھانوی کا نامِ گرامی بھی لکھا گیا ہے مگر ان کی کسی تصنیف کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔ مولانا تھانوی کی تصانیف، ان کے عقائد اور حبِ رسولؐ کے متعلق معمولی سا علم رکھنے والا شخص ولیم پادری کی ان سے منسوب اس طرح کی کسی بھی بات کو جھوٹ اور افترا پردازی ہی قرار دے گا۔ اسی طرح 'تقویۃ الایمان' سے بھی ایک آدھ جملہ جو نقل کیا گیا ہے، مصنف کے پیش نظر اس کا وہ مفہوم ہرگز نہیں تھا جو افترا پرداز پادری نے سمجھا ہے یا دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

علم غیب کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف علما کی جانب سے قرآن وحدیث کی روشنی میں مختلف تعبیرات پیش کی گئی ہیں۔ موحد علما کا ایک گروہ علم غیب کو اللہ تعالیٰ سے ہی مخصوص قرار دیتا ہے، اس میں کسی مخلوق کی شراکت کو وہ شرک قرار دیتا ہے۔ جب کہ پاکستان کے علما بالخصوص بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے حضورِ اکرم ﷺ کی ذات میں علم غیب کے ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، مگر وہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کو یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی دیا گیا تھا، ان کا اپنا نہیں تھا۔ گویا حقیقی عالم غیب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس موضوع پر 'تقویۃ الایمان' میں مفصل بحث ملتی ہے۔ مسیحی پادری کا علمی درجہ اس قدر نہیں ہے کہ وہ ان دقیق بحثوں کو سمجھ پاتا، البتہ اپنے خبثِ باطن کے اظہار کے لئے اس نے ایک آدھ جملہ یا چند الفاظ عبارت سے الگ کرکے اپنے واہیات دعویٰ کی تائید میں پیش کردیئے ہیں۔

پادری ولیم مسیح نے جو منطق، استدلال، عقلیات جیسی علمی صلاحیتوں سے بے بہرہ لگتا ہے، اپنے تئیں چند الفاظ نقل کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے مگر مسلمانوں کے پیغمبر کے پاس ہر پوشیدہ بات کا علم نہیں تھا۔'' نہیں معلوم، اس کوتاہ فکر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کا بغور مطالعہ کیا بھی ہے یا نہیں۔ اگر وہ ان کی سیرت کے متعلق واجبی علم بھی رکھتا تو یہ لغو دعویٰ کبھی نہ کرتا۔ کیا اسے اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ اگر حضرت عیسیٰعلیہ السلام

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

''ہر بات کا پوشیدہ علم رکھتے'' تو انہیں یہودیوں کی اپنے خلاف سازش کا بروقت علم ہوجاتا۔ انہیں تو آخر وقت تک معلوم نہ تھا کہ یہودی انہیں مصلوب کرنے کے ناپاک عزائم بھی رکھتے ہیں!!

سیالکوٹ کا پاکستانی عیسائیوں کے لئے وہی مقام ہے، جو چناب نگر (ربوہ) کا قادیانیوں کے لئے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل ربوہ کا سیالکوٹ سے گہرا تعلق ہے۔ جھوٹی نبوت کے داعی مرزا غلام احمد کی اُٹھان سیالکوٹ شہر سے ہوئی تھی، وہ ۱۸۶۴ء سے لے کر ۱۸۶۸ء تک سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر آفس میں بطورِکلرک ملازمت کرتا رہا تھا۔ یہیں سب سے پہلے اس کی ملاقات مسیحی پادریوں سے ہوئی تھی۔ سیالکوٹ شروع ہی سے عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا اہم مرکز رہا ہے۔ یہ لاہور سے بھی بڑا مسیحی مرکز رہا ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں عیسائیوں اور قادیانیوں کی اچھی خاصی تعداد اب بھی موجود ہے جو آئے روز فتنہ برپا کرتی رہتی ہے۔

گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے درمیان ایک پٹی ہے۔ جہاں عیسائی مشنری 'تاکستان' کے نام سے اپنی سٹیٹ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کئی صحافیوں نے اپنے کالموں میں عیسائیوں کے اس خفیہ ناپاک منصوبے کی نشاندہی کی ہے۔ 'تاک' بائبل میں مقدس انگور کو کہتے ہیں، تاکستان کا نام اسی حوالہ سے ہے۔ یہ علاقہ عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا گڑھ ہے جہاں وہ سادہ لوح مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا ہر فریب انگیز حربہ استعمال کررہے ہیں۔ جہاں ترقی اور مادّی سہولیات کا لالچ دے کر غریب دیہاتیوں کو ان کے دین سے منحرف کررہے ہیں۔ راقم الحروف کو ایک سی ایس پی آفیسر نے بتایا، جو ضلع سیالکوٹ کے چار سال ڈپٹی کمشنر رہے ہیں کہ ایک دفعہ عیسائیوں کا ایک گروہ ان سے ملنے آیا، انہوں نے درخواست پیش کی کہ انہیں ضلع سیالکوٹ کے فلاں فلاں گاؤں میں 'ترقیاتی' کام کرنے کی اجازت دی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو اجازت دے دی، البتہ ایجنسیوں کو حکم دیا کہ ان کی سرگرمیوں کو نگاہ میں رکھیں۔

ایجنسیوں نے جو رپورٹ دی اس کے مطابق عیسائی مشنریوں کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے وہ ایک خاص گاؤں منتخب کرتے ہیں۔ شروع کے مرحلے میں اس گاؤں کی صفائی کرتے ہیں اور نالیوں کو پختہ بناتے ہیں۔ کوڑا کرکٹ جمع کرنے کا بندوبست کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد اس گاؤں میں ہیلتھ ڈسپنسری قائم کرکے وہاں کے باشندوں کا مفت علاج کرنا شروع کردیتے ہیں۔ کچھ ہفتوں بعد وہاں سکول قائم کرتے ہیں۔ وہاں کے غریب والدین کے بچوں کی مفت تعلیم کے ساتھ ساتھ، ان کے لباس اور خوراک وغیرہ کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔ اس دوران خفیہ غیرمحسوس طریقے سے لوگوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرتے رہتے ہیں۔ وہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ دیکھیں جی! ہم مسلمان نہیں ہیں لیکن ہمیں آپ کا کس قدر خیال ہے،

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

ہم آپ کی یہ امداد اس لئے کر رہے ہیں کیونکہ ہمارے مذہب کا ہمیں حکم ہے۔

ڈسپنسری کے ذریعے شعبدہ بازی کی جاتی ہے۔ پہلے دن آنے والے مریضوں کو بوتلوں میں پانی بھر کر دیا جاتا ہے یا ایسی دوائی دی جاتی ہے جس کا اُلٹا اثر پڑتا ہے۔ انہیں کہا جاتا ہے کہ وہ یہ دوائی استعمال کرتے ہوئے بار بار اپنے نبی محمدﷺ کا ذکر بھی ضرور کریں۔ دو تین دن کے بعد جب وہ مریض واپس آتے ہیں تو وہ شکایت کرتے ہیں کہ مرض بدستور باقی ہے یا مزید بڑھ گیا ہے تو انہیں دوائی بدل کر دی جاتی ہے۔ اور انہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ دوائی کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی کرتے رہیں۔ کچھ دنوں بعد وہ سادہ لوح آکر بتاتے ہیں کہ اس طرح دوائی استعمال کرنے سے وہ ٹھیک ہوگئے ہیں تو عیسائی پادری انہیں کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام میں اس قدر برکت ہے، تو ان کا مذہب اختیار کرنے میں کس قدر فائدہ ہوگا، اس کا آپ خود ہی اندازہ لگالیں۔ بہرحال جب ۲۰ کے قریب لوگ عیسائی بن جاتے ہیں تو اس بستی میں چرچ قائم کردیا جاتا ہے۔☆

مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی سیالکوٹ میں عیسائی پادری کی جانب سے یہ پہلی واردات نہیں ہے۔ ایسی مکروہ سرگرمیاں تسلسل سے سامنے آتی رہتی ہیں۔ آج سے چند ماہ قبل سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں چند اوباش عیسائی نوجوانوں نے ایک مسلمان لڑکی کو اغوا کیا، اس کو مسلسل ایک ہفتہ تک 'ریپ' کا نشانہ بناتے رہے۔ اخبارات میں اس کے متعلق خبر شائع ہوئی تو ہم نے اخباری تراشہ عاصمہ جہانگیر کو اس درخواست کے ساتھ ارسال کیا کہ انسانی حقوق کمیشن اس مظلوم مسلمان لڑکی کے حقوق کے لئے جدوجہد کرے اور اس واقعہ کی خبر اپنے رسالہ 'جہدِحق' میں شائع کرے، مگر اس پر کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔ Marital Rape کے لئے عمر قید کی سزا تجویز کرنے والی حقوقِ نسواں کی یہ نام نہاد علمبردار ایک حقیقی ریپ شدہ مسلمان لڑکی کو انصاف دلانے کے لیے کوئی قدم اٹھانے کو تیار نہیں ہے!!

تعزیراتِ پاکستان کی رو سے کوئی ایسا لٹریچر شائع کرنا سنگین جرم ہے جس میں کسی قسم کا فرقہ وارانہ مواد پایا جاتا ہو یا اور اس سے کوئی فرقے کی دل آزاری ہوتی ہو۔ ۲۹۵سی کے مطابق گستاخِ رسول کی سزا موت ہے۔ حکومت آئے دن قابل اعتراض مواد کی اشاعت پر مقدمے درج کرتی رہتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گستاخِ رسول پادری مسیح کی طرف سے توہین رسالت پر مبنی مذکورہ بالا اشتہار حکومت پنجاب کے نوٹس میں نہیں ہے؟ اگر ایسا ہے تو تسلیم کرلینا چاہیے کہ حکومتی ایجنسیاں اپنے فرائض کی بجا آوری میں غفلت سے کام لے رہی ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ حکومت اس وقت کاروائی کرے جب لوگ احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئیں یا کسی گستاخِ رسول کو خود ہی سزا دے دیں۔ سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر

☆ عیسائی مشنریوں کے تبلیغی ہتھکنڈوں کے تفصیلی مطالعہ کے لئے اسی شمارے میں مطبوعہ مضمون دیکھیں: ص

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

صاحب جو اپنے ضلع میں قانون کی عملداری کے ذمہ دار ہیں اور اس طرح کے قابل اعتراض مواد کو فوری ضبط کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے، کیا وہ اب تک اس واقعہ سے بے خبر ہیں؟ کیا وہ انتظار کر رہے ہیں کہ اس گستاخانہ جسارت پر مشتعل ہو کر مسلمانوں کا کوئی گروہ ان کے دفتر کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کرے تو وہ کوئی قدم اٹھائیں گے......!!

اگر حکومت بوجوہ ایک گستاخِ رسول پادری کے خلاف قانون کے مطابق کاروائی کرنے میں کسی قسم کے تامل کا شکار ہے، تو سیالکوٹ میں موجود دینی جماعتوں کے راہنما بے عملی کا شکار کیوں ہیں۔ انہوں نے اب تک توہین رسالت کے اس واقعے کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟ درخواست گزار خاتون نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اس اشتہار سے کافی لوگ متاثر ہو کر گمراہ ہو رہے ہیں۔ کیا علمائے دین اپنے ہم مذہب مسلمانوں کے عیسائی بننے کا یونہی خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہیں گے؟ کیا سیالکوٹ میں عیسائی پادریوں کی توہین رسالت پر مبنی ذلیل حرکتیں یونہی جاری رہیں گی؟...... حکومت اور مسلمانوں کے لئے مقام فکر ہے!!

(محمد عطاء اللہ صدیقی)

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کتاب وحکمت

افادات: حافظ ابن قیم جوزیؒ
تحریر: مولانا عبدالغفار حسن

سورۃ فاتحہ کے بعض اہم تفسیری نکات

سورۃ فاتحہ کئی اہم اور بنیادی مسائل کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے تین نام بیان ہوئے ہیں جو کہ تمام اسماءِ حسنہ اور صفاتِ الٰہیہ کے مرکز ومحور قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ وہ تین اسماء یہ ہیں: اللہ، ربّ اور رحمٰن۔

یہ سورت الوہیت، ربوبیت اور رحمت کا مظہر ہے۔ الوہیت کا مفہوم ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ سے واضح ہوتا ہے۔ ربوبیت ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ میں پنہاں ہے اور صفت ِرحمت ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ سے آشکار ہوتی ہے۔ پھر لفظ 'حمد' ان تینوں اسماء پر حاوی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی اُلوہیت، ربوبیت اور رحمت میں محمود اور قابل ستائش ہے۔

اس سورت میں آخرت، جزا وسزا، اللہ تعالیٰ کے اس دن حاکم مطلق ہونے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے کا تصور بھی دیا گیا ہے جو کہ آیت ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ سے واضح ہے۔

اس سورت میں نبوت ورسالت کا اثبات بھی مختلف پہلوؤں سے کیا گیا ہے:

اولاً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے[1]۔ وہ اپنے بندوں کو دنیوی اور اُخروی مصالح بتائے بغیر نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کی صفت ِربوبیت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ان تمام چیزوں سے آگاہ کرے

۱۔یعنی ان کو لاتعداد نعمتوں سے پرورش کرنے والا ہے جن میں سے سب سے اعلیٰ وارفع نعمت قرآن اُتارنا، رسولوں کا بھیجنا اور اپنے بندوں کو نورِ ہدایت اور علم وحکمت سے سرفراز کرنا ہے اور اسی کی ذات اپنے علم، حکمت اور قدرت سے تمام جہانوں کی تدبیر کئے ہوئے ہے۔ اسی کی ذات حکیم وخبیر ہے اور اپنے تمام بندوں پر غالب ہے۔ اس کی ذات آسمان اور زمین کو مسخر کئے ہوئے ہے اور وہی اپنی قدرت سے زمین وآسمان کی کچھ چیزیں انسان کی نشوونما کے لئے مسخر کردیتا ہے تاکہ وہ ترقی کے درجات طے کرتے ہوا انسانیت کے درجہ کمال تک پہنچ سکے اور ربّ کی نعمتوں اور اس کی بے پناہ رحمت کو یاد کرکے اس کا شکر بجالاتا رہے۔

اس کے ساتھ ساتھ آیاتِ کونیہ میں سوچ بچار اور آیاتِ علمیہ میں غوروتدبر کرتے ہوئے اپنی روحانیت کیلئے تزکیہ وتصفیہ کا سامان بہم پہنچاتا رہے۔ اس کی محبت اور لگاؤ کا مرکز صرف خدا ہی کی ذات ہو کہ جس نے اپنے بے پناہ احسانات اور نعمتوں سے اسے نوازے رکھا اور دنیا وآخرت میں پاکیزہ زندگی عطا کی۔ تمام بندے اس لحاظ سے صرف اسی کے محتاج ہیں اور صرف خدا ہی ایک بے نیاز ہستی ہے۔ عبودیت کے ان مظاہر کے ساتھ ایک مخلص بندہ برابر کمالات کے زینے طے کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اعلیٰ علیین میں نیکوکاروں کے ساتھ جگہ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق دے، آمین!

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

اور ایسا نہ ماننے کی صورت میں اس کی اس صفتِ ربوبیت پر حرف آتا ہے۔

ثانیاً: ''اللہ'' کا لفظ ہی اس حقیقت کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ بس اسی کی ذات ہی قابل عبادت ہے اور ظاہر ہے کہ بندے اس کی عبادت کا طریقہ اسی کے بھیجے ہوئے رسولوں کے سوا اور کسی ذریعہ سے جان نہیں سکتے۔

ثالثاً لفظ 'رحمٰن' اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس کی صفتِ رحمت اپنے بندوں کو بے سہارا چھوڑ دینے اور کمال تک پہنچنے کے ذرائع سے بے خبر رکھنے کے منافی ہے۔ جو شخص لفظ 'رحمٰن' کی حقیقت جان لیتا ہے، اس سے یہ بات مخفی نہیں رہتی کہ اس کی صفتِ رحمت بارش کے برسانے، پودوں کے اُگانے اور بیج کے نکالنے سے زیادہ انبیاء کے بھیجنے اور کتبِ سماویہ کے اُتارنے کی مقتضی ہے۔ جسم سے زیادہ روح رحمت خداوندی کی محتاج ہے۔ جن لوگوں کے دل و دماغ پر پردے پڑ چکے ہیں، وہ اس لفظ سے صرف جانوروں اور چوپاؤں کی زندگی ہی اَخذ کرتے ہیں لیکن اہل فکر و دانش اصل حقیقت کی تہ تک پہنچتے ہیں۔

رابعاً ﴿يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کے لفظ سے ظاہر ہے کہ یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے اَعمال کی جزا و سزا دے گا۔ انہیں ان کی نیکیوں پر ثواب اور برائیوں پر سزا دے گا لیکن اللہ تعالیٰ کسی پر حجت قائم کرنے سے پہلے گرفت نہیں کرتا اور یہ حجت اس نے اپنے رسول اور کتابیں بھیج کر قائم کردی ہے اور انہیں کی آمد کے بعد اس دن کی نوبت آئے گی کہ تمام نیکوکاروں کو نعیم اَبدی سے نوازا جائے گا اور تمام گنہگاروں کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

خامساً ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت وہی ہوسکتی ہے جس سے اللہ خود راضی ہو۔ جہاں تک اس کے شکر بجالانے، اس سے محبت رکھنے اور اس کی خشیت طاری کئے رکھنے کا تعلق ہے تو عبادت کا یہ مفہوم معقول ہے۔ لیکن عبادت کے اصل طریقے کی معرفت اس کے رسولوں کے بغیر معلوم نہیں ہوسکتی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عقل سلیم رسولوں کے بھیجے جانے کو اسی طرح تسلیم کرتی ہے جس طرح کہ خود اللہ تعالیٰ کے وجود کو۔ اسی لئے رسول کا انکار کرنے والا درحقیقت رسول کا منکر نہیں ہوتا بلکہ مرسل یعنی اللہ تعالیٰ کا بھی منکر ہوتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول پر ایمان نہ لانے کو خدا پر ایمان نہ لانے کے ہم معنی قرار دیا ہے۔

سادساً ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کے جملے سے پتہ چلتا ہے کہ ہدایت، بیان اور رہنمائی کا نام ہے جس کے بعد توفیق الٰہی اور اِلہام کا درجہ آتا ہے۔ بیان اور رہنمائی کا حصول رسولوں ہی کے واسطے سے ہوسکتا ہے اور ایسا ہونے کے بعد خدائی توفیق شامل حال ہوجاتی ہے۔ ایمان دل میں جاگزین ہوکر اسی کا ایک جزو بن جاتا ہے۔

درحقیقت یہ دو الگ الگ ہدائتیں ہیں جن کے بغیر دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل نہیں

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

ہوسکتی اور ان کے حصول کے بعد انسان حق کے مدارج کو تفصیلی طور پر جان لیتا ہے اور کھلے و چھپے اسی کا ہو رہتا ہے۔ اس کے تمام اعمال، تمام اِرادے، تمام اقوال تاحیات دائرہ حق سے باہر نہیں نکلتے۔

یہاں اس بات کی ضرورت بھی معلوم ہوتی ہے کہ انسان کو ہر حال میں ہدایت پانے کی دعا کیوں کرتے رہنا چاہئے اور رکہنے والوں کے اس قول کا بودا پن بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہدایت یافتہ ہوتے ہوئے بھی ہدایت کے طلبگار کیوں رہیں؟

وہ اس طرح کہ ہمارے علم میں آئی ہوئی حق باتوں کے مقابلہ میں ایک بڑا حصہ ہمارے لئے نامعلوم ہے۔ اور ایسی باتوں کا تو شمار ہی نہیں جنہیں ہم مجمل طور پر جانتے ہیں لیکن تفاصیل سے بے خبر ہیں۔ الغرض ہم مکمل ہدایت کے محتاج ہیں۔ یہ تمام اُمور کسی کو حاصل ہو بھی جائیں تو اس کا ہدایت کے لئے سوال کرنا ہدایت پر قائم و دائم رہنے کے لئے ہوتا ہے۔

ہدایت کا سب سے آخری مرتبہ قیامت کے دن جنت تک پہنچنے کے لئے پل صراط کو بآسانی پار کرنے کی ہدایت مانگنا ہے۔ اسی لئے جس شخص کو دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں اور کتابوں کی معرفت صراطِ مستقیم کی ہدایت حاصل ہوگئی وہ یقیناً آخرت میں پل صراط کا رستہ بھی پالے گا اور جس قدر وہ اس دنیا میں خدا کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر ثابت قدم رہا ہوگا، اسی قدر آخرت میں جہنم کے اوپر قائم کئے ہوئے پل صراط پر بھی وہ ثابت قدم رہے گا اور جس تیزی سے وہ دنیا میں اس راستے کے نشیب وفراز سے گزرتا چلا گیا تھا، اسی تیزی سے وہ پل صراط بھی پار کر لے گا۔ کئی تو ایسے ہوں گے جو بجلی کی طرح اسے پار کر جائیں گے اور کئی آنکھ جھپکنے کے وقفہ میں، کئی ہوا کے ایک جھونکے کی طرح تو کئی سواری کی مانند، کئی دوڑتے نظر آئیں گے تو کئی معمولی چال چلتے ہوئے، کئی گھٹنوں کے بل چلتے ہوں گے تو کئی لنگڑاتے ہوئے اور کئی بیڑیاں پہنے ہوئے رینگتے نظر آئیں گے۔

غرضیکہ بندہ اس دنیا میں اپنی چال ڈھال سے آخرت کے ان مراحل کا بآسانی اندازہ کرسکتا ہے اور یہی عادلانہ فیصلہ ہے: ﴿هَلْ تُجْزَوْنَ إِلاَّ مَاكُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (النمل:٩٠)

”تمہارے کئے کا بدلہ ہی تمہیں دیا جائے گا۔“

بندے کو یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کون سے شکوک وشبہات ہیں جو اس دارِفانی میں اس کے رستے کی آڑ بنے ہوئے ہیں کیونکہ یہی بندھن قیامت کے دن پل صراط کے دونوں طرف آہنی کنڈوں کی طرح اسے نوچتے اور آڑے آتے دکھائی دیں گے: ﴿وَمَارَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ﴾ (فصلت:٤٦)

”اور تیرا ربّ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں“

الغرض طلبِ ہدایت ہر خیر کے حصول اور ہر شر سے سلامتی کو سموئے ہوئے ہے۔

سابعًا نفس مسئول یعنی صراطِ مستقیم کی معرفت سے پتہ چلا کہ ایک رستہ 'صراط' تب ہی ہوسکتا ہے

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جبکہ اس میں یہ پانچ اُمور پائے جائیں: استقامت، منزلِ مقصود تک پہنچانا، اس کا قریب ہونا، گزرنے والوں کے لئے اس کا کافی وسیع ہونا، منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے اس کا تعین ہونا۔ لفظ صراط میں یہ پانچوں باتیں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

اس کی صفت استقامت سے اس کا قریب ہونا سمجھ میں آتا ہے کیونکہ خطِ مستقیم دو نقطوں کے درمیان قریب ترین خط مانا گیا ہے۔ ذرا سا بھی ٹیڑھا پن اسے لمبا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس کی صفت استقامت سے اس کا منزل مقصود تک پہنچانا ظاہر ہوتا ہے اور پھر اس کا تمام خلائق کے لئے نصب کیا جانا اس کی وسعت و ہمہ گیری کا تقاضا کرتا ہے اور اس کا یہ وصف کہ یہ رستہ انعام کئے گئے لوگوں کا ہے، گمراہ اور مغضوب علیہم کا نہیں، اس بات کا یقین کرتا ہے کہ یہ راستہ ہی درحقیقت سیدھا اور سچا راستہ ہے۔

صراط کی اضافت کبھی اللہ کی طرف جاتی ہے کیونکہ وہی اس کا نصب کرنے والا ہے جیسا کہ فرمایا گیا: ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا﴾ ''اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے'' ایک دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِيٓ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ صِرَاطِ اللّٰهِ﴾ ''اور (اے رسولؐ!) تم اللہ کے سیدھے راستے کی طرف بلاتے رہو'' اور کبھی اس کی اضافت بندوں کی طرف جاتی ہے جیسا کہ سورۂ فاتحہ میں بیان ہوا اور یہ اس لئے کہ بندے ہی اس پر چلیں گے، انہی کے لئے وہ نصب کیا گیا اور وہی اس پر گزرنے والے ہیں۔

ثامنًا منعم علیهم کے ذکر اور مغضوب علیهم اور ضالین کے گروہ سے انہیں ممیّز کرتے ہوئے......لوگ حق کی معرفت اور اس پر عمل کرنے کے لحاظ سے ان تین فرقوں میں تقسیم کئے گئے ہیں اور وہ اس طرح کہ انسان یا تو حق کی معرفت رکھتا ہوگا یا نہیں اور پھر حق کی معرفت رکھنے والا یا تو اس پر عامل ہوگا یا اس کا مخالف ہوگا۔

کوئی بھی مکلّف فرد ان تین اقسام سے باہر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے حق کی معرفت رکھنے والا عالم باعمل شخص منعم علیهم کے گروہ میں سے ہے۔ یہ شخص مفید علم اور نیک عمل کے ساتھ اپنے نفس کا تزکیہ کرتا رہتا ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا﴾ (الشّمس: ۹) ''جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا، وہ کامیاب ہوگیا''

حق کی معرفت رکھنے والا عالم لیکن عمل سے محروم ہوائے نفس کا تابع شخص 'مغضوب علیہم' کی فہرست میں داخل ہوتا ہے۔ رہا حق کی معرفت سے کورا شخص تو اس کا شمار 'ضالین' (گمراہوں) میں ہوگا۔ مغضوب علیہ شخص عمل کی ضلالت (گمراہی) کے باعث ضال بھی ہے اور ضال شخص عمل کی راہ دکھانے والے علم سے محرومی کے باعث مغضوب علیہم میں بھی شمار ہوتا ہے۔ غرضیکہ ان دونوں میں سے ہر ایک پر ضال اور مغضوب عليه کا وصف صادق آتا ہے۔ اِلا یہ کہ معرفتِ حق کے بعد عمل میں کوتاہی کرنے والا غضب کا زیادہ مستحق ہے۔ اسی لئے یہود کے بیان میں بار بار اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوا:

﴿بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوْا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

فَضْلِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ (البقرۃ:۹۰)

''انہوں نے اللہ کے اُتارے ہوئے (اوامر ونواہی) کے انکار کو اپنی جانوں کے بدلے خرید کر کیا ہی برا سودا کیا ہے۔صرف اپنی اس سرکشی کی بنا پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (وحی) اُتارتا ہے، اس لئے وہ خدا کے غضب پر غضب کا شکار ہوئے''

اور ایک جگہ ارشاد ہوا:

﴿قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ؟ مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ﴾ (المائدۃ:٦٠)

''کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں بارگاہِ ایزدی میں اس سے بھی زیادہ شرانگیز سزا (پانے والوں) کے متعلق بتاؤں؟ وہ لوگ جو اللہ کی لعنت اور غضب کے مستحق ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ کو بندر، سور اور عباد باطل بنا ڈالا، یہ لوگ سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے، بدترین جگہ والے ہیں''

حق سے نا آشنا، لقب ضال کا زیادہ مستحق ہے۔اس لئے اس آیت میں نصاریٰ کو اس لقب سے یاد کیا گیا:

﴿قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ غَيْرَالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَضَلُّوْا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ﴾ (المائدۃ:۷۷)

''کہہ دیجئے: اے اہل کتاب! سوائے حق بات کے اپنے دین میں تجاوز نہ کرو اور نہ ہی ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرو جو پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور سیدھے راستے سے بھٹکتے رہے''

اس آیت میں خطاب نصاریٰ سے ہے جنہیں یہود کی پیروی سے منع کیا گیا ہے۔

ترمذی اور صحیح ابن حبان میں حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یہود مغضوب علیھم ہیں اور نصاریٰ ضالین''

منعم علیھم وہ لوگ ہیں جنہیں معرفت حق حاصل ہوئی، پھر وہ اس پر عمل پیرا ہوئے اور مغضوب علیھم وہ جو کہ حق جان لینے کے بعد بھی اپنی خواہشات کے تابع رہے اور ضالین جو کہ حق سے نا آشنا رہے۔ان تینوں اقسام کے ذکر سے بھی رسالت اور نبوت کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ واقعہ یہی ہے کہ لوگ ان تین فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور درحقیقت رسالت ہی اس تقسیم کا باعث ہوئی ہے۔☆☆

نوٹ: چند برس قبل سورۃ فاتحہ کے آخری نصف پر علامہ ابن قیم کے بعض تفسیری اجزا کا مولانا عبدالغفار حسن نے ترجمہ کیا تھا اور یہ تفسیری نکات ۱۹/سوالات کی صورت میں محدث کے اکتوبر اور نومبر ۱۹۹۵ء کے دوشماروں میں ۲۸ صفحات میں دو اقساط میں شائع ہوئے تھے۔مکمل استفادہ کے لئے ان مضامین کا مطالعہ بھی فرمائیں۔(حسن مدنی)

www.KitaboSunnat.com

دارُالافتاء

شیخ الحدیث حافظ ثناءُاللہ مدنی

❑ نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت پر اعتراضات کا جائزہ

❑ سجدۂ قرآن اور نماز میں سجدۂ قرآنی کی دعا، مسئلہ وراثت

ماہنامہ 'محدث' اور ہفت روزہ 'الاعتصام' مؤرخہ ۱۵/ دسمبر ۲۰۰۰ء میں جنازہ کے بعد مروّجہ دعا کے سلسلہ میں حنفی، بریلوی فتویٰ کے تعاقب میں میرا ایک فتویٰ شائع ہوا۔ اس میں ضمناً جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ اس پر اسلام آباد سے محترم ابوبکر صدیق صاحب بایں الفاظ معترض ہیں:

> ''بخاری میں اس سلسلہ کی کوئی مسند روایت کہاں ہے؟ اس بات کے ضعف کا آپ کو اندازہ تھا، اس لئے گول مول الفاظ استعمال کرکے قارئین کو یہ تاثر دیا گیا گویا بخاری میں کوئی مرفوع حدیث اس سلسلہ میں موجود ہے۔ اگر اس باب میں مرفوع حدیث ہوتی تو بحوالہ ابن حجر حضرت ابوہریرۃؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ قراءتِ فاتحہ کیوں نہ کرتے؟''

قارئین کرام! اس وقت بنیادی طور پر اس بات کا جائزہ لینا مقصود ہے کہ کیا نمازِ جنازہ میں قراءۃ فاتحہ ثابت ہے یا نہیں؟

(۱) پہلے صحیح بخاری میں باب قراءۃ فاتحة الكتاب على الجنازة کے تحت مشارالیہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ

> ''انہوں نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی، جس میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا (میں نے فاتحہ اس لئے پڑھی ہے) تاکہ تم جان لو کہ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا سنت ہے'' ...... اور حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک جنازہ میں الحمد جہر سے پڑھی، پھر فرمایا: میں نے جہر سے اس لئے پڑھا ہے تاکہ تم لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ جنازہ میں الحمد پڑھنا سنت ہے۔''

(۲) اور حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نمازِ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ نمازی سورۂ فاتحہ پڑھے اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے، پھر میت کے واسطے اِخلاص کے ساتھ دعا کرے اور قراءت صرف ایک ہی مرتبہ کرے، پھر سلام پھیرے۔ ملاحظہ ہو کتاب فضل الصلاة على النبی ﷺ اور المنتقی ابن جارود۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی صحیحین کے رواۃ ہے كذا فی النيل۔

(۳) امام عبدالرزاق اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ''نمازِ جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ نمازی اللہ اکبر کہے پھر سورۂ فاتحہ پڑھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

پھر میت کے لئے اِخلاص کے ساتھ دعا کرے اور قراء ت صرف پہلی تکبیر میں کرے''۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ إسناده صحيح ''اس کی سند صحیح ہے''۔

(۴) سنن ترمذی میں مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ پڑھایا تو فاتحہ پڑھی۔ طلحہ بن عبداللہ بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا "إنه من السنة أو من تمام السنة" کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ سنت ہے، یا اس سے سنت کی تکمیل ہوتی ہے۔''

پھر یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ جنازہ کو نماز سے موسوم کیا گیا ہے جس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کے یہ فرامین ہیں: "من صلى على الجنازة......"، "صلوا على صاحبكم"، "صلوا على النجاشي"

اِمام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اسے نماز کہا ہے حالانکہ اس میں رکوع ہے نہ سجود، اس میں کلام نہ کرے اور اس میں تکبیر اور تسلیم ہے۔''

پھر یاد رہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث "لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" کا عموم نمازِ جنازہ کو بھی شامل ہے۔

اس بحث میں جو اہم شے قابل التفات ہے، وہ یہ ہے کہ صحابی کا کسی فعل یا عمل کو سنت قرار دینے سے کیا وہ واقعی سنتِ نبوی قرار پائے گا؟ اس سے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأصحاب النبی لا یقولون بالسنة والحق إلا لسنة رسول اللهﷺ، إن شاء الله

''نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ سنت اور حق کا اطلاق صرف سنت رسول ﷺ کیلئے ہی کرتے تھے''

اور امام نووی نے المجموع (۵/۲۳۲) میں اسی کو صحیح مذہب قرار دیا اور کہا ہے کہ اصول میں ہمارے اصحاب میں سے جمہور علماء اور دیگر اُصولی اور محدثین اسی بات کے قائل ہیں۔ محقق علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ حنفی نے التحریر میں اسی بات کو قطعی قرار دیا ہے۔ اس کے شارح ابن امیر حاج کہتے ہیں: ہمارے متقدمین اصحاب کا یہی قول ہے۔ صاحبِ میزان، رافع اور جمہور محدثین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (۲/۲۲۴)

پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ اثباتِ سنت کے باوجود حنفیہ کا اس صحیح حدیث پر عمل نہیں حالانکہ ان کے اصول کے مطابق ہے۔ موطأ امام محمد میں ہے: "لاقراء ة على الجنازة وهو قول أبي حنيفة" جنازہ میں عدمِ قراء ت ہے اور امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے۔ متاخرین حنفیہ نے جب بنظر غائر اسی کو صحیح پایا اور صحیح حدیث کے مقابلہ میں اپنے مسلک کو مرجوح دیکھا تو اس کی تاویل انہوں نے اس طرح کی کہ فاتحہ کی قراء ت کا جواز تو ہے بشرطیکہ نمازی دعا اور ثنا کی نیت کرے۔ یہ محض اس زعم کی بنا پر ہے کہ حدیث اور قولِ امام میں تطبیق ہو سکے۔ گویا کہ امام صاحب کا قول دوسری ایک حدیث ہے حالانکہ یہ شرط (تاویل) فی نفسہٖ باطل ہے۔ جب ایک حدیث ثابت ہے تو پھر عمل اسی پر ہونا چاہئے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

دوسری عجیب بات یہ ہے کہ حنفیہ کے ہاں تکبیر اولیٰ کے بعد نمازِ جنازہ میں ثنا پڑھنا جنازہ کی سنتوں میں شمار ہوتا ہے حالانکہ سنت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ جو شے ثابت ہے، احناف اس کا انکار کرتے ہیں اور جو ثابت نہیں، اس کے اثبات کی ناکام سعی کرتے ہیں تلك إذا قسمة ضیزی! علامہ ابن ہمام فتح القدیر (۱/۴۵۹) میں لکھتے ہیں کہ

''جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھی جائے اِلا یہ کہ ثنا کی نیت ہو، قراءت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔''

عجب تضاد ہے، خود ہی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ صحابی کا قولِ 'سنت' مسند مرفوع کے حکم میں ہے جس کا نبی ﷺ تک اتصال ہوتا ہے جیسا کہ ابھی گزرا ہے پھر خود ہی اس قاعدہ کو مقامِ بحث میں ترک کردیا ہے۔

نیز ہدایہ میں ہے کہ میت کی چارپائی اُٹھاتے ہوئے چاروں اَطراف سے پکڑا جائے۔ سنت میں اسی طرح آیا ہے۔ علامہ ابن ہمام نے اس پر دلیل یہ قائم کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو جنازہ کے پیچھے لگا، اسے چاہئے کہ سب طرفوں سے پکڑے فإنه من السنة ، فوجب الحکم بأن هذا هو السنة ''سنت طریقہ یہی ہے (ابن ماجہ، بیہقی) یعنی اس طریقہ کار کو اختیار کرنا ہی سنت ہے۔''

غور فرمائیے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول من السنة کو یہاں مرفوع کے حکم میں قرار دیا ہے جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول إنها سنة سے عدمِ اعتناء کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسے مذہبی تعصب کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے؟ جبکہ اثر ابن مسعود رضی اللہ عنہ منقطع ہے اور ابن عباسؓ کا اثر صحیح بخاری وغیرہ میں۔

محترم! اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ اتنے بڑے محقق کی بات پر تعجب کا اظہار نہ کیا جائے تو اور کیا جائے؟ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ قلم سے بعض سخت جملے صادر ہوئے۔ عافاني الله۔ لیکن بنظر انصاف حقائق تک رسائی حاصل کرنا سب کا فرض ہے۔ حنفی علماء میں علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کافی حد تک انصاف پسند گزرے ہیں۔ عمدۃ الرعایہ (۱/۲۵۳) میں انہوں نے جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کے مسلک کو دلیل کے اعتبار سے قوی قرار دیا ہے اور موطأ امام محمد کے حاشیہ میں رقم طراز ہیں کہ

''فاتحہ پڑھنا ہی اولیٰ ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔''

بلکہ انہوں نے یہاں تک کہا ہے کہ متاخرین علماءِ احناف نے جو جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے تو علامہ حسن الشرن بلالی نے اس کی تردید میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے: النظم المستطاب بحکم القراءة فی صلاة الجنازة بأم الکتاب (التعلیق الممجد:ص۱۶۵)

اور جن علماءِ احناف نے فاتحہ پڑھنے کی تاویل یوں کی ہے کہ بطورِ ثنا فاتحہ پڑھی جائے، ان کی تردید میں مولانا لکھنوی فرماتے ہیں کہ اگر اس قسم کی تاویلات کا دروازہ کھول دیا جائے تو بہت سی مسنون قراءات بھی ختم ہوکر رہ جائیں گی۔ پھر یہ دعویٰ فی نفسہٖ باطل ہے کیونکہ نیت کا تعلق تو باطن سے ہے جس

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

پر نیت کرنے والے کے بتلائے بغیر مطلع ہونا ممکن نہیں۔ (غیث الغمام: ص ۳۱۸)

دوسری طرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اورابن عمر رضی اللہ عنہ بلاشبہ جلیل القدر صحابہ ہیں۔لیکن مسند روایات کے مقابلہ میں ان کے اقوال کو اختیار کرنا دن کی روشنی میں چراغ جلانے کے مترادف ہے۔ ویسے بھی صحابہ کرام کئی طرح سے عنداللہ معذور ہیں لیکن واضح دلائل ثابت ہونے کے بعد ہمارے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جن پر فقہ حنفی کا انحصار ہے، وہ بھی جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ان کے قول پر تو عمل نہیں کرتے دوسری طرف احناف حضرت ابوہریرہ کو تو غیر فقیہ قرار دیتے ہیں (جیسا کہ نورالانوار میں ہے) اس کے باوجود جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کے سلسلہ میں ان کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے ان کا 'غیر فقیہ' ہونا انہیں نظر نہیں آتا۔ احناف کے ہاں ان دو صحابہ کی اگر اتنی ہی عظمت ہوتی جتنی ظاہر کررہے ہیں تو وہ انکی روایات کو کبھی ردّ نہ کرتے حالانکہ واقعات اس کے خلاف ہیں۔ حديث المصراة، حديث التسبيع اور أحاديث رفع اليدين وغیرہ اس امر کے واضح شواہد ہیں۔

احناف کی نمازِ جنازہ کو 'جھٹکا' سے تعبیر کرنا اگرچہ کسی حد تک سخت جملہ ہے لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ نمازِ جنازہ میں یہ طرزِ عمل جہاں خلافِ سنت ہے وہاں میت سے عدم اعتنائی کا مظہر بھی ہے۔

اب آخری بات یہ ہے کہ میرا تعاقب چونکہ ایک خاص مکتبِ فکر کے حاملین سے متعلق تھا۔ظاہر ہے اس کے حقیقی مخاطب وہ لوگ ہیں جو اس بدعت کے موجد ہیں نہ کہ جملہ اَحناف، اگرچہ فقہی مسلک میں دیوبندی اور بریلوی سب متفق ہیں۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ یہ چند گزارشات آپ کی تشفی کے لئے کافی ہوں گی۔ اللہ ربّ العزت ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

سوال: ۱۔ عملی زندگی میں فقہ حنفی پر عامل میاں بیوی جب حنفی طلاق سے متاثر ہوجائیں تو حلالہ کی لعنت سے بچنے کے لئے مجبوراً کسی اہلحدیث سے فتویٰ حاصل کرکے اپنی مطلب براری کرلیتے ہیں اور اپنے عقیدہ یا عمل میں کوئی تبدیلی کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ رجوع شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟

۲۔ کچھ لوگ ایسے معروف ہوتے ہیں کہ سیاسی، سماجی حیثیت میں بہت مقبول ہوتے ہیں۔ ہر مسلک کے لوگوں سے ان کے تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی عزیز فوت جائے تو بلاتمیز مسلک و عقیدہ لوگ اس جنازہ میں صرف تعلقات نبھانے کی خاطر چلے جاتے ہیں۔ اس طرح کے جنازہ میں اہل علم وشعور کو شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟

۳۔ رکوع میں تسبیحاتِ مسنونہ کے علاوہ کوئی دوسری دعا مانگ لینا کیسا ہے، سجدہ میں قرآنی دعا مانگے یا نہ؟

۴۔ نماز میں سجدۂ تلاوت آجائے تو کتنے سجدے کرنے ہیں۔ مسنونہ دعا کے علاوہ کوئی دوسری دعا مانگ لینے کا کوئی حرج تو نہیں۔ امام اپنی ضرورت کی کوئی دعا فرض نماز کے سجدہ میں مانگے تو خیانت تو نہیں بن جائے گی؟

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

۵۔ دایاں ہاتھ لکھنے میں مصروف ہو، وقت کی تنگی ہو، کوئی گرم مشروب مثلاً چائے وغیرہ بھی پینی ہو تو کیا یہ امر مجبوری بائیں ہاتھ سے مدد لی جاسکتی ہے؟

۶۔ ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ کھجور کو سالم ہی منہ میں ڈال لو، توڑ کر نہ کھاؤ...... یہ مسئلہ کیسا ہے؟

۷۔ دائمی مسافر قرآنِ کریم کو اپنی جیب میں رکھ سکتا ہے لیکن اگر سفر میں پیشاب وغیرہ کی حاجت پیش آجائے اور جیب سے نکال کر رکھنے کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر کیا کرے یا اضطرار میں جیب سے نکالنا یاد ہی نہ رہے؟

۸۔ دو آدمی باجماعت نماز پڑھ رہے ہیں اور تشہد میں بیٹھے ہیں۔ ان کے ساتھ تیسرا آدمی جماعت میں شامل ہونا چاہئے تو وہ کس طرح شامل ہو، کیا تشہد میں بیٹھے ہوؤں میں سے کسی کو اٹھائے؟

۹۔ قنوتِ نازلہ اگر قیام میں بھول جائے تو کیا تشہد میں پڑھ لی جائے؟

۱۰۔ عورت کو مہندی کس طرح لگانی چاہیے، پورا ہاتھ رنگ لے یا پھول بوٹے بنائے۔ علامہ وحید الزمان نے لغاتِ حدیث کی کتاب 'ذ' ص۶۴ پر ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے ایک قول نقل کیا ہے۔ صحیح صورت حال واضح کریں؟

۱۱۔ گھنی داڑھی والے کو خلال کس طرح کرنا چاہئے جب کہ جلد تک پانی پہنچانا مشکل امر معلوم ہو؟

۱۲۔ آدمی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد بھول گیا، سمجھا کہ ابھی نہیں پڑھی اور دوبارہ پڑھتے ہوئے یاد آجائے کہ میں نے تو پہلے بھی پڑھ لی تھی۔ کیا اب بعد والی فاتحہ قرات کو کفایت کر جائے گی؟

(عبدالرزاق اختر، رحیم یار خان)

جواب: ۱۔ اس قسم کے لوگوں سے کتاب وسنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کا عہد لے کر پھر ہی فتویٰ دینا چاہئے۔ بہر حال دل کے بھیدوں کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

۲۔ أمر بالمعروف والنهى عن المنكر کا فریضہ ادا کرے تو شرکت میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ بذاتِ خود ان کے شرکیہ امور اور بدعات سے اجتناب کرے۔ اگر دینی فرض ادا نہیں کرسکتا تو پھر شریک نہیں ہونا چاہئے۔

۳۔ رکوع اور سجود میں منصوص دعائیں، تسبیحات وغیرہ ہی پڑھنی چاہئیں۔

۴۔ سجدۂ تلاوت صرف ایک ہے، صرف مسنون دعا ہی پڑھنی چاہئے، جس کے الفاظ یوں ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنْهُ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّی وَ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ) روایت ہذا شواہد کی بنا پر حسن درجہ کی ہے۔ اور دوسری دعا سجدوجهى للذى خلقه اس کا سجدۂ نماز میں پڑھنا تو ثابت ہے

www.KitaboSunnat.com

مگر سجدۂ قرآن میں پڑھنا بسند صحیح ثابت نہیں۔صرف مسنون دعا پر اکتفا کرنا چاہئے۔امام سجدہ میں صرف مسنون دعا کرے گا، اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔البتہ بحالتِ تشہد اختیار ہے کہ نمازی دین و دنیا کی بہتری کی جو دعائیں چاہے، کرسکتا ہے۔

۵۔ اچھے کاموں کے لئے اصل صرف دایاں ہاتھ ہے ہاں البتہ معاونت کی ضرورت ہو تو بائیں ہاتھ کو بھی ساتھ استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن اکیلے بائیں ہاتھ کو استعمال کرنا درست نہیں۔الا یہ کہ شدید اضطراری حالت ہو۔مگر آپ کی ذکر کردہ کیفیت کو حالتِ اضطراری قرار نہیں دیا جاسکتا۔

٦۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں، حسبِ حاجت آدھی کھجور کھا سکتا ہے، چاہے سالم کھائے یا توڑ کر۔

۷۔ حسب المقدور بحالتِ سفر قرآن جیب سے نکال کر قضاء حاجت کے لئے جانا چاہئے، اضطراری حالت میں جیب وغیرہ میں بھی چھپایا جاسکتا ہے۔

۸۔ تیسرا آدمی بحالتِ تشہد امام کے بائیں طرف آکر بیٹھ جائے، کسی کو اُٹھائے مت۔

۹۔ قنوتِ نازلہ کا محل رکوع کے بعد ہے اور تشہد میں بھی دعائیں پڑھی جاسکتیں ہیں۔

۱۰۔ ہر دو صورت میں عورت کو مہندی لگانے کا اختیار ہے۔اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا قول اس وقت میرے سامنے نہیں۔

۱۱۔ داڑھی کے بال میں اُنگلیوں کو داخل کرکے خوب خلال کرنا چاہئے ، جڑوں تک ضرور پانی پہنچانا چاہئے، سخت تاکید ہے۔

۱۲۔ ایسی صورت میں فاتحہ دوبارہ مکمل کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: اللہ دتہ نے اپنی بیوی برکت بی بی کے ہاں پہلے بیٹے نیاز علی کی ولادت کے بعد اسے طلاق دے دی۔برکت بی بی نے بعد از تکمیل عدت فضل دین سے نکاح کرلیا۔نیاز علی بھی اپنی والدہ کے پاس فضل کے گھر ہی پرورش پاتا رہا۔اس دوران برکت بی بی کے ہاں ایک بیٹا محمد خان اور دو بیٹیاں نذیراں بی بی اور رشیدہ بی بی پیدا ہوئیں۔نیاز علی کی زندگی میں ہی اس کی حقیقی والدہ برکت بی بی اور حقیقی والد اللہ دتہ دونوں فوت ہوگئے جبکہ نیاز علی نے زندگی بھر شادی نہیں کی۔نیاز علی کا ایک ہی حقیقی چچا اللہ رکھا بھی نیاز علی کی زندگی میں وفات پاگیا۔

اب قضاءِ الٰہی سے نیاز علی بھی فوت ہوگیا ہے۔اس کی وفات کے وقت اس کے قریبی رشتہ داروں میں اس کی ماں جائے بہن بھائی (محمد خان، نذیراں بی بی، رشیدہ بی بی) اور اس کے چچا زاد تین بھائی (فضل، عبدل، شفیع) زندہ تھے۔ازراہِ کرم نیاز علی کی جائیداد کی شرعی تقسیم اور ورثا کے حصوں کی تفصیل بیان فرمائیں۔ (حامد رحمٰن، وزیر آباد)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

جواب: اس صورت میں اَخیافی (ماں جائے) بھائی محمد خان اور بہن نذیراں بی بی کے لئے کل ترکہ سے ایک تہائی ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ﴾ (النساء:۱۲)

''(اخیافی بھائی) اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔ (یہ حصے بھی) بعد اداءِ وصیت وقرض، بشرطیکہ ان سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائیں گے)۔

واضح ہو کہ بایں صورت لڑکے اور لڑکی کے لئے حصہ برابر ہے۔ اور باقی ماندہ جائیداد کے حقدار بحیثیتِ عصبہ فضل، عبدل، شفیع تین چچا زاد بھائی ہیں۔ بصورتِ نقشہ اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں

تصحیح مسئلہ کل حصص: ۹

اَخیافی بھائی	اَخیافی بہن	اَخیافی بہن	چچازاد	چچازاد	چچازاد
محمد خان	نذیراں بی بی	رشیداں بی بی	فضل	عبدل	شفیع
۱	۱	۱	۲	۲	۲

سوال: محمد شفیع اور رضیہ بی بی کا نکاح ۸/ فروری ۱۹۹۸ء کو ہوا۔ اور مؤرخہ ۱۵/ جون ۱۹۹۹ء کو بچہ پیدا ہوا۔ محمد شفیع مؤرخہ ۴/ جولائی ۱۹۹۹ء کو فوت ہوگیا۔ رضیہ بی بی اور بچہ اپنے والدین کے پاس ہیں، اب

الف: سامانِ جہیز کس کا حق ہے؟

ب: محمد شفیع نے جو زیور رضیہ بی بی کو بوقت شادی ڈالا تھا وہ کس کا حق ہے؟

ج: بچہ شرعی طور پر کس کے پاس رہے گا؟

جوابات: (الف) جہیز کا سامان چونکہ والدین کی طرف سے عورت کو ملتا ہے۔ اس لئے یہ خالصۃً اس کا حق ہے، شوہر کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

(ب) شوہر کی طرف سے بیوی کو عطا کردہ زیور عرفِ عام میں اگر تو عورت کی ملکیت قرار دیا جاتا ہے تو المعروف کالمشروط کے اصول پر عورت اس کی مالکہ ہوگی۔

بصورتِ دیگر اس کو شوہر کے ترکہ میں شمار کرکے کل جائیداد کا آٹھواں حصہ بیوہ کو دیا جائے کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ﴾ (النساء:۱۲)

(ج) ماں کا حق تربیت سب سے زیادہ ہے جب تک وہ آگے نکاح نہیں کرتی۔ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی کہ میرا بچہ اس کے باپ نے چھین لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک تو نکاح نہ کرے، اس کی زیادہ حقدار ہے۔ (بحوالہ مسند احمد، سنن ابوداود اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

محدث کی ویب سائٹ پر سابقہ دو سال کے تمام شمارے کسی وقت بھی مطالعہ کئے جاسکتے ہیں۔ جو لوگ ان مضامین کو دوبارہ شائع کرنا چاہیں، ان کے لئے ان مضامین کی ٹائپنگ بھی ویب سائٹ پر موجود ہے، آج ہی دیکھیں: www.isslam.com

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

مقالات

عبدالمالک سلفی ڈاہروی☆

قحط سالی، اسباب اور علاج

ارضِ پاکستان پر اس وقت بھوک اور پیاس کے بادل منڈلا رہے ہیں، پورا ملک خشک سالی کی زد میں ہے۔ خاص طور پر صوبہ سندھ اور بلوچستان کے اکثر حصے قحط کی لپیٹ میں ہیں۔ کئی ہزار ایکڑ زرعی رقبہ بنجر ہو چکا ہے۔ گھاس اور پانی کی کمی سے مویشیوں کی ہلاکت ہورہی ہے۔ بجلی کی بار بار بندش کی وجہ سے معمول کی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ صنعت اور زراعت پر نزع کی کیفیت طاری ہے۔ اس کے اسباب کیا ہیں اور اس کا علاج کیا ہے؟ اس پر بہت کم لوگ توجہ دیتے ہیں بلکہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ماضی کی طرح اس عذابِ الٰہی کی توجیہ اور اس کے اسباب وعوامل اور علاج کی تدبیریں بھی خالصتاً مادّی ذہنیت سے کی جارہی ہیں اور شاید کسی کا ذہن اس بات کی طرف نہیں جارہا کہ اس ساری صورتحال کے پیچھے قدرت کا خفیہ ہاتھ کارفرما ہے۔

اصل اسباب اور وجوہات کی طرف توجہ دینا اور ان کو حل کرنا شاید کوئی اپنی ذمہ داری ہی تصور نہیں کرتا۔ حسبِ روایت ہر نئی حکومت سابقہ حکمرانوں کو اس کا ذمہ داری ٹھہرا کر بزعم خود اپنا فرض پورا کرلیتی ہے اور اس حوالے سے ٹی وی اور ریڈیو پر چند مذاکرے کروا کر، اخبارات میں چند خبریں لگوا کر اور قومی خزانے سے قحط زدگان کی امداد کم اور تشہیر زیادہ کرکے حکومت گویا اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے لیتی ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے بہرحال ہمارا فرض ہے کہ ان مشکلات کے سدباب کے لئے ہم اپنے دین سے رہنمائی حاصل کریں۔ اس غرض سے سطورِ ذیل میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس صورتحال کے اسباب اور وجوہات اور علاج کی طرف توجہ مبذول کرانا مقصود ہے۔ وما توفيقي الا بالله!

اسبابِ قحط اور ان کا تدارک ...... قرآن وحدیث کی روشنی میں

برے اعمال اور ربّ کی نافرمانی: اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِى عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الروم:۴۱)

''خشکی اور تری میں لوگوں کے برے اعمال کی وجہ سے فساد پھیل گیا تا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو بعض برے اعمال کی سزا انہیں دنیا میں چکھا دے، شاید کہ لوگ برے اعمال سے باز آجائیں۔''

☆ متخصص مرکز تعلیم الاسلام، ستیانہ بنگلہ ...... فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو یہ بات سمجھا دی ہے کہ دنیا میں خشک سالی، قحط، سیلاب، زلزلے، طوفان، اندرونی و بیرونی جھگڑے اور فسادات یا معاشی و اقتصادی اور اخلاقی بدحالی کی کوئی بھی شکل ہو، یہ سب انسان کے اپنے اعمال کا ہی نتیجہ ہے اور یہ ساری مصیبتیں اور آزمائشیں انسان پر اس لئے آتی ہیں کہ انسان ان سے عبرت حاصل کرے اور انہیں اپنی اصلاح کا ذریعہ بناتے ہوئے اپنے حالات میں تغیر پیدا کرے۔

آج اگر ہم اپنے حالات پر نظر ڈالیں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا جائزہ لیں تو حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوئی برائی نہیں جسے ہم نے من حیث القوم سینے سے نہ لگایا ہو۔ شرک و بدعات، توہمات اور خرافات، بے حیائی، فحاشی اور عریانی، ذخیرہ اندوزی اور سودخوری، بددیانتی اور کرپشن، لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہم گم ہیں۔ سود جسے قرآن نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے، اسے عام آدمی سے لے کر حکومت تک کوئی بھی چھوڑنے کو آمادہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہمارے دعوے ہیں کہ ہمیں خوشحالی اور ترقی اسی راستے پر چلنے سے ہی ملے گی۔ چنانچہ صورتِ حال یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی میں جیسے جیسے ہمارے قدم بڑھ رہے ہیں، بدتر سے بدترین نتائج ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ ہم بغیر سوچے سمجھے مغربی اَقوام کی طرزِ زندگی اپنانے کے چکر میں دھکے کھا رہے ہیں۔ ہر آنے والی نئی حکومت اپنی طرف سے نئے نئے معاشی و اقتصادی پروگرام لے کر آتی ہے لیکن حالات بہتر ہونے کی بجائے مزید خراب ہوتے جارہے ہیں۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، والی صورتحال ہے۔

یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور کانوں سے سننے کے باوجود بھی ہم اللہ اور اس کے پیارے رسولؐ محمد عربی ﷺ کی نافرمانی اور بغاوت والی روش چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج وطن عزیز خشک سالی اور قحط کی لپیٹ میں ہے۔ زمینیں ویران اور بستیاں غیر آباد ہوچکی ہیں۔ بعض علاقوں میں انسان اور جانور پانی کے ایک ایک قطرے کو ترس رہے ہیں اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب مختلف نوعیت کا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے:

﴿فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الارْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (العنكبوت:۴۰)

''آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا پھران میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی (قوم عاد) اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا (قوم ثمود) اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا (قارون) اور کسی کو غرقِ آب کردیا (فرعون، ہامان اور قومِ نوح) ......اللہ تو ان پر ظلم

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔''

اور دوسری جگہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ (النساء:۴۱) ''بے شک اللہ کسی پر ذرّہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا''

جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی پر اُتر آئے اور سرکشی و بغاوت شروع کردے تو وہ قوم صفحۂ ہستی سے جلد ہی مٹ جایا کرتی ہے:

﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُكْرًا ، فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ، أَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ، فَاتَّقُوْ اللّٰهَ يٰأُولِىْ الالْبَابِ﴾ (الطّلاق:۸تا۱۰)

''اور کتنی بستیاں ایسی گذر چکی ہیں جنہوں نے اپنے ربّ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہم نے سختی سے ان کا حساب لیا اور ان کو بڑے عذاب (بیماری قحط وغیرہ میں) پھنسا دیا، بالآخر انہوں نے اپنے برے اعمال کا وبال چکھ لیا اور ان کے برے کاموں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ملیا میٹ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے سخت ترین عذاب تیار کررکھا ہے عقل والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔''

ناپ تول میں کمی بیشی اور زکوٰۃ ادا نہ کرنا: جو قوم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیروں کو پوجنے لگے اور ماپ تول میں کمی بیشی کرنا شروع کردے تو ایسی قوم بھی بہت جلد صفحۂ ہستی سے مٹ جایا کرتی ہے۔ سورۂ ہود میں اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کو خدائے واحد کا پرستار بننے کی دعوت دیتے رہے اور ماپ تول میں کمی بیشی سے منع کرتے رہے لیکن ان کی قوم نے صاف کہہ دیا کہ اے شعیبؑ! ہم تیرے کہنے پر اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتے اور ماپ تول میں کمی بیشی سے بھی باز نہیں آسکتے حضرت شعیبؑ کے بار بار نصیحت کرنے اور سمجھانے کے باوجود جب قوم باز نہ آئی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

''میری قوم! تم اپنی جگہ جو کرتے ہو، کرتے رہو اور میں اپنا کام کرنے والا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ جھوٹا کون ہے اور رسوا کن عذاب کی لپیٹ میں کون آتا ہے؟!!'' (ہود:۹۳)

پھر قومِ شعیبؑ پر عذابِ الٰہی کا کوڑا برسا اور زوردار آواز نے ان کے کلیجے چیر دیئے اور وہ ایسے ختم کردیئے گئے جیسے وہ وہاں کبھی آباد ہی نہیں رہے تھے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ماپ تول میں کمی بیشی کوئی معمولی نہیں بلکہ سنگین جرم ہے اور اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ پیداوار میں کمی کرکے قحط میں مبتلا کردیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

'' جو لوگ ماپ تول میں کمی بیشی کریں گے: اللہ تعالیٰ ان کی پیداوار کم کردے گا اور ان پر قحط مسلط فرمادے گا۔'' (ترغیب وترہیب)

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آج اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو بے شمار تاجر ایسے ملیں گے جو اس گھناؤنے جرم کو اپنی ذہنی ہوشیاری اور چالاکی سمجھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کے لئے دنیا میں قحط اور آخرت میں عذابِ الیم کی وعید سنائی ہے

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ اَلَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ﴾ (المطففین:۱ تا۳)

''بڑی خرابی ہے ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے جب لوگوں سے ناپ لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں''

جب معاشرے میں لوگ اپنے مال و دولت سے صدقہ و خیرات عشر اور زکوٰۃ دینے سے پہلو تہی کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ ان کی پیداوار ختم کر کے قحط میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ سورۂ قلم میں اللہ تعالیٰ نے باغ والوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُوْنَ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ﴾

''ہم نے ان (مکہ کے کافروں) کو اس طرح آزمایا جیسے ایک باغ والوں کو آزمایا تھا جب وہ باغ والے قسم اُٹھا بیٹھے کہ صبح ہوتے ہی اس کا پھل توڑ لیں گے اور انہوں نے (غریبوں، مسکینوں کی) استثناء نہ کی تو وہ سو ہی رہے تھے کہ تیرے مالک کی طرف سے ایک پھیرا لگانے والی (بلا) باغ پر پھیرا کر گئی۔ پھر سارا باغ ایسا ہو گیا جیسے کوئی سارا پھل کاٹ کر لے گیا ہو'' (القلم: ۱۷ تا ۲۰)

جب ان باغ والوں نے غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کو ان کا حق (عشر و زکوٰۃ وغیرہ) دینے کی بجائے اپنے باغ کا سارا پھل خود ہی سمیٹنے کا پروگرام بنایا اور رات کی تاریکی میں جا کر پھل کاٹنے کے لئے آپس میں صلاح و مشورے کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آگ بھیج کر ان کے سارے باغ کو تباہ و برباد کر دیا۔ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما نقض قوم العهد الا كان القتل بينهم ولا ظهرت الفاحشة فى قوم الا سلط الله عليهم الموت ولا منع قوم الزكاة الا حبس عنهم القطر (ترغیب وترہیب)

''جو قوم وعدے کی پاسداری نہیں کرے گی، ان کے درمیان قتل و غارتگری شروع ہو جائے گی اور جس قوم میں زنا کاری عام ہو جائے گی، ان پر اللہ تعالیٰ موت مسلط فرما دے گا اور جو قوم زکوٰۃ روک لے گی، اللہ تعالیٰ ان سے بارانِ رحمت کو روک لے گا''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا:

لم ينقص قوم المكيال والميزان الا اخذو بالسنين وشدة المؤنة وجور السلطان عليهم ولم يمنعوا زكاة اموالهم الا منعوا القَطْرَ من السماء ولو لا البهائم

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

لم یمطروا (تلخیص الحبیر، ابن ماجہ:۴۰۰۹)

''جو قوم ناپ تول میں کمی بیشی کرتی ہے، اس کو قحط سالی کی سخت مصیبتوں میں گرفتار کرلیا جاتا ہے اور ظالم حکمران ان پر مسلط کردیئے جاتے ہیں اور جو لوگ اپنے مال سے زکوٰۃ روک لیتے ہیں، ان سے بارشیں روک لی جاتی ہیں۔ اگر جانور نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی۔''

زکوٰۃ ادا نہ کرنا: امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف اعلانِ جہاد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' میں اسلام کے اس اہم رکن یعنی ادائیگی زکوٰۃ سے فرار ہونے کی قانونی گنجائش موجود ہے اور درہم و دینار کے پجاری اسلام کے منافی اس قانون کا سہارا لے کر زکوٰۃ نہ دے کر غضبِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے دنیا میں قحط اور خشک سالی جیسی نہایت سنگین سزا تیار کر رکھی ہے اور آخرت میں عذابِ جہنم کی شدید وعید سنائی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ، يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبہ:۳۴،۳۵)

''اور جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو جس دن اس خزانے کو نارِ دوزخ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا کر رکھا تھا، اپنے خزانوں کا مزہ چکھو!''

صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ کے باب اثم مانع الزکوٰۃ میں حدیث ہے کہ

''جو شخص اپنے مال سے زکوٰۃ نہیں دیتا، قیامت والے دن اس کے مال کو آگ کی تختیاں بنا کر اس کے دونوں پہلو، پیشانی اور کمر کو داغا جائے گا۔ یہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا اور لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اس کا یہی حال رہے، اس کے بعد اسے جنت یا جہنم میں لے جایا جائے گا۔''

اس لئے دنیا میں قحط اور خشک سالی اور دیگر عذابوں سے بچنے اور آخرت میں نارِ دوزخ سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے مال و دولت سے زکوٰۃ عشر اور صدقہ و خیرات نکالنا ضروری ہے۔

اللہ کے دین سے روگردانی: جو قوم اللہ کے نازل کردہ دین سے روگردانی کو اپنا شیوہ بنا لے، اللہ ان کے مادّی وسائل کی کثرت و فراوانی کے باوجود ان کی گذران تنگ کردیتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ (طٰہٰ:۱۲۴)

''جس نے میری کتاب (قرآن) سے منہ موڑ لیا (دنیا میں) اسکی معیشت تنگ کردی جائے گی''

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

آج اگر ہم اپنا اپنا جائزہ لیں تو یہ حقیقت ہر ایک پر واضح ہو جاتی ہے کہ ہم نے من حیث القوم زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے دین سے بغاوت کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ تہذیب وتمدن، معاشرت ومعیشت، سیاست وعبادات، الغرض زندگی کے تمام شعبوں میں ہم پر یہود ونصاریٰ اور ہندوانہ تہذیب کے اثرات کی چھاپ نظر آتی ہے۔ جبکہ اللہ کے نازل کردہ دین پر عمل پیرا ہونے سے اللہ تعالیٰ زمین وآسمان سے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَلَو أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ﴾ (المائدۃ:٦٦)

''اور اگر یہ لوگ تورات وانجیل اور جو کچھ ان کی جانب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے''

تفسیر احسن البیان میں ہے کہ اوپر کا ذکر یا تو بطورِ مبالغہ ہے یعنی کثرت سے اور انواع واقسام کے رزق اللہ تعالیٰ مہیا فرماتا یا اوپر سے مراد آسمان ہے یعنی حسبِ ضرورت خوب بارشیں برساتا اور نیچے سے مراد زمین ہے یعنی زمین اس بارش کو اپنے اندر جذب کر لیتی اور خوب پیداوار دیتی نتیجۃً شادابی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا۔

انبیاء کرام کی تکذیب: جو قوم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی بجائے ان کی تکذیب کرنا شروع کردے تو ایسی قوم پر بھی اللہ تعالیٰ قحط مسلط فرما دیتے ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جب قومِ عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی بجائے ان کی تکذیب کردی تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر قحط مسلط کردیا اور ان پر طوفان کا عذاب بھیج کر انہیں نیست ونابود کردیا:

﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هذا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ، تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ﴾ (الاحقاف:۲۴،۲۵)

''جب وہ دور سے بادل آتا دیکھتے تو کہتے کہ یہ بادل ہم پر بارش برسانے والا ہے۔ دراصل یہ بادل وہی چیز ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے۔ اس میں ایسی ہوا ہے جس میں بڑا دردناک عذاب ہے جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر رہی ہے اور وہ ایسے ختم کر دیئے گئے کہ ان کے مکانات کے علاوہ کوئی شے دکھائی نہیں دیتی تھی، مجرموں کی قوم کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔''

زناکاری اور فحاشی کا عام ہوجانا: جس معاشرے میں بے حیائی، فحاشی اور عریانی بدکاری اور زناکاری عام ہوجائے وہ معاشرہ بھی عذابِ الٰہی کا نشانہ بن جاتا ہے۔ قرآنِ حکیم نے سورۂ یوسف میں اہل مصر کی اخلاقی بدحالی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ مصر کے عوام تو عوام رہے وہاں کے حکمرانوں کی

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بیگمات بھی زنا کاری کی دلدل میں بری طرح مبتلا تھیں اور بدکاری کی اس حد تک رسیا تھیں کہ اپنے ناپاک منصوبے میں ناکامی کی صورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بے گناہ پابندِ سلاسل کرا دیا تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم نے شہادت دی کہ اس زنا کاری اور فحاشی کی دلدل میں پھنسے ہوئے معاشرے پر اللہ تعالیٰ نے سات سال تک قحط مسلط کئے رکھا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

إذا ظهر فی قوم الزنا والربا فقد احلوا با نفسهم عتاب الله (ترغیب وترہیب)

''جس قوم میں زنا کاری اور سودخوری عام ہوجائے وہ اپنے لئے اللہ کے عذاب کو حلال کرلیتی ہے''

آج کس قدر افسوسناک بات ہے کہ 'لا الہ الا اللہ' کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والے وطن عزیز پاکستان میں اس گھناؤنے جرم کے لئے پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں اور اخبارات کے کئی صفحات حیا سوز تصاویر اور بدکاروں، اداکاروں کے انٹرویوز سے سیاہ ہوتے ہیں اور رہی سہی کسر الیکٹرانک میڈیا نے نکال دی ہے اور اس دفعہ تو جشن بہاراں کے نام پر اور پھر بسنت کے موقع پر سرکاری سرپرستی میں جس طرح بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دیا گیا ہے، وہ نہایت ہی باعث شرم اور قابل مذمت ہے!!

اور اس سے بڑھ کر دکھ کی بات یہ ہے کہ اہل علم ودانشور حضرات کو قومی ہیرو قرار دینے کی بجائے اداکاروں اور بدکاروں کو بڑے خوشنما اور پرکشش نام اور ایوارڈ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ایک اسلامی ملک میں جب علم وہنر اور تعلیم وتہذیب کی یوں بے حرمتی اور بے توقیری کی جائے اور گویوں اور بھانڈوں کو ثقافتی سفیر، محبت کے راہی اور دیگر خوشنما نام دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تو پھر ایسے ملک میں فتنے فساد، معاشی بدحالی، اندرونی اور بیرونی جھگڑے، خشک سالی اور قحط ہونے میں چنداں حیرانگی نہیں۔

شرک وبدعت: جو قوم خالق حقیقی اللہ ربّ العزت کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرنے لگے اور مصائب وآلام کے رفع کے لئے غیر اللہ کے نام کی نذر ونیاز اور چڑھاوے چڑھانے لگے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو بھی قحط سالی اور دیگر سنگین مصیبتوں میں مبتلا کردیتے ہیں۔

کفارِ قریش کے سامنے جب رسول کریم ﷺ نے توحید کی دعوت پیش کرتے ہوئے انہیں خدائے واحد کا پرستار بننے کی دعوت دی تو انہوں نے حسد وعناد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ معبودوں کو چھوڑنے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کردیا اور وہ بڑی مصیبت میں گرفتار ہوگئے حتیٰ کہ وہ آپس میں لڑلڑ کر مرنے لگے۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ مردار چمڑے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہوگئے ان میں سے ہر شخص کو مصیبت اور بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین وآسمان کے درمیان دھواں نظر آنے لگا۔ (صحیح بخاری: حدیث ۴۳۲۵)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

آج ہمارے عوام اور حکمران دونوں طبقے شرک کی دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔عوام رفع حاجات کے لئے قبروں میں دفن افراد کے مزاروں کا رخ کرتے ہیں اور وہاں نذر و نیاز کے طور پر بکرے چھترے دے کر اپنے مال و دولت سے بھی لٹتے ہیں اور سب سے بڑی دولت ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔اور حکمران کرسی ٔ اقتدار کو طول دینے کے لئے وائٹ ہاؤس کا طواف کرتے اور ٹیکسوں کی بھرمار کرکے عوام کے خون پسینے کی کمائی کا نذرانہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے حضور بطورِ نیاز پیش کرتے ہیں۔جس ملک کےعوام اور حکمرانوں کا یہ حال ہو تو پھر ان پر بارانِ رحمت کا نزول نہیں ہوا کرتا بلکہ خشک سالی، قحط اور دیگر مختلف عذابوں کی لپیٹ میں آجانا اس قوم کا مقدر بن جاتا ہے۔

ناشکری: جب کوئی قوم اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کرنے کی بجائے تکبر اور غرور کرنا شروع کردے اور آخرت کو بھول جائے تو ایسی قوم کے مال و دولت کو اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کرکے عذاب سے دوچار کردیتے ہیں۔سورۂ کہف میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا ہے:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ، كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ، وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖ أَبَدًا وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُ إِلٰى رَبِّى لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا، قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُه أَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا ، لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّى وَلَا أُشْرِكُ بِهٖ أَحَدًا وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ، فَعَسٰى رَبِّىْ أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا اَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهُ طَلَبًا وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَا اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّىْ أَحَدًا﴾ (الکہف:۳۲ تا ۴۲)

''مثال بیان کرو ان کے لئے دو آدمیوں کی: ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطا فرمائے، ان کے اردگرد کھجور کی باڑ لگائی اور ان کے درمیان کاشت کی زمین رکھی۔دونوں باغ پھلے پھولے اور پھل دینے میں انہوں نے ذرّہ سی بھی کسر نہ چھوڑی۔ان باغوں کے اندر ہم نے ایک نہر جاری کردی اور اس سے خوب نفع حاصل ہوا۔

یہ سب کچھ پاکر ایک دن وہ اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور تجھ سے زیادہ طاقتور نفری بھی رکھتا ہوں۔پھر وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہوجائے گی اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کبھی آئے گی۔ تاہم اگر مجھے کبھی اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: کیا تو اس ذات کے ساتھ شکر کی بجائے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے اور پھر نطفے سے پیدا کیا اور تجھے ایک پورا آدمی بنا کر کھڑا کیا۔ میرا ربّ تو وہی اللہ ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہو رہا تھا تو اس وقت تیری زبان سے یہ کیوں نہ نکلا ماشاء الله لاقوة الا بالله!

اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر پا رہا ہے تو بعید نہیں کہ میرا ربّ تیرے باغ سے بہتر مجھے عطا فرما دے اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی آفت بھیج کر اسے تباہ و برباد کردے جس سے وہ صاف میدان بن کر رہ جائے یا اس کا پانی زمین میں اُتر جائے اور پھر تو کسی طرح نہ نکال سکے۔

آخر کار یہ ہوا اس کا سارا پھل مارا گیا اور وہ اپنے انگور کے باغ کو ٹٹیوں پر اُلٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا۔''

حضرت شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں کہ آخر اس کے باغ کا وہی حال ہوا جو اس کے نیک بھائی کی زبان سے نکلا تھا کہ رات کو آگ لگ گئی، آسمان سے سب جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگیا جو مال خرچ کیا تھا، دولت بڑھانے کو، وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔ (موضح القرآن)

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل چار باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ دنیوی نعمتیں دو گھڑی کی دھوپ اور چار دن کی چاندنی ہیں، ناپائیدار اور فانی ہیں۔ پس عقل مند وہ ہے جوان پر گھمنڈ نہ کرے اور ان کے بل بوتے پر اللہ کی نافرمانی پر آمادہ نہ ہوجائے اور تاریخ کے وہ اوراق ہمیشہ پیش نظر رکھے جن کی آغوش میں فرعون، نمرود، ثمود اور عاد کی قاہرانہ طاقتوں کا انجام آج تک محفوظ ہے: ﴿سِيْرُوْا فِى الارضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (النمل: ٦٩) ''زمین کی سیر کرو اور پھر دیکھو کہ نافرمانوں کا کیا انجام ہوا!''

۲۔ حقیقی اور دائمی عزت ایمان اور عمل صالح سے میسر ہوتی ہے، مال و دولت اور حشمتِ دنیوی سے حاصل نہیں ہوتی۔ قریش مکہ کو مال و دولت، ثروت وسطوت حاصل تھی، مگر بدر کے میدان میں ان کے انجامِ بد اور دین و دنیا کی رسوائی کو کوئی روک نہ سکا۔ جبکہ مسلمان ہمہ قسم کے سامانِ عیش سے محروم تھے مگر ایمان باللہ اور عمل صالح نے جب ان کو دینی و دنیوی عزت و حشمت عطا کی تو اس میں کوئی حائل نہ ہوسکا: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ ''حقیقی عزت اللہ اور اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کے لئے ہی ہے مگر منافقین اس حقیقت سے ناآشنا ہیں۔'' (المنافقون: ٧)

۳۔ مؤمن کی شان یہ ہے کہ اگر اس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں سے نوازا ہے تو غرور اور تکبر کی

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

بجائے درگاہِ حق میں جبین نیاز جھکا کر اعترافِ نعمت کرے اور دل و زبان سے دونوں سے اقرار کرے کہ خدایا اگر تو یہ عطا نہ فرماتا تو ان کا حصول میری اپنی قوت و طاقت سے باہر تھا۔ یہ سب تیرے ہی عطا ونوال کا صدقہ ہے:

﴿وَلَولَا إِذ دَخَلتَ جَنَّتَكَ قُلتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (الکہف:٣٩)

''اور اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔''

صحیح حدیث میں ہے کہ لاحول و لا قوۃ الا باللہ جنت کے پوشیدہ خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے کہ بندہ اعتراف کرے کہ بھلائی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ کی مدد کے بغیر نہ ممکن ہے یعنی جس شخص نے زبان سے اقرار اور دل سے اس حقیقت کا اعتراف کرلیا گویا کہ اس نے جنت کے مستور خزانوں کی کنجی حاصل کرلی۔

اس کے برعکس کافر کی حالت یہ ہے کہ اس کو جب دولت وثروت اور جاہ وجلال میسر آجائے تو وہ خودی میں آکر مغرور ہوجاتا ہے اور جب اسے خدا کا کوئی نیک بندہ سمجھتا ہے کہ یہ سب اللہ کا فضل وکرم ہے، اس کا شکر کر تو وہ اکڑ کر کہتا ہے:﴿إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلٰى عِلمٍ عِندِي﴾

کہ ''یہ خدا کا دیا ہوا نہیں بلکہ میری اپنی دانائی اور علم وہنر کا نتیجہ ہے۔''

مؤمن اور کافر کو اللہ کی طرف سے بھی الگ الگ جواب ملتا ہے جسے اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿أَيَحسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَالٍ وَّبَنِينَ نُسَارِعُ لَهُم فِي الخَيرَاتِ بَل لَايَشعُرُونَ ، إِنَّ الَّذِينَ هُم مِن خَشيَةِ رَبِّهِم مُشفِقُونَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِم يُؤمِنُونَ ، وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِم لَا يُشرِكُونَ وَالَّذِينَ يُؤتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُم وَجِلَةٌ أَنَّهُم إِلٰى رَبِّهِم رَاجِعُونَ ، أُولٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الخَيرَاتِ وَهُم لَهَا سَابِقُونَ﴾ (المومنون:٥٥)

''کیا (یہ کافر) لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد سے اس لئے ان کی امداد کر رہے ہیں کہ بھلائی پہنچانے میں سرگرمی دکھائیں، نہیں مگر وہ شعور نہیں رکھتے (کہ ان کے بارے میں حقیقت حال دوسری ہے یعنی قانونِ مہلت کام کر رہا ہے) اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اس کی نشانیوں پر یقین رکھتے ہیں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، اس کی راہ میں جو کچھ دے سکتے ہیں، بلا تامل دیتے ہیں اور پھر بھی ان کے دل ترساں رہتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے حضور لوٹنا ہے تو بلا شبہ یہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں تیز گام ہیں اور یہی ہیں جو اس راہ میں سب سے آگے نکل جانے والے ہیں۔''

٤۔ سعید وہ ہے جو انجام سے قبل حقیقتِ انجام کو سوچ لے اور انجام کار سعادتِ ابدی و سرمدی پائے اور شقی وہ ہے جو انجام پر غور کئے بغیر غرور ونخوت کا اظہار کرے اور انجامِ بد دیکھنے کے بعد ندامت وحسرت کا اِقرار کرے اور اس وقت یہ ندامت وحسرت اس کے کچھ کام نہ آئے۔ چنانچہ اس واقعہ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

میں بھی منکر کو وہی شقاوت پیش آئی: ﴿وَاُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَاَصبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيهِ عَلَى مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يٰلَيتَنِي لَم أُشرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا﴾ (الکہف:۴۲)

''آخر کار ہوا یہ کہ اس کا سارا پھل مارا گیا اور وہ اپنے انگور کے باغ کو ٹٹیوں پر اُلٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور کہنے لگا، کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا''

اور یہی روزِ بد فرعون کو دیکھنا پڑا کہ وقت گزرنے کے بعد اس نے کہا: اگر عذاب کے مشاہدے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت مان لیتا تو اس دردناک عذاب کی لپیٹ میں نہ آتا:

﴿حَتَّى إِذَا أَدرَكَهُ الغَرَقُ قَالَ اٰمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيٓ اٰمَنَت بِهِ بَنُوٓا إِسرَاءِيلَ وَإِنَّا مِنَ المُسلِمِينَ، آلْئٰنَ وَقَد عَصَيتَ قَبلُ وَكُنتَ مِنَ المُفسِدِينَ﴾ (یونس:۹۰)

''یہاں تک کہ جب وہ (فرعون) غرقاب ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ کوئی الٰہ نہیں سوائے اس ذات کے جس پر بنواسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوتا ہوں، اللہ کی طرف سے جواب آیا اور اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور فسادیوں میں سے تھا۔''

قارون کا قصہ کبر ونخوت: قارون کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کے خزانے وافر مقدار میں عطا فرمائے تھے، اس کے خزانوں کی چابیاں اٹھانے کے لئے قوی ہیکل مزدوروں کی جماعت درکار تھی۔ اس تمول اور سرمایہ داری نے اس کو بے حد مغرور کردیا تھا اور وہ دولت کے نشہ میں اس قدر چور تھا کہ اپنے عزیزوں، قرابت داروں اور قوم کے افراد کو حقیر و ذلیل سمجھتا اور ان کے ساتھ حقارت سے پیش آتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم نے ایک مرتبہ ان کو نصیحت کی کہ

''اللہ تعالیٰ نے تجھے بے شمار دولت وثروت بخشی اور عزت وحشمت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا اس کا شکر کر اور مالی حقوق زکوٰۃ وصدقات دے کر غربا، فقرا اور مساکین کی مدد کر، خدا کو بھول جانا اور اس کے اَحکام کی خلاف ورزی کرنا اَخلاق وشرافت دونوں لحاظ سے سخت ناشکری اور سرکشی ہے۔ اس کی دی ہوئی عزت کا صلہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ تو کمزوروں اور ضعیفوں کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگے اور تکبر و غرور میں غریبوں اور عزیزوں کے ساتھ نفرت سے پیش آئے۔''

قارون کے جذبہ انانیت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت پسند نہ آئی اور اس نے مغرورانہ انداز میں جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہا: موسیٰ یہ میری دولت وثروت تیرے خدا کی عطا نہیں ہے، یہ تو میرے عقلی تجربوں اور عملی کاوشوں اور ہنرمندی کا نتیجہ ہے: ﴿إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلمٍ عِندِي﴾، میری تیری نصیحت مان کر اپنی دولت کو اس طرح برباد نہیں کرسکتا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام برابر اپنے فریضہ تبلیغ کو سرانجام دیتے رہے اور قارون کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔

قارون نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ کسی طرح پیچھا نہیں چھوڑتے تو ان کو زِچ کرنے اور اپنی دولت و

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

حشمت اور ظاہری چمک و دمک، ٹھاٹھ باٹھ اور رئیسانہ کروفر اور جاہ و جلال کے مظاہر سے مرعوب کرنے کے لئے ایک دن بڑے متکبرانہ انداز کے ساتھ نکلا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے مجمع میں پیغامِ الٰہی سنا رہے تھے کہ قارون ایک بڑی جماعت کے ساتھ خاص شان وشوکت میں خزانوں کی نمائش کرتے ہوئے سامنے سے گزرا، اشارہ یہ تھا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ کا یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو میں بھی ایک جتھا رکھتا ہوں اور زرو جواہر کا بھی مالک ہوں لہٰذا ان دونوں ہتھیاروں کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کو شکست دے کر رہوں گا۔

بنی اسرائیل نے جب قارون کی اس دنیوی ثروت وعظمت کو دیکھا تو ان میں سے کچھ آدمیوں کے دلوں میں انسانی کمزوری نے جذبہ پیدا کیا اور وہ بے چین ہوکر یہ دعا کرنے لگے: اے کاش! یہ دولت و ثروت ہم کو بھی حاصل ہوتی مگر بنی اسرائیل کے اربابِ حل وعقد نے فوراً مداخلت کی اور ان سے کہنے لگے کہ خبردار اس دنیوی زیب وزینت پر نہ جانا اور اس کے لالچ میں گرفتار نہ ہو بیٹھنا تم عنقریب دیکھو گے، اس مال و دولت کا انجام کیسا ہونے والا ہے؟ آخرکار جب قارون نے کبرونخوت کے خوب مظاہرے کرلئے اور حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے مسلمانوں کی تحقیر وتذلیل میں حد درجہ زور صرف کرلیا تو اب غیرتِ حق حرکت میں آئی اور پاداشِ عمل کے فطری قانون نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے اور قارون اور اس کی دولت پر خدا کا یہ اٹل فیصلہ ناطق کردیا: ﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ ''ہم نے قارون اور اس کے سرمایہ کو زمین کے اندر دھنسا دیا'' اور بنی اسرائیل کے سامنے اس کا غرور باقی رہا، نہ سامانِ غرور سب کو زمین نے نگل کر سامانِ عبرت بنا دیا۔ قرآنِ حکیم نے اس واقعہ کو سورۂ قصص میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کے ملنے پر شکر کے بجائے اگر تکبر وغرور کیا جائے تو اللہ وہ مال و دولت اور رزق کی فراوانی کو تباہ و برباد کرکے اپنا عذاب مسلط کردیتے ہیں۔ ﴿فاعتبروا یاولی الابصار﴾

جو قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کرنے کی بجائے ناشکری کا راستہ اختیار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے وہ نعمتیں چھین کر انہیں مختلف طرح کے مصائب وآلام میں مبتلا کردیتے ہیں۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ (النحل:۱۱۲)

''اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال دیتا ہے، وہ امن واطمینان کی زندگی بسر کررہی تھی اور ہر طرف سے اس کو وافر رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کردیا۔ تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ خوف اور بھوک کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں''

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کے اَوامر ونواہی سے پہلوتہی کرے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کے دروازے بند کردیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ گناہوں کی وجہ سے اپنی نعمتیں سلب کرلیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق بننے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

قرآن حکیم نے قومِ سبا پر اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے بے شمار اور لامحدود انعام واکرام کئے۔ دنیوی سج دھج، کروفر اور مال وزر کی کثرت کی وجہ سے انہیں ہمہ قسم کی نعمتیں میسر تھیں اور ان تمام چیزوں پر مستزاد یہ تھا کہ یمن سے شام تک جس شاہراہ پر اہل سبا کے تجارتی قافلوں کی آمد ورفت تھی، اس کے دونوں جانب حسین وجمیل باغات اور خوشبودار درختوں کا سایہ تھا اور قریب قریب فاصلہ پر ان کے سفر کو آرام دہ بنانے کے لئے کاروان سرائے بنی ہوئیں تھی جو شام کے علاقہ تک ان کو اس آرام کے ساتھ پہنچاتی تھیں کہ پانی، میووٴں اور پھلوں کی کثرت یہ بھی محسوس نہیں ہونے دیتی تھی کہ وہ اپنے وطن میں ہیں یا دشوار گزار سفر میں حتیٰ کہ جب خوش گوار سایہ اور راحت بخش ہوا میں ان کا کارواں سراوٴں میں ٹھہرتا، پرلطف میوے اور تازہ پھل کھاتا، ٹھنڈا اور میٹھا پانی پیتا ہوا حجاز اور شام تک آمدورفت رکھتا تو ہمسایہ قومیں رشک وحسد سے ان پر نگاہیں اٹھاتیں اور تعجب وحیرت کے ساتھ ان کی اس عیش وعشرت پر انگشت بدنداں ہوجاتی تھیں۔ قرآنِ حکیم کی ان آیات میں قوم سبا کی خوشحالی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِىْ مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ، جَنَّتَانِ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ﴾ (سبا:۱۵)

''بلاشبہ اہل سبا کے لئے ان کے وطن میں قدرتِ الٰہی کی عجیب وغریب نشانی تھی۔ دو باغوں کا (سلسلہ) دائیں بائیں (اور اللہ نے ان کو فرمادیا تھا) کہ اے سبا والو! اپنے پروردگار کی جانب سے بخشی ہوئی روزی کھاوٴ اور اس کا شکر کرو، شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا''

چنانچہ اہل سبا ایک عرصہ تک تو اس جنت ارضی کو اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہی سمجھتے رہے اور حلقہ بگوش اسلام رہتے ہوئے اَحکام الٰہی کی تعمیل اپنا فرض سمجھتے رہے لیکن دنیوی ٹھاٹھ باٹھ اور عیش وعشرت نے ان میں بھی وہی بداخلاقی اور کردار پیدا کردیئے جو ان کی پیشرو متکبر اور مغرور قوموں میں موجود تھے حتیٰ کہ حالت یہاں تک جاپہنچی کہ انہوں نے دین حق کو بھی خیر باد کہہ دیا اور کفر وشرک کی سابقہ زندگی کو پھر اپنا لیا، تاہم ربّ ِغفور نے فوراً گرفت نہیں کی بلکہ اس کی وسعتِ رحمت نے قانونِ مہلت سے کام لیا اور انبیاء نے ان کو راہِ حق کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ ان نعمتوں کا مطلب یہ نہیں کہ تم دولت وثروت اور جاہ وجلال کے نشہ میں مست ہوجاوٴ اور نہ یہ کہ اخلاقِ کریمانہ کو چھوڑ بیٹھو اور کفر وشرک اختیار کرکے خدا کے

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ساتھ بغاوت کا اعلان کردو۔ سوچو اور غور کرو کہ یہ بری راہ ہے اور اس کا انجام نہایت خطرناک ہے۔

ابن منبہ کے حوالے سے محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ خوشحالی کے ان دنوں میں ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے تیرہ نبی فریضہ رسالت ادا کرنے آئے مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی موجودہ خوشی اور عیش کو دائمی سمجھ کر کفر و شرک کی بدمستیوں میں مبتلا رہے۔ بالآخر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی بدولت ان کا انجام بھی وہی ہوا جو گذشتہ زمانہ میں اللہ کی نافرمان قوموں کا ہوتا ہے اور اللہ نے ان پر دو طرح کے عذاب مسلط کردیئے :

پہلی سزا: سیل عرم، جس کی بدولت ان کے جنت نظیر باغات برباد ہوگئے اور ان کی جگہ جنگلی بیریاں، خاردار درخت اور پیلو کے درخت اُگ کر یہ شہادت دینے اور عبرت کی کہانی سنانے لگے کہ خدا کی پیہم نافرمانی اور سرکشی کرنے والی اَقوام کا یہی حشر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہوا یہ کہ وہ ڈیم جس کی تعمیر پر ان کو بڑا فخر و ناز تھا اور جس کی بدولت ان کے دارالحکومت کے دونوں جانب تین سو مربع میل تک خوب صورت اور حسین باغات اور سرسبز و شاداب کھیتوں اور فصلوں سے چمن گلزار بنا ہوا تھا، وہ ڈیم خدا کے حکم سے ٹوٹ گیا اور اچانک اس کا پانی زبردست سیلاب بن کر وادی میں پھیل گیا اور مآرب اور اس کے تمام حصہ زمین پر جہاں یہ راحت بخش باغات تھے، چھا گیا اور ان سب کو غرقاب کرکے برباد کردیا اور جب پانی آہستہ آہستہ خشک ہوگیا تو اس پورے علاقے میں باغوں کی جنت کی جگہ پہاڑوں کے دونوں کناروں سے وادی کے دونوں جانب جھاؤ کے درختوں کے جھنڈ، جنگلی بیروں کے درخت اور پیلو کے درختوں نے لے لی جن کا پھل بدذائقہ تھا۔ اور خدا کے اس عذاب کو اہل مآرب اور قومِ سبا کی کوئی قوت و سطوت نہ روک سکی اور فن تعمیر اور انجینئرنگ کے کمال بھی ان کے کام نہ آئے اور قوم سبا کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا کہ اپنے وطن مألوف اور بلدۂ طیبہ مآرب اور نواح کو چھوڑ کر منتشر ہوجائیں۔ قرآن حکیم نے اس عبرت ناک واقعہ کو بیان کرکے دیدہ نگاہ اور بیدار قلب انسان کو نصیحت کا یہ سبق سنایا ہے:

﴿فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ سَیۡلَ الۡعَرِمِ وَبَدَّلۡنٰهُمۡ بِجَنَّتَیۡهِمۡ جَنَّتَیۡنِ ذَوَاتَیۡ اُكُلٍ خَمۡطٍ وَّاَثۡلٍ وَّشَیۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ قَلِیۡلٍ ذٰلِكَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِمَا كَفَرُوۡا وَهَلۡ نُجٰزِیۡۤ اِلَّا الۡكَفُوۡرَ﴾

''پھر انہوں (قومِ سبا) نے ان پیغمبروں کی نصیحتوں سے منہ پھیر لیا پس ہم نے ان زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور ان کے دو عمدہ باغوں کے بدلے دو ایسے باغ اُگا دیئے جو بدمزہ پھلوں جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں کے جھنڈ تھے۔ یہ ہم نے ان کو ناشکرگزاری کی سزا دی اور ہم ناشکری قوم ہی کو سزا دیا کرتے ہیں'' (سبا:١٦،١٧)

دوسری سزا: مآرب کے ڈیم ٹوٹ جانے پر جب شہر مآرب اور اس کے دونوں جانب کے علاقے سرسبز کھیتوں، خوشبودار درختوں اور عمدہ میوؤں اور پھلوں کے شاداب باغوں سے محروم ہوگئے تو ان بستیوں

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کے اکثر باشندے منتشر ہو کر کچھ شام، عراق اور حجاز کی جانب چلے گئے اور کچھ یمن کے دوسرے علاقوں میں جا بسے مگر عذابِ الٰہی کی تکمیل ہنوز باقی تھی۔ اس لئے سبا نے صرف غرور اور سرکشی، کفر و شرک ہی کے ذریعے اللہ کی نعمتوں کو نہیں ٹھکرایا تھا بلکہ ان کو یمن سے شام تک راحت رساں آبادیوں اور کارواں سراؤں کی وجہ سے وہ سفر بھی راس نہ آیا جس میں ان کو یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ سفر کی صعوبتیں کیا ہوتی ہیں اور پانی کی تکلیف اور خوردونوش کی ایذا کس شے کا نام ہے اور قدم قدم پر وہ خوشبودار درختوں اور پھلوں کے باغات کی وجہ سے گرمی اور تپش کی زحمت سے بھی ناآشنا تھے۔

انہوں نے ان نعمتوں پر خدا کا شکر ادا کرنے کی بجائے بنی اسرائیل کی طرح ناک بھوں چڑھا کر یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ بھی بھلا کوئی زندگی ہے کہ انسان سفر کے ارادے سے گھر سے نکلے اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ حالتِ سفر میں ہے یا اپنے گھر میں۔ خوش نصیب انسان تو وہ ہے جو ہمتِ مرداں کے ساتھ سفر کی ہمہ قسم کی تکالیف اٹھائے، پانی اور خوردونوش کے لئے آزار سہے اور اسبابِ راحت و آرام کے میسر نہ ہونے کی وجہ سے لذتِ سفر کا ذائقہ چکھے۔ کاش! ہمارا سفر ایسا ہوجائے کہ ہم یہ محسوس کرنے لگیں کہ وطن سے کسی دور دراز جگہ کا سفر کرنے نکلے ہیں اور رہم دوری منزل کی تکالیف سہتے ہوئے حضر اور سفر میں امتیاز کرسکیں۔ بدبخت اور ناسپاس گزار انسانوں کی یہ ناشکری تھی جس کی تمناؤں اور آرزوؤں میں مضطرب ہو کر خدا کے عذاب کو دعوت دے رہے تھے اور اس کے انجامِ بد سے غافل ہو چکے تھے۔

قوم سبا نے جب اس طرح کفرانِ نعمت کی انتہا کردی تو اب اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسری سزا یہ دی کہ یمن سے شام تک ان کی تمام آبادیوں کو ویران کردیا جو ان کے راحت و آرام کی کفیل تھیں اور سفر کی ہر قسم کی صعوبتوں سے ان کو محفوظ رکھتی تھیں اور اس طرح پورے علاقے میں خاک لگی اور یمن سے شام تک نو آبادیوں کا یہ سلسلہ ویرانہ میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ قرآن حکیم کی یہ آیات اسی حقیقت کا اعلان کر رہی ہیں:

﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرىٰ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِیَ وَأَيَّامًا اٰمِنِيْنَ فَقَالُوْا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ﴾

''ہم نے ان ملک اور برکت والی آبادیوں (یعنی شام) کے درمیان بہت سی کھلی آبادیاں کردی تھیں اور ان میں سفر کی منزلیں (کارواں سرائے) مقرر کی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ چلو ان آبادیوں کے درمیان دن رات بے خوف و خطر۔ مگر انہوں نے کہا: ہمارے پروردگار ہمارے سفروں اور منزلوں کے درمیان دوری کردے اور یہ کہہ کر انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا پس ہم نے ان کو کہانی بنا دیا اور ان کو پارہ پارہ کردیا۔ بلاشبہ اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں صابر اور شکر گزار

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

بندوں کے لئے۔'' (سبا:۱۸،۱۹)

قرآن حکیم نے جب اہل عرب کو سبا اور سیل عرم کا یہ واقعہ سنایا تو اس وقت یمن کا ہر آدمی اس حقیقت کا بچشم خود مشاہدہ کر رہا تھا اور وہ تمام خاندان بھی جو حجاز، شام، عمان، بحرین، نجد میں اس حادثہ کی بدولت پناہ گزیں ہوگئے تھے، اپنے آباؤ اجداد کے اس مرکز کی حالتِ زار کو دیکھ اور سن رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہمدانی جو کہ چوتھی صدی ہجری کا مشہور سیاح ہے، اپنی کتاب 'اکلیل' میں یمن کے اس حصے کے متعلق اپنی عینی شہادت پیش کرتا ہے کہ قرآنِ حکیم نے جنتان عن يمين و شمال کہہ کر جن باغوں کا ذکر کیا ہے بلا شبہ آج بھی ان کی جگہ اس قدر کثرت سے پیلو کے درخت موجود ہیں کہ اتنی کثرت کے ساتھ اور کہیں نہیں پائے جاتے اور انہی درختوں کے ساتھ جھاؤ اور کہیں کہیں جنگلی بیر کے درخت بھی نظر آتے ہیں اور وہ دیدۂ بینا کو عبرتناک داستان سنا رہے ہیں۔ فاعتبروا یاولی الابصار!

جو قوم فرمانِ نبوی کے سامنے جھکنے کی بجائے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر کمربستہ ہوجائے، اللہ تعالیٰ ان کی پیداوار میں کمی کر کے انہیں غربت و افلاس، فقر و فاقے اور بیماریوں میں مبتلا کردیتے ہیں:

''سیدنا عمر فاروقؓ ایک دفعہ اپنے زمانہ خلافت میں غلہ منڈی میں گئے اور جا کر اناج کے ڈھیروں کا معائنہ کرنے لگے۔ ایک جگہ آپ نے نہایت عمدہ اناج دیکھا اور فرمایا کہ اللہ اس غلے میں برکت عطا فرمائے اور اس کے لانے والے پر بھی رحم و کرم فرمائے۔ آپؓ کو بتایا گیا کہ اس غلہ کے مالکوں نے اس کو سٹاک کیا ہوا تھا۔ آپؓ نے دریافت کیا کہ وہ کون ہیں جنہوں نے اُمت کی ضرورت کے وقت اس غلہ کو سٹاک کیا ہے۔ آپؓ کو بتایا گیا کہ فلاں فلاں آدمی ہیں۔ آپؓ نے ان کو طلب کر کے فرمایا کہ

''میں نے رسول کریمﷺ سے سنا ہے کہ جو آدمی امتِ مسلمہ کی ضرورت کے وقت اناج سٹاک کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ کی بیماری لگا دیں گے یا اسے غربت و افلاس میں مبتلا کردیں گے۔''

ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے وہاں کھڑے ہی اللہ کے حضور توبہ کرلی اور آئندہ ذخیرہ اندوزی نہ کرنے کا اللہ سے وعدہ کرلیا لیکن دوسرے آدمی نے کہا کہ یہ ہمارا اناج ہے، ہم جب چاہیں اور جیسے چاہیں خرچ کریں کسی کو کیا اعتراض ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا کردیا اور وہ اسی حال میں مرگیا۔ (مسند احمد، مسند عمر بن خطاب: ۱۳۰)

فریضہ امر بالمعروف سے روگردانی: جو قوم امر باالمعروف ونهی عن المنكر کے شرعی فریضے کو چھوڑ دیتی ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی زد میں آجاتی ہے۔ حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ رسول کریمﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیده لتأمرن وتنهون عن المنكر اوليوشكن الله ان يبعث عليكم عذابا منه فتدعونه فلا يستجاب لكم (جامع ترمذی، کتاب الفتن: ۲۰۹۵)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

> ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب مسلط کردے۔ پھر تم اس سے دعائیں کروگے لیکن وہ قبول نہیں فرمائے گا۔''

قطع رحمی: جو قوم صلہ رحمی کی بجائے قطعی رحمی اور آپس میں رحم وکرم کی بجائے سرکشی و بغاوت اور ظلم وستم پر اُتر آئے، اللہ اسے دنیا میں عذاب کا مزہ چکھا دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ رسول کریمﷺ نے فرمایا:

> ما من ذنب أحرى ان يعجل لصاحبه العقوبة فى الدنيا مع ما يدخره فى الآخرة من قطيعة الرحم والبغى (ابوداود، کتاب الادب:ص۳۵)
>
> ''دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا دنیا میں اللہ تعالیٰ بہت جلدی دیتے ہیں اور وہ دو گناہ یہ ہیں: قطع رحمی اور ظلم وستم کرنا''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریمﷺ نے فرمایا:

> لَا تَظْلِمُوا فَتَدْعُوا فَلَا يُسْتَجَاب لَكُمْ وَتَسْتَقُوا فَلَا تَسْقُوا وَتَسْتَنْصُرُوا فَلَا تُنْصَرُوا (مجمع الزوائد: ۵/۲۳۵)
>
> ''ظلم نہ کرو ورنہ تمہارا حال یہ ہوگا کہ تم دعائیں کروگے لیکن تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی، اور تم بارش طلب کروگے لیکن تم پر بارش نہیں برسے گی اور تم مدد طلب کروگے لیکن تمہاری مدد نہیں کی جائے گی''

جو قوم اللہ کی نافرمانی کو اپنا شیوہ بنالے اور گناہ پر گناہ کرتی چلی جائے اور توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق سے محروم کردیتے ہیں۔ حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

> إن الرجل ليحرم الرزق بالذنب يعيبه ولا يرد القدر الا الدعا ولا يزيد فى العمر الا البر (ابن ماجہ، باب فی القدر: حدیث ۸۷) ''بیشک آدمی گناہ کا ارتکاب کرکے رزق سے محروم ہوجاتا ہے اور دعا تقدیر میں ردّوبدل کردیتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر میں برکت ہوجاتی ہے۔''

علاج

کسی بھی چیز کے استعمال میں جب اسراف وتبذیر سے کام لیا جائے تو اس کا نتیجہ بالآخر غلط ہی نکلے گا۔ انسان کے پاس اگرچہ مال و زر کے خزانے ہی کیوں نہ موجود ہوں، اگر وہ ان کے استعمال میں اسراف سے کام لے گا تو بہت جلد ان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ پانی کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے تین چوتھائی حصے کو پانی سے بھرا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر اس کا استعمال مناسب نہ ہوتو انسان اس کے ایک ایک قطرے کو بھی ترس جاتا ہے۔ جن علاقوں میں پانی وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

وہاں باشندے عموماً پانی کو مفت سمجھ کر اس کا بے بہا استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ پانی کی سطح وہاں آہستہ آہستہ گرنا شروع ہوجاتی ہے اور پھر سارا علاقہ پانی کی کمی کا شکار ہوجاتا ہے۔اسی لئے نبی اکرمﷺ نے مسلمانوں کو پانی کے سلسلہ میں بھی اسراف وتبذیر سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے متعلق مروی ہے کہ ایک دفعہ وہ دورانِ وضوضرورت سے زیادہ پانی استعمال کررہے تھے۔ نبی اکرمﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ

''ہاں! یہ بھی اِسراف میں شامل ہے، اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے پر ہی کیوں نہ بیٹھے ہو''

(پانی کو ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کیا کرو)۔ (ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننہا: حدیث ۴۱۹)

اس لئے ہمیں اس ہدایتِ نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم اس عظیم نعمت پانی کی کمی کا شکار نہ ہوں۔ اِسراف وتبذیر سے کام لینے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند بھی نہیں فرماتے

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (الانعام:۱۴۱)

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ اَهْلَ الْقُرَىٰ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (الاعراف:۹۶)

''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے (اللہ کی طرف رجوع کرتے) اور (برے کاموں کفروشرک سے بچے رہتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے مگر انہوں نے تو ہمارے پیغمبروں کو) جھٹلایا تو (ہم نے بھی) ان کے کاموں کی سزا میں انہیں پکڑ لیا۔''

☆ قرآنِ حکیم میں اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:۳)

''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، اللہ اس کیلئے مصیبتوں سے نکلنے کے راستے پیدا فرما دیتے ہیں''

☆ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے استغفار کو لازم کرلیا، اللہ اسے ہر تنگی سے نجات دیں گے اور ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیں گے جہاں سے وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔

☆ جناب ربیع بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت حسن بصریؒ کی مجلس میں چار آدمی آئے اور انہوں نے اپنے اپنے مسائل ومشکلات حسن بصریؒ کے سامنے پیش کیے۔ایک نے کہا: میں بیمار ہوں، دوسرے نے کہا: میرے پاس اولاد نہیں ہے، تیسرے نے کہا: میں نہایت غریب ہوں اور چوتھے نے کہا کہ ہمارے علاقے میں قحط سالی کا دور دورہ ہے۔ آپ نے ہر ایک کو استغفار کرنے کا حکم دیا۔ مجلس سے ایک آدمی نے کہا کہ حضرت ان کے مسائل ومشکلات علیحدہ علیحدہ ہیں، لیکن آپ نے تمام کو علاج اور نسخہ ایک ہی بتایا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ حسن بصری نے فرمایا کہ جناب نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم اللہ کے سامنے استغفار کرو، وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرمائے گا، اور

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تمہیں مال ودولت اور بیٹے بھی دے گا اور باغات بھی تمہیں عنایت فرمائے گا اور نہروں کو بھی جاری کر دے گا۔ (روح المعانی)

(ا) قحط سالی میں حضرت رسولِ کریمؐ نمازِ استسقاء ادا کرتے اور بڑے خشوع وخضوع سے توبہ و استغفار کرتے اور یہ دعائیں پڑھتے: اللّٰھُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقٰنِطِيْنَ (الاذکار للنووی) ''الٰہی ہم پر باران رحمت نازل فرما اور نا امید ہونے والوں میں نہ بنا''

اللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتِ......

''الٰہی اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنے ویران شہر آباد کردے'' (ابوداود: حدیث۱۱۷۶)

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ لَنَا قُوَّةً وَبَلاَغًا إِلٰى حِيْنٍ...... (ابوداود: حدیث۹۹۲)

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، جو نہایت رحم کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس کی شان ہے کہ جو چاہے کر ڈالے۔ الٰہی تو ہی ہمارا معبود ہے۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو غنی ہے اور ہم تیرے محتاج بندے ہیں۔ ہم پر بارش نازل فرما، جو بارش تو ہم پر نازل فرمائے اسے ہمارے لئے تقویت کا ذریعہ بنا دے اور ایک مدت تک کفایت کا وسیلہ بنا دے''

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ''جب آپؐ نمازِ استسقاء میں یہ دعائیں پڑھتے اور توبہ استغفار کرتے تو بارانِ رحمت شروع ہوجاتی'' (ابوداود)

☆ حافظ ابن عساکرؒ اپنی سند کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے دور میں لوگ خشک سالی سے دوچار ہوگئے تو حضرت رسول کریمﷺ مدینہ سے نکل کر بقیع غرقد کے میدان میں تشریف لائے۔ آپؐ کے سرمبارک پر سیاہ عمامہ تھا جس کا ایک شملہ سامنے اور دوسرا دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا ہوا تھا اور آپؐ عربی کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے پھر آپؐ نے قبلہ رخ ہوکر صحابہؓ کو دو رکعت بآوازِ بلند نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ تکویر اور سورۂ ضحیٰ تلاوت کی پھر اپنی چادر اُلٹ دی تاکہ خشک سالی دور ہوجائے۔ پھر آپؐ نے حمدِ الٰہی بیان کی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھی:

اللّٰهُمَّ ضَاحَتْ بِلاَدُنَا وَاغْبَرَّتْ أَرْضُنَا وَهَامَتْ دَوَابُنَا اللّٰهُمَّ مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ مِنْ اَمَاكِنِهَا وَنَاشِرَ الرَّحْمَةِ مِنْ مَعَادِنِهَا بِالْغَيْثِ الْمُغِيْثِ أَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ لِلْآثَامِ فَنَسْتَغْفِرُكَ لِلْجَامِعَاتِ مِنْ ذُنُوبِنَا وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ مِنْ عَظِيْمِ خَطَايَانَا اللّٰهُمَّ أَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا وَاكْفِنَا مَغْزُوْرًا مِنْ تَحْتِ عَرْشِكَ مِنْ حَيْثُ يَنْفَعُنَا غَيْثًا مُغِيْثًا

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

رَائِعًا مُمَرِّعًا طَبَقًا غَدَقًا خِصْبًا تُسرِعُ لَنَا بِهِ النَّبَاتَ وَتُكْثِرُ لَنَا بِهِ الْبَرَكَاتِ وَتُقْبِلُ الْخَيْرَاتِ اللّٰهُمَّ إنَّكَ قُلْتَ فِیْ كِتَابِكَ وَجَعَلْنَا من الْمَاءَ كُلَّ شَيْئٍ حَيٍّ اللّٰهُمَّ فَلاَ حَيَاةَ لِشَيْئٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءِ الاَّ بِالْمَاءِ اللّٰهُمَّ وَقَدْ قَنطَ النَّاسُ أوْ مَنْ قَنطَ النَّاس مِنْهُمْ وَسَاءَ ظَنُّهُمْ وَهَامَتْ بَهَائِمُهُمْ وَعَجَّتْ عَجِيْجَ الثَّكْلٰی عَلَی أوْلاَدِهَا إذْ حَبَسْتَ عَنَّا قَطْرَ السَّمَاءِ فَدَقَّتْ لِذٰلِكَ عَظْمُهَا وَذَهَبَ لَحْمُهَا وَذَابَ شَحْمُهَا اللّٰهُمَّ ارْحَمْ اَنِيْنَ لِانِهٖ وَحَنِيْنَ الْحَانَةِ وَمَنْ لاَيَحْمِلُ رِزْقَهُ غَيْرُكَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْبَهَائِمَ الْحَائِمَةَ وَالانْعَامَ السَّائِمَةَ وَالاَطْفَالَ الصَّائِمَةَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْ الْمَشَايِخَ الرُّكَعَ وَالاَطْفَالَ الرُّضعَ وَالْبَهَائِمَ الرُّتَّعَ اللّٰهُمَّ زِدْنَا قُوَّةً إلٰی قُوَّتِنَا وَلَا تَرُدَّنَا مَحْرُوْمِيْنَ إنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ بِرَحْمَتِكَ يَا أرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ فَمَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی جَاءَ تِ السَّمَاءُ حَتّٰی اَهَمَّ كُلُّ رَجُلٍ كَيْفَ يَنْصَرِفُ إلٰی مَنْزِلِهٖ فَعَاشَتِ الْبَهَائِمُ وَاخْصَبَتِ الارْضُ وَعَاشَ النَّاسُ كُلُّ ذٰلِكَ بِبَرَكَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

(رواہ ابن عساکر بسندہ، قال البرہان الہندی فی کنز العمال ۲۳۵۴۶/۴۳۴/۸ رجالہ ثقات)

''اے اللہ! ہمارے شہر ویران ہوگئے اور ہماری زمین بنجر ہوگئی، اور ہمارے مویشی پیاسے پھرنے لگے۔ اے اللہ، تو، تو برکات کو اس کی اصل جگہوں سے نازل کرنے والا ہے اور موسلا دھار بارشوں کے ذریعے رحمتوں کو چشموں سے پھیلانے والا ہے، تو گناہوں کے بخشنے والا ہے، چنانچہ ہم اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اپنی بڑی غلطیوں سے تیرے سامنے توبہ کرتے ہیں، اے اللہ! ہم پر اپنے عرش کے نیچے سے موسلا دھار بارش ٹپکانے والا بادل بھیج جو ہمیں عام بارش سے نفع بہم پہنچائے اور تازہ گھاس اور جڑی بوٹیاں اگائے اور وہ بادل بارش سے بھرپور اور چھتری کی طرح پھیلا ہوا ہو اور زرخیزی کا ذریعہ ہو جو ہمارے لئے نباتات اگائے اور اس کے ذریعے برکات کی فراوانی کردے اور ہمیں خیرات دینے کے لئے ملے۔

اے اللہ! تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ اے اللہ! جو چیز پانی سے پیدا ہوئی وہ پانی سے ہی زندہ رہ سکتی ہے۔ اے اللہ لوگ ناامید ہوگئے اور ان کے گمان برے ہوگئے اور ان کے چوپائے گرمی سے چکرا گئے اور یوں جیسے گمشدہ اولاد پر ان کی ماں روتی ہے، کیونکہ تو نے ہم سے بارش روک لی ہے اس بنا پر ان کی ہڈیاں نکل آئیں، گوشت سوکھ گیا اور چربی پگھل گئی۔ اے اللہ! تو رونے والوں کے رونے اور بلکنے والوں کے بلکنے پر رحم فرما اور ان پر بھی رحم فرما جن کے رزق کا تیرے سوا کوئی ذمہ دار نہیں۔ اے اللہ! گھومنے پھرنے والے چوپایوں اور چرنے والے مویشیوں اور روزے دار بچوں پر رحم فرما!

اے اللہ! کمان کی طرح جھکے ہوئے عمر رسیدہ لوگوں اور شیرخوار بچوں اور چرنے چگنے والے

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جانوروں پر رحم فرما اور ہماری قوت میں اضافہ فرما اور ہمیں محروم و نامراد کرکے نہ لوٹا۔ اے ارحم الراحمین! تو اپنی رحمت سے دعائیں سننے والا ہے۔''

حضرت رسول مقبولﷺ ابھی اس دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ اور ہر آدمی گھر جانے کے لئے سوچنے لگا چنانچہ چوپائیوں کی جان میں جان آئی، زمین سرسبز ہوگئی اور لوگ خوشحال ہوگئے اور یہ سب کی سب آنحضرتﷺ کی دعا کی برکت سے ہوا۔

☆ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ایک دفعہ قحط پڑ گیا۔ آپ تمام لوگوں کو ساتھ لے کر ایک کھلے میدان میں چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے دعائیں مانگیں اور کثرت سے استغفار کیا اور نماز میں سورۂ نوح کی تلاوت کی اور فرمایا کہ میں نے بارش کو اس کے سوراخوں سے طلب کیا ہے۔ (ابن کثیر)

☆ حکومت کو شرعی حدود نافذ کرنے چاہئیں، اس سے ملک میں خیر و برکت اور امن و سکون ہوگا۔

عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ : حد يعمل به فی الارض خير لاهل الأرض من أن يمطروا أربعين صباحا (ابن ماجہ: حدیث ۲۵۲۹)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریمﷺ نے فرمایا: کہ زمین پر (ایک شرعی) حد کا نفاذ ان کے حق میں چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے''

''ایک شرعی حد کا نفاذ چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے'' (نسائی، ابن ماجہ)

اس لیے پوری قوم کو سنتِ نبوی کے مطابق پورے ملک میں نمازِ استسقاء کا اہتمام کرنا چاہیے اور اپنا اپنا جائزہ لینا چاہیے۔ جو کمی وکوتاہی ہم میں پائی جاتی ہے، اسے دور کرکے اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی چھوڑ کر صحیح معنوں میں ان کی اطاعت کرنی چاہیے۔

سودی کاروبار، ذخیرہ اندوزی، حرام ذرائع آمدنی، دھوکہ بازی، رشوت خوری اور کرپشن سے باز آنا چاہیے۔ بدکاری سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ وعدے کی پاسداری اور امر بالمعروف ونهی عن المنكر کا فریضہ پوری قوم کو ادا کرنا چاہیے۔ عریانی اور فحاشی کی روک تھام کے لئے اجتماعی کوشش بروئے کار لانی چاہیے۔ ظلم و زیادتی سے گریز کرنا چاہیے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنا چاہیے۔ ماپ تول میں کمی بیشی کی بجائے پورا لینا اور دینا چاہیے۔ ان باتوں پر عمل پیرا ہونے سے اللہ راضی ہوجائے گا اور معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا اور رحمتِ خداوندی جوش میں آئے گی۔ بارشوں کا نزول شروع ہوجائے گا اور کھیتوں میں ہریالی آئے گی اور وطن عزیز ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوگا۔ ان شاء اللہ!

جن حضرات کو زرِسالانہ ختم ہونے کے یادداشتی خطوط ارسال کئے گئے ہیں، از راہ کرم اولین فرصت میں اپنا سالانہ زرتعاون ادا کردیں بصورتِ دیگر محدث کے ترسیل منقطع کردی جائے گی۔ دیگر احباب بھی اپنا زرِسالانہ ختم ہونے پر از خود تجدید کرالیں۔ ادارہ

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

تحریر: شیخ احمد عبداللہ سیف الرفاعی
شعبۂ ترجمہ مجلس التحقیق الاسلامی

تحریک تنصیر عالم اسلام سے برسر پیکار ہے☆!

جب ہم مسلمانوں کے خلاف دشمن کی فکری اور عسکری جنگ کے خطرات کا موازنہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ فکری جنگ کی تباہی اور ہولنا کی اور اس کے اثرات زیادہ سخت واقع ہوئے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کے خلاف فکری اور ثقافتی یلغار کی تباہی جنگوں اور گولہ بارود کی تباہی سے کہیں زیادہ خوفناک ہے۔ یہی وہ سب سے بڑا چیلنج ہے جو اس وقت عالم اسلام کو درپیش ہے۔ اب عیسائی قوتوں کی ساری جدوجہد کا رخ اس طرف ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرکے انہیں ان کے دین سے متنفر کردیا جائے۔ انہیں ذہنی طور پر اس قدر مرعوب کردیا جائے کہ وہ عیسائیت قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گویا آج عیسائیوں کا سب سے بڑا ہدف مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے!...... اس مقالہ میں ہم اسی کے متعلق بحث کریں گے:

عیسائیت کا ہدف اِسلام کیوں؟

عیسائی مشنری دین اسلام کو سب اَدیان سے پہلے اپنا نشانہ بناتے ہیں کیونکہ ان کی تاریخ انہیں بتاتی ہے کہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے انہیں ہمیشہ شکست و ریخت سے دوچار کیا اور انہیں اپنا مغلوب بنایا۔ تاریخ شاہد ہے کہ صلیبی عیسائیوں نے اسلام کا سامنا کرنے اور مسلمانوں سے ٹکر لینے سے ہمیشہ گریز کیا، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مسلمان جب ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام تھام کر گھوڑے کی پشت پر سوار ہوجاتا ہے تو پھر وہ اس عزم سے نکلتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے شکست نہیں دے سکتی۔ لیکن آج امتِ مسلمہ نے غفلت کی چادریں تان لیں۔ امتِ مسلمہ آج بیمار ہے، البتہ مری نہیں۔ اونگھ رہی ہے، البتہ ابھی سوئی نہیں۔ مسلمانوں کو شکست تو دی جاسکتی ہے، لیکن اسے صفحۂ ہستی سے مٹایا نہیں جاسکتا۔

جب بھی کفر اور اسلام کی جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے اپنے مقصد کو سامنے رکھا، اللہ کی نصرت پر بھروسہ کیا تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں ہزیمت سے دوچار نہ کرسکی۔ جب بھی مسلمان اپنے دین کی طرف لوٹے تو وہ ایک ناقابل شکست قوت بن کر اُبھرے اور صلیبی اس حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ فرانس کے مشہور بادشاہ لوئیس نہم Louis جو دو صلیبی معرکوں میں عیسائیوں کی قیادت کرچکا تھا، کو بھی اس حقیقت

☆ لندن سے شائع ہونے والے عربی مجلہ 'البیان' عدد ۱۵۳ سے ماخوذ ص ۴۶ تا ۵۷ ...... ترجمہ: محمد اسلم صدیق

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کا اعتراف کرنا پڑا۔ جب مسلمانوں نے اسے بدترین شکست دی اور 'منصورہ' کے معرکہ میں اسے گرفتار کرلیا پھر جب یہ رسوا ہوکر قید سے نکلا تو اس نے ایک مشہور وصیت لکھی جو'پوپ لوئیس' کی وصیت کے نام سے مشہور ہوئی۔ وہ عیسائیوں کو تاکید کرتے ہوئے لکھتا ہے :

''یاد رکھو! مسلمانوں کو عسکری میدان میں کبھی شکست نہیں دی جاسکتی، اس لئے تمہیں اس طریقہ جنگ سے دستبردار ہونا ہوگا۔ اس کے مقابلے میں ثقافتی اور فکری یلغار سے مسلمانوں کو مغلوب کرنے کی کوشش کرو۔''

یہ وصیت گویا ایک اعلان تھا کہ اب مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک نئی جنگ کا آغاز ہوگا۔ پھر ایسے ہی ہوا اور عسکری جنگ کو فکری اور ثقافتی جنگ سے بدل دیا گیا۔

تحريكِ تنصير کے اَہداف

عیسائی منصوبہ سازوں نے اِسلامی ممالک میں کئی پراجیکٹوں پر کام شروع کررکھا ہے، کیونکہ وہ تنہا اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔انہیں بدھ مت، ہندومت اور یہودیت سے کوئی خطرہ نہیں کیونکہ یہ تمام مذاہب قومیت پرستی سے بڑھ کر کچھ نہیں ۔ اپنی قوم اور اپنے ماننے والوں کے حصار سے باہر نکلنا ان مذاہب کی فطرت میں شامل نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ تمام مذاہب ترقی کے لحاظ سے نصرانیت سے بہت پیچھے ہیں۔لیکن اسلام کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک عالمگیر متحرک دین ہے ۔ بغیر کسی معاون کے دھیرے دھیرے آگے بڑھنا اس کی فطرت ہے۔ یہی وہ خطرہ ہے جو انہیں چین نہیں لینے دیتا!!

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تنصیری تحریک (عیسائی بنانے کی تحریک) کے پیش نظر متنوع اَہداف ہیں جنہیں وہ مسلمانوں کے خلاف بروئے کار لانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے بعض روایتی اور بعض غیر روایتی ہیں ۔ پھر ان میں سے بعض ظاہر اور عیاں ہیں اور بعض خفیہ اور پوشیدہ۔لیکن یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ یہ تمام قسم کے اَہداف اور مقاصد مسلمانوں اور اسلام کے لئے انتہائی خطرناک ہیں ۔ افسوس ! کہ مسلمان ابھی تک اسلام کے خلاف ان گھناؤنے منصوبوں سے بالکل بے خبر ہیں۔تنصیری تحریک کے پیش نظر کون سے مقاصد ہیں؟ بنیادی طور پر انہیں تین حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے :

(۱) مسلمانوں کو دین اِسلام سے برگشتہ کرنا: انہیں اسلام اور پیغمبرؐ کی ذات کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کرنا، اسلامی اَحکامات کے متعلق جعل سازی سے کام لے کر اِسلامی عقائد کی جڑیں کھوکھلی کرنا عیسائیوں کا سب سے بڑا ہدف ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کا ایک بہت بڑا پادری زویمر اپنے مشنریوں کو وصیت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

''عیسائیت کی تبلیغ کا مشن لوگوں کو نصرانیت میں داخل کرنا نہیں بلکہ تمہارا کام یہ ہونا چاہئے کہ تم مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کردو حتیٰ کہ وہ ایسی مخلوق بن جائیں جن کا اللہ سے کوئی تعلق نہ ہو۔''

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

عیسائیوں کی اس ذہنیت کا جونقشہ قرآن نے کھینچا ہے، اس سے بہتر کھینچنا ممکن نہیں :

﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْيَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا، حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾ (البقرۃ: ۱۰۹) ''اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں، اگرچہ حق ان پر ظاہر ہوچکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر (تمہارے لئے ان کی یہ خواہش ہے)''

(۲) اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرنا: عیسائی مشنری کا قلم اور زبان اِسلام کے خلاف زہر آگیں ہے، کیونکہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے سے زیادہ انہیں یہ فکر لاحق ہے کہ کہیں ان کی اپنی قوم اِسلام کی حقانیت سے آشنا ہوکر دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہوجائے۔ اسلام فوبیا (اسلام سے خوف) ہر وقت ان کے ذہنوں پر سوار رہتا ہے اور وہ ہمیشہ یہ شور مچاتے ہیں کہ دین اسلام ان کے لئے خطرہ ہے۔ اور وہ اسلام کو اس قدر بدنما بنا کر پیش کررہے ہیں کہ مغربی معاشرہ، لادینیت، اِلحاد اور کلیسا سے شدید نفرت کے باوجود عیسائی ہونا اپنے لئے باعث ِفخر سمجھتا ہے۔

اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو روکنے کے علاوہ وہ ایمان وہدایت کی بنیادوں کو بھی مضمحل کررہے ہیں اور مغرب جس چیز پر سب سے زیادہ اسلام کو مطعون ٹھہراتا ہے، وہ یہ الزام ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، اسلام نے بڑی خونریزی کی ہے، حالانکہ یہ سراسر دروغ گوئی اور بددیانتی ہے۔ اور اس خلافِ حقیقت پروپیگنڈے اور جعل سازی کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ خود تلوار سونت کر مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے کا قانونی جواز پیدا کیا جاسکے۔ مغرب اسلام کی وسعت کے روکنے کو اتنی اہمیت نہیں دیتا جتنی اس بات کو اہمیت دیتا ہے کہ لوگوں کو عیسائی بنانے کے پردہ میں قتل و غارت کا بازار گرم کرنے کا قانونی جواز پیدا کیا جائے۔ درحقیقت مغرب یہ سمجھتا ہے کہ خواہ کتنے ہی عیسائی مراکز قائم کرلئے جائیں لیکن تلوار استعمال کئے بغیر لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روکا جاسکتا کیونکہ لوگوں کے سامنے اسلام میں داخل ہونے کے مواقع عیسائیت کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔

ہم یہ متنبہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ عیسائی مشنریوں کی تکنیک اور ہدف ہر علاقہ میں مختلف ہوتا ہے۔ عرب ممالک میں یہ لوگ محض مسلمانوں کو ان کے عقائد سے متزلزل کرنے اور انہیں اسلام سے نکالنے پر اکتفا کرتے ہیں، انہیں نصرانیت میں داخل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ لیکن دیگر ممالک میں یہ بالفعل مسلمانوں کو عیسائی بناتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عرب ممالک تنصیری تحریك کا شکار ہوکر حلقہ عیسائیت میں داخل نہیں ہوتے۔ بلکہ وہاں بھی بعض اوقات عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں ثمر آور ہوتی ہیں اور بعض لوگ بالفعل عیسائی بن جاتے ہیں۔ البتہ دیگر اسلامی ممالک میں لوگوں کی اکثریت عیسائیت کی طرف مائل ہورہی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

(۳) مغربی تسلط کے قیام کے لئے عالم اسلام کو سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی لحاظ سے اپنا غلام بنانا،

عالمی سیاسی وحدت کے نظریہ کو مسلط کرنے کے لئے فضا کو سازگار بنانا ، اپنی معاشرتی اَقدار کو فروغ دینا، جدید اقتصادی سیٹ اَپ تشکیل دینا، ثقافتی اور تہذیبی رکاوٹوں، دینی اور ثقافتی بحثوں میں پڑے بغیر انسانی معاشروں کے درمیان پائے جانے والے امتیازات کا خاتمہ کرنا، بلکہ یوں سمجھئے کہ پورے عالم کو دینی لحاظ سے ایک وحدت بنانا اور اس کے علاوہ بے شمار خوشنما اَہداف جن سے اکثر لوگوں نے دھوکہ کھایا۔ یہ تمام اَہداف ظاہری لحاظ سے جتنے خوشنما ہیں، اندر سے اتنے ہی خوفناک اور نقصان آمیز ہیں۔ یہ درحقیقت مسلمانوں کی ناکہ بندی کرنے، انہیں مغرب کی غلامی میں جکڑنے، انہیں خود کار ہتھیاروں میں محصور کرکے اسلامی تشخص اور اسلامی تمدن کو مسخ کرنے کی گھناؤنی سازش ہے اور اس سازش کو کامیاب بنانے کے لئے مغرب وہ پرانے طریقے چھوڑ کر جدید طریقوں کو بروئے کار لانے کی کوشش کررہا ہے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ عیسائیت کی سرگرمیاں بین الاقوامی تبدیلیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گی اور ان کے قائدین ان تبدیلیوں کے سامنے بے بس ہوجائیں گے۔ نہیں، بلکہ عیسائی مشنری اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے ان تبدیلیوں کو ایک قیمتی موقعہ تصور کرتے ہیں ۔ وہ ان کے زیر سایہ اپنے منصوبوں اور مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے خوب تگ وتاز کریں گے۔

زمانہ کی چکی تیزی سے گھوم رہی ہے، آج کا دن گذشتہ کل سے زیادہ دور نہیں۔ تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں ، عیسائی مشنری جس طرح آج 'سیاسی وحدت' کے نظریہ کے زیرسایہ نصرانیت کی نشرواشاعت میں کوشاں ہیں، اسی طرح اس سے پہلے انہوں نے یورپی عسکری استعماریت کے ذریعے نصرانیت کو پھیلایا۔ اور اس سے پہلے صلیبی جنگوں میں انہوں نے مسلمانوں کو عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا اور وہ حربے استعمال کئے جس کے ذکر سے جسم پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ اب صلیبی جنگیں ختم ہوچکیں۔ ایسا ہرگز نہیں، صلیبی جنگیں ختم نہیں ہوئیں۔ صرف ان جنگوں کا انداز اور طریق کار تبدیل ہوگیا ہے۔ میدانِ جنگ میں عیسائیوں کو ہونے والی مسلسل ناکامیوں نے ان کی جنگ کا رخ ثقافتی اور علمی وتہذیبی انقلاب کی طرف موڑ دیا ہے۔ صلیبیوں نے اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ واشاعت کو ہمیشہ جاری رکھا ہے اور وہ دن دور نہیں جب کہ یہ لوگ برسرعام اور بغیر کسی رکاوٹ اور بندش کے عیسائیت کی تبلیغ وترویج کریں گے۔

عیسائیت کی تبلیغ واشاعت کے ذرائع ...... زمانۂ قدیم اور جدید میں!

گذشتہ کئی برسوں سے عیسائیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جدید طریقوں پر استوار کرنا شروع کردیا ہے۔ عیسائی مبلغین نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے جدید قسم کے ذرائع ایجاد کئے ہیں جو پرانے ذرائع سے زیادہ خفیہ، زیادہ مؤثر اور مکروفریب دہی میں زیادہ کارآمد ہیں۔ علاوہ ازیں وہ نت نئے ذرائع

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

تبلیغ ایجاد کرنے کے لئے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کررہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ عیسائی مشنری ہر دروازے سے مسلمانوں پر داخل ہوئے۔ سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، ثقافتی اور دیگر راستوں سے مسلمانوں پر اس طرح یلغار کی کہ مسلمانوں کے دل میں ذرا بھی کھٹکا پیدا نہیں ہوانے دیا۔ آج عیسائی تبلیغ کا انحصار قدیم ذرائع کے علاوہ ان جدید ذرائع پر بھی ہے۔

زیر نظر سطور میں ہم انہیں جدید ذرائع تبلیغ پر روشنی ڈالیں گے جنہیں عیسائی مشنری بطور ہتھیار کے استعمال کررہے ہیں۔ ہم نے ان ذرائع کو چند قسموں پر تقسیم کیا ہے اور بطور ثبوت کے بعض نمونوں اور مثالوں کا تذکرہ بھی کردیا ہے:

(۱) مشکلات میں گھرے مسلمانوں کو اِمدادی سرگرمیوں کے ذریعے

بعض طبعی حوادث اور خانہ جنگیوں کے نتیجے میں ہونے والی تباہی، ہلاکت اور اندوہناک حالات سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عیسائی مشنری، یتیم بچوں اور بیواؤں کے کربناک حالات، ان کے طعام و قیام، لباس، تعلیم و علاج کی ضرورتوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں اپنے اَہداف کا نشانہ بناتے ہیں۔ نادار، بھوکے ننگے اور بے بس مسلمانوں کو متاثر کرنے اور ان کا دل جیتنے کے لئے ان سے مادّی اور معنوی تعاون کرکے اور ان کے رِستے ہوئے زخموں پر مرہم رکھ کر انسانی ہمدردی کی آڑ میں انہیں عیسائی بنارہے ہیں۔ اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ انہیں صرف ان کے علاج اور تعلیم سے دلچسپی ہے۔ اس طرح یہ لوگ مسلمانوں کو ذہنی طور پر مرعوب کرکے رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور انہیں قائل کرتے ہیں کہ نصرانیت ہی آخرت کے عذاب اور دنیا کی تنگدستی سے چھٹکارے کا سبب ہے۔ یہ مشنری اپنی ان خدمات کے عوض مسلمانوں پر یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ اتوار کو عبادت کے لئے کسی گرجا میں جائیں، دوسری طرف اسلامی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے پرہیز کریں۔

ایک سروے کے مطابق دنیا کے کل پناہ گزینوں میں سے ۸۰ فیصد پناہ گزیں مسلمان ہیں جو مختلف اَسباب کی بنا پر دوسرے ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ ان اسباب میں خاص طور پر جنگیں، حکومتوں کی پکڑ دھکڑ، اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونا یا دینی، سیاسی اور نسلی تشدد کا خوف سرفہرست ہیں۔ چونکہ ان پناہ گزینوں کو خاندان کا شیرازہ بکھر جانے اور بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محرومی کے سبب سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ بہت جلد عیسائی جماعتوں اور تنظیموں کے تبلیغی جال کا ہدف بن جاتے ہیں اور ان کو شکار کرنا ان کے لئے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ زیر نظر سطور میں ان کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

☆ ۱۹۹۶ء میں جب سیرالیون کی خانہ جنگی میں ۱۰ ہزار سے زائد لوگ قتل ہوگئے اور تقریباً ۱۰/لاکھ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

مسلمان اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور ہوگئے تو عالمی تنظیم برائے تعاون World Relief Corporation کے سربراہ کرسچین کول نے کہا:

''ان مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے ہمارے سامنے تمام دروازے کھلے ہیں''

☆ الرؤیا العالمیة ایک بڑی فعال تنظیم ہے اور ۸۰ سے زائد ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرم ہے اور ۸۶ ہزار صومالی مسلمان مہاجرین کی نگہداشت کرتی ہے۔ انہیں علاج معالجہ، قیام طعام اور تعلیم کی سہولتیں مہیا کرتی ہے۔ ان سہولتوں کی آڑ میں انہیں نصرانیت کی دعوت دیتی ہے۔

اس طرح جرمنی کی ایک تنظیم صومالیہ میں امراضِ چشم کے خلاف کام کررہی ہے۔ لیکن درحقیقت ان کا حقیقی مقصد نصرانیت کی دعوت وتبلیغ ہے اور اس حقیقت کا اظہار اس تنظیم کے سابقہ ڈائریکٹر ڈی جی میثیل نے اپنے اسلام قبول کرنے کے بعد کیا۔

اس طرح صومالیہ میں ایک اور بڑی تحریک کام کررہی ہے جس میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسائی مصروفِ کار ہیں۔ شمالی نائیجریا اور مالی Mali کے بربر قبائل جب قحط سالی کی لپیٹ میں بلک رہے تھے اور خشک سالی ان کے مویشیوں کو نگل رہی تھی، ہزاروں لوگ، فقروفاقہ اور بیماری کی بھینٹ چڑھ چکے تھے تو یہ عیسائی تنظیم ان کی بے بسی سے فائدہ اٹھا کر انہیں عیسائی بنا رہی تھی۔

بوسنیا میں عیسائی تبلیغی مشنوں نے عیسائی تعلیم پر مشتمل سات لاکھ کتب تقسیم کیں۔ اسی طرح عراق میں بین الاقوامی اقتصادی پابندیوں سے فائدہ اٹھا کر انجیل کی حکایات پر مشتمل کئی ہزار کتابچے اور کیسٹیں عراقی بچوں میں تقسیم کی گئیں۔

(۲) جدید مواصلاتی ذرائع کا استعمال

اس دور میں عیسائیت کی دعوت وتبلیغ کو فروغ دینے کے لئے جس چیز سے سب سے زیادہ استفادہ کیا جارہا ہے وہ جدید ٹیکنالوجی، ذرائع مواصلات، فیکس اور انٹرنیٹ، ای میل ہے۔ یاد رہے کہ ۱۹۹۶ء میں اس مقصد کے لئے کام کرنے والے کمپیوٹروں کی تعداد 20,69,61,000 تھی۔

☆ ۱۹۹۳ء میں کمپیوٹر کی مشہور زمانہ فرم مائیکروسافٹ نے عیسائی تبلیغی اداروں کو ۵ ملین ڈالر لاگت کے عالمی کمپیوٹر سافٹ ویئرز فراہم کئے۔

☆ ایک مخصوص اِدارہ کے سربراہ امریکی پوپ بیلی گراہم نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے 'صلیبی حملہ' کا منصوبہ بنایا۔ اس کا ہدف ذرائع مواصلات کے ذریعے ۵۰۰ شہروں میں ۴۰۰ ملین مسلمانوں کو عیسائی بنانا تھا چنانچہ اس نے ۱۷۰ ممالک پر محیط ۱۶ مواصلاتی چینل قائم کئے۔ عیسائیت کو پھیلانے کے لئے یہ ایک عظیم منصوبہ تھا جس میں اس قدر جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا گیا۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

(۳) کثیر تعداد میں گرجا گھروں کی تعمیر اور تنصیری مراکز کا قیام

عیسائی تنظیمیں نہایت مستعدی اور بے پناہ جذبہ سے کثیر تعداد میں گرجا گھر اور تنصیری مراکز تعمیر کر رہی ہیں۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ

- ☆ مالی Mali کے دارالحکومت باماکو Bamako میں صرف ایک گرجا تھا اور یہاں عیسائیوں کی آبادی صرف ۲ فیصد تھی مگر اب عیسائی تبلیغی تنظیم کی مسلسل جدوجہد سے صرف دارالحکومت میں ۳۲ گرجا گھر تعمیر ہوچکے ہیں۔
- ☆ مغربی افریقہ کے ملک غانا Ghana میں ۱۹۹۳ء میں صرف ایک سال کے اندر ۶۰۰ نئے گرجا گھر تعمیر کئے گئے۔

(۴) بذریعہ ڈاک عیسائیت کی تبلیغ

بعض عرب ممالک خصوصاً مصر اس تشویشناک صورتِ حال دوچار ہے۔عیسائی تنظیمیں مسلمانوں کو عیسائی تعلیمات پر مشتمل خطوط ارسال کرتی ہیں جن میں اسلام کے بارے میں شرم آمیز طور پر شکوک وشبہات اور الزامات کی بوچھاڑ کی جاتی ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ڈاک کی چیکنگ اور نگرانی کے ذریعے دہشت گردوں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے تو کیا ان مشنریوں کی ڈاک کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا جب ایسا ممکن ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عرب حکومتیں نہ ان مشنریوں کا محاسبہ کرتی ہیں اور نہ ان کی ڈاک پر پابندی لگاتیں ہیں۔

(۵) مختلف زبانوں کے ماہر اعلیٰ درجہ کے مشنری تیار کرنا

افریقہ کے جنگلوں، وسطی ایشیا اور نائیجیریا کے قبائل کو عیسائی بنانے کے لئے ان قبائل کی زبانوں پر دسترس رکھنے والی ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں جو اس قبیلہ اور نسل کی زبان میں انجیل کا ترجمہ کرتی ہیں۔اور تنصیریت پر مشتمل کتب طبع کرکے ان میں تقسیم کرتی ہیں۔اسی طرح عیسائی مشنریز کو ان قبائل کی زبان، عادات اور نظریات سے متعارف کرنے کے لئے مختلف پروگرامز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

- ☆ ایک عیسائی تنظیم —جس کا ہیڈکوارٹر امریکہ میں ہے— نے مسلم ملک سینی گال کے قبیلہ 'الولوف' کے بچوں کو عیسائی بنانے کے لئے ان کی زبان میں انجیل کا ترجمہ کیا۔
- ☆ تنصیری ریڈیو بلکہ دوسرے ریڈیو بھی مخصوص قبائل کی زبان میں تبلیغ کر رہے ہیں، اور عیسائی ریڈیو پوری دنیا میں افریقی قبائل 'لوموا' اور 'ماکوا' کی زبان میں خاص پروگرام نشر کرتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

☆ امریکی عیسائی تنظیم Greet Cammossion Center نے چین کے صوبہ گرگیزستان کے مسلم ضلع (تونخ غان) میں ۲۰ مشنری بھیجے، جہاں مسلمانوں کی تعداد ۳ لاکھ ہے۔

☆ یورپی عیسائی تنظیم (ECM) کی کوشش سے سب سے پہلے البانی زبان میں انجیل کا ترجمہ مکمل ہوا اوراس کا پہلا نسخہ البانیہ کے صدر کو پیش کیا گیا۔

☆ اس کے علاوہ قبیلہ المانیکا — جن کی آبادی گیمبیا میں ۱۰۰ فیصد ہے — کی زبان میں انجیل کا ترجمہ مکمل ہوچکا ہے۔

۱۹۹۵ء میں ایک تنظیم کی بنیاد رکھی گئی جس کا کام عربوں کو عیسائی بنانا تھا۔ اس کی بنیاد رکھنے والوں میں اسرائیل، اُردن، مصر اور دیگر عرب ممالک کے عیسائی شامل تھے۔ اس کے علاوہ مغرب کی ایک جماعت تنظیم تنصير العالم العربي اور بیلی گراہم ایسوسی ایشن اور سوئٹزر لینڈ کے شہر لوزاں میں منعقد ہونے والی کانفرنس کے اراکین بھی اس میں شامل تھے۔

☆ اسی طرح امریکہ کے شہر ایلینوی میں ایسے تبلیغی مشن پائے جاتے ہیں جن کا کام مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمان مہاجرین کو عیسائی بنانا ہے۔

(۶) عیسائیت کی خدمت کے لئے سیاسی اور اِبلاغی عہدوں سے فائدہ اٹھانا

اگرچہ کلیسا سیاست سے کلی طور پر الگ رکھنے کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے لیکن اس کے باوجود پادریوں اور پاپاؤں کی اعلیٰ سیاسی عہدوں پر تعیناتی کروائی جاتی ہے تاکہ اس کے ذریعہ عیسائیت کا پرچار کیا جاسکے۔ افریقہ کے چھ ممالک ٹوگو Togo، کانگو Congo، گیبن Gabon اور زائیر میں قائم مقام کمیٹیوں کے صدر پادری اور پوپ ہوتے ہیں۔

جالیوس نیریری — جو ایک متعصب عیسائی پادری تھا— نے تنزانیہ پر ۲۶ سال تک حکومت کی باوجودیکہ وہاں مسلمانوں کی آبادی ۷۵ فیصد ہے، اس نے اپنے پورے دورِ حکومت میں ملکی وسائل کو اسلام کے خلاف استعمال کیا۔ مسلمانوں کو حق تعلیم اور انتظامی عہدوں سے محروم رکھا۔ انہیں اپنے رسم ورواج اور مذہبی شعائر ادا کرنے کی بھی اجازت نہ تھی، حتیٰ کہ انہیں ملکی شہریت تک سے محروم کردیا گیا۔ دورانِ حکومت اس کی کوئی تقریر بھی اس تذکرہ سے خالی نہ ہوتی تھی کہ وہ عیسائی ہے اور اسے اپنے عیسائی ہونے پر فخر ہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۷۶ء میں قاہرہ یونیورسٹی میں اپنے خطاب کے دوران بھی وہ اس اظہار سے باز نہ رہ سکا۔

کینیا کا سابقہ صدر دانیال آراب موی جو ایک متعصب اور متشدد عیسائی تھا، بھی اسلام دشمنی میں جالیوس نیریری کا ہم مثل تھا۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ 'عالمی چرچ کونسل' نے جنوبی سوڈان میں

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

خانہ جنگی ابھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ وہاں عیسائی باشندوں کی تعداد ۷ فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔اسی طرح جنوبی سوڈان میں باغیوں کا سرغنہ جان جارانگ بغاوت پھیلانے کے لئے گرجاؤں کو بطورِ ہیڈکوارٹر اور اڈّوں کے استعمال کیا کرتا تھا۔

(۷) عالمی اِنعامات اور ایوارڈز سے نوازنا

عیسائیت کی تبلیغ اور اِسلام مخالف سرگرمیوں میں اہم کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کو بطورِ حوصلہ افزائی عالمی نوبل انعامات سے نوازا جاتا ہے۔اس کی تازہ ترین مثال یہ ہے کہ کمیٹی نے اَقوامِ متحدہ کے سابقہ جنرل سیکرٹری آرتھوڈکسی عیسائی پطرس غالی کو بین الاقوامی امن کوششوں اور معاشرتی تفریق کے خاتمہ کے سلسلے میں کوششوں کے صلہ میں عالمی نوبل ایوارڈ سے نوازا جس کی مالیت دو لاکھ پچاس ہزار امریکی ڈالر تھی۔جن کوششوں کی بنا پر وہ اس ایوارڈ کے مستحق قرار دیئے گئے وہ یہ تھے کہ انہوں نے بوسنیا کے مسئلہ کے حل میں اہم کردار ادا کیا۔

(۸) پادریوں کے عالمی تبلیغی دورے

نصرانیت کے بڑے بڑے مبلغین اور مشنریوں کو بین الاقوامی سطح پر مختلف ممالک کے دوروں پر بھیجا جاتا ہے خصوصاً ان ممالک میں جو تبشیری تحریک کا اصل نشانہ ہیں، مثلاً

پوپ یوحنا پولس دوم نے ۵ رفروری ۱۹۸۰ء تا ۲۰ رستمبر ۱۹۹۵ء کے دوران ۴۶ مرتبہ تقریباً ۴۰ رافریقی ممالک کا دورہ کیا۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا پوپ نہیں ہے جس نے اس قدر زیادہ افریقی ممالک کے دورے کئے ہوں۔ان دوروں سے عیسائی تبلیغ کے لئے راہ ہموار ہوئی اور عیسائی مشنریوں کے لئے اپنے غلط اور گمراہ کن نظریات کی ترویج کے لئے راستے کھلے۔اسی طرح حکومتی معاونت اور سرکاری حیثیت سے عیسائیوں کی تبلیغی کارکردگی میں اضافہ ہوا۔

لیکن یہ سوال ابھی باقی ہے کہ عیسائی پوپ افریقی ممالک کے دوروں کا اس قدر اہتمام کیوں کرتے ہیں؟......ان کی اس خصوصی توجہ کا مقصد دراصل یہ ہے کہ افریقی یورپ سے عیسائیت کا دیوالیہ نکل رہا ہے اور عیسائیت کی روح ان کے دلوں سے خارج ہو رہی ہے ۔ باوجود کوشش بسیار کے اسلام سے نفرت اور دشمنی ان کے دلوں میں پختہ نہیں ہوئی، بلکہ اسلام کی فکری قوت نے صائب رائے رکھنے والوں کو متاثر کیا ہے۔ یہ بات عیسائی پاپاؤں کے لئے انتہائی پریشان کن ہے ۔ لہٰذا اس مذہبی قحط کو ختم کرنے کے لئے وہ اس قدر دوروں کا اہتمام کرتے ہیں ۔

علاوہ ازیں ان کثیر دوروں کا مقصد افریقی ممالک میں تبلیغ کرنے والے مشنریوں کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنا اور انہیں ہر قسم کے وسائل مہیا کرنا ہے۔ مذہبی پاپاؤں کے ان دوروں سے نہایت خطرناک

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

نتائج مرتب ہو رہے ہیں اور لوگ کثرت سے عیسائیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ مثلاً پوپ یوحنا پولس کے ۱۹۹۷ء میں لبنان کے دورہ سے جو دور رَس اثرات مرتب ہوئے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ بڑے بڑے ممالک میں تبشیری تنظیمیں اور تبشیری دفاتر قائم کرنے کے لئے بھی عیسائی پادریوں کی طرف سے دوروں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کی تازہ مثال یہ ہے ایک عیسائی پادری عورت ام تریزا نے اپنے دورۂ مصر کے دوران چار عیسائی مدارس کا افتتاح کیا۔ اس کے علاوہ بہت سے جلسوں اور پروگراموں کی سرپرستی کے فرائض سرانجام دیئے۔

(۹) عیسائی مذہبی شخصیات کی کرامات کا پروپیگنڈہ

عیسائی پادریوں کے ہاتھ پر بہت سے معجزات اور خرقِ عادت چیزوں کے وقوع پذیر ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو ان کے مبنی برحقیقت ہونے کا تاثر دیا جاتا ہے۔ اس کا اندازہ اس مثال سے کیا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں ایک امریکی پادری نے متعدد امریکی ریاستوں کا دورہ کیا، وہاں کے

امریکہ میں عیسائی مبلغین کو مہیا کی جانے والی سہولیات کی رپورٹ

- ☆ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں 600 سکول ان عیسائی مبلغین کے بچوں کے لیے مخصوص ہیں جو افریقہ اور ایشیا کے مختلف علاقوں میں دعوت وتبلیغ میں مصروفِ کار ہیں۔
- ☆ امریکہ میں ایسی مخصوص کمپنیاں ہیں جو عیسائی پاپاؤں اور مشنریوں کے سامان وغیرہ کو دنیا کے کسی بھی ملک میں نہایت کم قیمت پر منتقل کرنے کا اہتمام کرتی ہیں۔
- ☆ بعض مخصوص کمپنیاں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں چھٹیاں گزارنے کے لیے آئے ہوئے پاپاؤں اور مشنریوں کو رہائش مہیا کرتی ہیں۔
- ☆ بعض مخصوص کمپنیاں وہاں چھٹیاں گزارنے کے لیے آئے ہوئے پاپاؤں اور مشنریوں کو دیگر فرموں کے مقابلے میں سیر وسیاحت کے لئے نہایت ارزاں قیمت پر گاڑیاں مہیا کرتی ہیں۔
- ☆ امریکہ میں ایسے عمدہ اور معیاری ہسپتال ہیں جو صرف پاپاؤں، مشنریوں اور ان کے اہل خانہ کے علاج کے لیے مخصوص ہیں۔ وہاں ایسی مخصوص کمپنیاں ہیں جو عیسائی مشنریوں اور مشنری بھیجنے والے اداروں کے مالی اخراجات کی متحمل ہوتی ہیں۔ مشنریوں کو ریٹائرمنٹ کے بعد بلند معیارِ زندگی مہیا کرنے کی ضمانت دیتی ہیں۔ اسی طرح بعض کمپنیاں ایسی ہیں جو مشنریوں کے بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرتی ہیں۔
- ☆ وہاں بعض کمپنیاں ایسی ہیں جو مشنریوں کو دہشت گردی اور ہنگامی حالات اور عسکری انقلابات میں کاروائی کرنے کے طریقہ ہائے کار کی ٹریننگ دیتی ہیں (البیان)

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

گرجا گھروں نے اسے خوب اعزاز سے نوازا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کو زندہ کرسکتا ہے۔ وہ وہاں ایک مہینہ رہا اور تقریباً ۲۰۰ کے قریب مسلمان اس سے متاثر ہوکر عیسائی بن گئے۔ آخر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ لوگوں کے سامنے اس کی جعلی کرامتوں کا پول کھل گیا اور یہ ذلیل ورسوا ہوکر وہاں سے نکل گیا۔ اس طرح کہ لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ یہ بعض لوگوں کو رقم دیتا ہے اور وہ اس کے حکم کے مطابق جان بوجھ کر اپاہج اور اندھے بن کر اس کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر یہ ان سے کہتا کہ اگر وہ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لے آئیں تو وہ انہیں صحت یاب کردے گا۔ یہ لوگ عیسائیت قبول کرنے کا اعلان کرتے اور ساتھ ہی اپنی اصلی حالت میں آجاتے۔

(۱۰) عیسائیت کی تبلیغ بذریعہ سینما

عیسائی مشنریوں نے کینیا کی افریقی بستیوں میں تصیری فلمیں دکھانے کا کام شروع کیا ہے اور مختلف سینما گھروں میں فلم دیکھنے کے لئے جانے والے مسلمانوں کی تعداد ۲۰۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔ ان میں سے ۶۵ مسلمان عیسائیت سے متاثر ہوچکے ہیں۔ مقامِ حیرت ہے کہ عیسائی مشنریوں کی امدادی سرگرمیاں کس قدر زیادہ ہیں اور کس قدر تیزی سے وہ مسلمانوں کا تعاقب کررہے ہیں اور اس کے بالمقابل مسلمان کس قدر غفلت کا شکار ہیں!!

اب ملاحظہ فرمائیے کہ وہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے کس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں:

- ☆ قاہرہ میں منعقد ہونیوالے ایک بین الاقوامی کتاب میلہ میں بے شمار تصیری فلمیں فروخت ہوئیں۔ ان میں سے ایک فلم یسوع مسیح Jesus کے متعلق تھی۔ جس میں حیاتِ مسیح اور ان کے معجزات کی تصویر کشی کی گئی تھی۔ غرض اس قسم کی بے شمار فلمیں وہاں نہایت سستے داموں فروخت ہوئیں۔
- ☆ امریکہ میں پروٹسٹنٹ فرقہ کے ایک گرجا گھر کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے متعلق ایک فلم منظر پر آئی جس پر کئی ملین ڈالر خرچ ہوئے تھے۔ ۵۰۳ ملین افراد نے یہ فلم دیکھی، ان میں سے ۳۳ ملین افراد نے نصرانیت کے بنیادی نظریات کو تسلیم کرلیا۔ یہ فلم ۱۹۷ ممالک میں دیکھی گئی۔ ۳۸۰ تصیری تنظیموں نے اس فلم سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے دعوتی پروگراموں میں اسے دکھایا۔ علاوہ ازیں ۲۴۱ مختلف زبان میں اس کا ترجمہ ہوچکا ہے اور مزید ۱۰۰ زبانوں میں اس کا ترجمہ تکمیل کے مراحل میں ہے اور ۳۲۰ تنظیموں کو اس کی سرکولیشن کا کام سونپا گیا ہے۔

(۱۱) مسلم علاقوں میں عیسائیوں کی آبادکاری

مسلم اقلیتی علاقوں میں عیسائیوں کو لاکر آباد کیا جاتا ہے، تاکہ ان علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کے دلوں سے اسلامی روح کو ختم کیا جائے اور اسلامی ثقافت کو مغربی ثقافت سے تبدیل کردیا جائے۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں:

☆ روس سے آنیوالے نصرانیوں کو یونان کے مسلم اکثریتی علاقہ تراقیا العربیة میں لاکر آباد کیا گیا۔

☆ بوسنیا کے مسلمانوں کو ان کے علاقوں سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا تاکہ وہاں آرتھوڈکس سربوں اور کروات (یوگوسلاویہ کا ایک خطہ) کے کیتھولک عیسائیوں کو آباد کیا جاسکے۔ ۱۹۹۵ء کے نصف تک ان مہاجر مسلمانوں کی تعداد ۱۷ لاکھ، ۳۰ ہزار تک پہنچ چکی تھی جو اپنے گھروں سے بے دخل دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، صرف اس لئے کہ ان کو ان کے گھروں سے بے دخل کردیا گیا۔ پھر دوسری مرتبہ یہی عمل کوسووا کے مسلمانوں کے ساتھ دہرایا گیا۔

☆ چین کے مغربی صوبوں میں بھی یہی گھناؤنا کھیل کھیلا گیا، صرف اس لئے کہ وہاں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ پورے چین میں مسلمانوں کی تعداد ۹۳ ملین ہے جو کل آبادی کا ۱۰ فیصد ہے اور یہ دنیا کی سب سے بڑی مسلم اقلیت تصور کی جاتی ہے۔ چنانچہ ہوا یہ کہ چینی حکومت نے مسلم اکثریتی صوبہ نیتفشیا سے مسلمانوں کو اٹھا کر تقریباً دس لاکھ غیر مسلموں کو یہاں لاکر آباد کردیا۔ اسی طرح ایک کروڑ ۳۰ لاکھ غیر مسلموں کو مسلم اکثریتی علاقہ 'مشرقی ترکستان' میں منتقل کردیا۔ اگر یہ گھناؤنا کھیل اسی طرح جاری رہا تو بعید نہیں کہ مسلمان اقلیت غیر مسلموں کے درمیان گھل کر اور بکھر کر رہ جائے۔

☆ ناٹو کے حملوں کے دوران یوگوسلاویہ (Serbia) کے کیتھولک گرجوں کے چیئرمین نے اپنی قیام گاہ کو بلغراد سے کوسووا کی طرف اس لئے منتقل کرلیا تاکہ وہ سرب عیسائی باشندوں کو وہاں سے ہجرت کرنے سے روک سکے۔

(۱۲) دفتری کاغذات پر عیسائیت کی تبلیغ

بہت سے مالیاتی اِداروں اور فرموں کی طرف سے دفتری معاملات کے جو کاغذات اور چیک شائع کئے جاتے ہیں، ان کے پیچھے نصرانی علامات (صلیب وغیرہ) نقش ہوتی ہیں اور جوانب پر انجیل کے کلمات درج ہوتے ہیں۔ اس سے ایک طرف تو ان کمپنیوں اور فرموں کے ملازمین اور ورکروں کے درمیان عیسائیت کی اشاعت کی جاتی اور دوسری طرف یہ تاثر دے کر کہ اس سے مال میں برکت ہوگی، متعصب عیسائی سرمایہ کاروں سے مال بٹورا جاتا ہے۔ پھر حیران کن بات یہ ہے کہ ان مالیاتی اداروں اور فرموں کو چرچوں کی مکمل حمایت حاصل ہوتی ہے اور دائیں بازو کی سیاسی جماعتوں کی طرف سے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

(۱۳) مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز عبارتوں سے گریز

اس زمانہ میں عیسائیوں نے صلیبی دور کا کھلا ہوا معاندانہ انداز مصلحتاً ترک کردیا ہے لیکن مقصد کے نشتر اور تیز کردیئے ہیں۔اس کا آغاز انہوں اس طرح کیا کہ استعماری بالادستی کے وہ کلمات جو مسلمانوں کے ذہنوں میں منقش ہوچکے تھے، ان کا استعمال ختم کردیا ہے۔ ان میں سے ایک وہ مشہور عبارت ہے جسے عیسائی مشنری عموماً استعمال کیا کرتے تھے کہ ''کروڑوں مسلمان جہنم کا ایندھن بنیں گے جب تک کہ وہ مکمل طور پر عیسائی نہیں بن جاتے''۔ اس طرح لفظ 'مشنری' کا استعمال بھی انہوں نے بند کردیا ہے۔ بلکہ معاملہ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ تنصیری تحریک کے منتظمین مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے اکثر وہ نام اور عبارات استعمال کرتے ہیں جو مسلمانوں کے ہاں مروّج ہیں۔ مثلاً تنصیری ریڈیو کے ایک پروگرام کا نام انہوں نے 'نور علیٰ نور' اور اس کے ڈائریکٹر کا نام شیخ عبداللہ رکھا ہے۔ نیروبی میں قائم ایک ہسپتال کا نام 'اسم اللہ' رکھا گیا ہے اور گرجا گھروں کے نام 'بیوت اللہ' رکھتے ہیں۔ جس سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ یہ گھر اللہ کی عبادت اور ذکر کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔

(۱۴) مسلمانوں کے عقائد ونظریات میں تشکیک پیدا کرنا، انہیں خلط ملط کرنا:

اس مقصد کے لئے اگر عیسائی مشنریوں کو اپنے موقف سے ہٹنا بھی پڑے تو پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے محبت، مشابہت اور چاپلوسی کا اظہار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور مسلمانوں میں شکوک وشبہات کو ہوا دیتے ہیں۔ جب عیسائی مشنریوں نے یہ دیکھا کہ انسان جس دین کو اختیار کرلیتا ہے اور اسے اپنے لئے دنیا وآخرت کا نجات دہندہ سمجھتا ہے تو انتہائی مشکل ہے کہ وہ اس دین کو چھوڑ کر کوئی اور دین قبول کرلے۔ خاص طور پر مسلمان کو عیسائی بنانا اور زیادہ مشکل ہے کیونکہ اسلام اور عیسائیت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ لہٰذا انہوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ مسلمانوں کو مرحلہ وار اسلام سے نصرانیت کی طرف لایا جائے۔ چنانچہ وہ سب سے پہلے آہستہ آہستہ مسلمان کی اپنے دین سے وابستگی کو کم کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان اسلام کے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہوجاتا ہے اور عیسائیت اسے زیادہ اچھی اور بھلی لگنے لگتی ہے۔ بلاشبہ اگر اس پرفریب اور مکروہ سیاست کا اور کوئی خطرہ نہ بھی ہوتا تو یہی خطرہ کافی تھا کہ مسلمانوں کو ان کے دین کے متعلق شکوک وشبہات کا شکار کردیا جائے۔ سادہ اور جاہل مسلمان بڑی آسانی سے ان کی اس پالیسی کا شکار بن جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو شکوک وشبہات کا شکار کرنا عیسائی مشنریوں کا خاص ہدف ہے۔ اب وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے یا انہیں عیسائیت کی ترغیب دینے کی بجائے اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ بس انہیں دین اسلام سے بیگانہ کردیا جائے۔ کیونکہ ان کا غالب نظریہ یہ ہے کہ عیسائیت کو قبول کرنا اس قدر بڑا شرف ہے جس کا مسلمان مستحق نہیں ہوسکتا، اس لئے وہ مسلمان کو

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

عیسائیت میں داخل کرنا پسند نہیں کرتے۔ شاید کہ بعض مثالیں ہمارے اس دعویٰ کی حقیقت کو واضح کرسکیں۔

☆ بعض تنصیری تنظیموں نے متعدد امریکی ممالک میں انجیل کا عربی زبان میں ترجمہ کرکے شائع کیا۔ اور اسے قرآن کی طرز پر نہایت خوبصورت انداز میں لکھا۔ اس کے ہر باب کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کیا گیا تھا اور قرآن کی طرح تمام کلمات پر اِعراب لگائے گئے تھے۔ زیادہ سے زیادہ قرآنی کلمات کے انتخاب کی کوشش کی گئی تھی، مثال کے طور پر ایک عبارت ملاحظہ فرمائیے:

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَنْتَظِرُوْنَ، اِعْمَلُوْا فِیْ سَبِيْلِهِ وَاحْذَرُوْهُ كَمَا يَحْذَرُ الْخَدَمُ سَاعَةً يَرْجِعُ مَوْلَاهُمْ فَمَا هُمْ بِنَائِمِيْنَ، قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ أَيُرِيْدُنَا مَوْلَانَا بِهٰذَا أَمْ يُرِيْدُ النَّاسَ أَجْمَعِيْنَ؟ فَضَرَبَ لَهُمْ عِيْسٰى مَثَلاً

غور فرمائیے کہ مذکورہ عبارت عربی گرامر کی کس قدر غلطیوں سے بھرپور ہے۔

عیسائیوں کا انجیل کو قرآن کی طرز پر لکھنا گویا ان کی طرف سے یہ اعتراف ہے کہ دین عیسائیت شدید ناکامی سے دوچار ہوچکا ہے اور انجیل اپنی تحریف اور تبدیلی کے بعد اپنے دشمنوں کو تو کیا اپنے پیروکاروں کو بھی راہِ ہدایت دکھانے پر قادر نہیں ہے، اس لئے وہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں تاکہ وہ انجیل کو قرآن سمجھ کر مان لیں۔

☆ اسی طرح وہ انجیل کی تلاوت بھی قرآنِ مجید کی طرز پر کرتے ہیں۔

☆ کویت میں یہ لوگ اپنی نماز ہفتہ کی بجائے جمعہ کو ادا کرتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ وہ نماز مسلمانوں کی نماز کی طرح ادا کرتے ہیں۔

☆ عیسائی مشنری، مسلمان داعیوں اور مشائخ کا بھیس بدل کر دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ افریقہ کے بیشتر ممالک میں ایسا ہورہا ہے۔

☆ یہ لوگ اپنے گرجے مساجد کے ڈیزائن پر بناتے ہیں اور مسجد کی طرح اس میں محراب اور مینار تعمیر کرتے ہیں۔

☆ جن اُصول اور شعائرِ اسلامیہ کے بارے میں یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمان انہیں چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوں گے، ان میں یہ مسلمانوں کے ساتھ مفاہمت کرلیتے ہیں۔ مثلاً تعددِ زوجات کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ بعض افریقی قبائل میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا رواج ہے اور نصرانی ہونے کی صورت میں ان کا سب بیویوں کو چھوڑ کر ایک پر اکتفا کرنا نہایت مشکل ہے تو عیسائی مشنری انکے نصرانیت میں داخل ہونے اور متعدد شادیاں کرنے کو اس بات پر ترجیح دیتے ہیں کہ وہ اسلام پر باقی رہیں۔ پھر اگلے مرحلہ میں وہ انہیں آمادہ کرلیتے ہیں کہ ان میں سے ایک منتخب کرلو اور باقی چھوڑ دو۔ اسی طرح وہ ختنہ کے معاملہ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ موافقت کرلیتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

(۱۵) اسلام کے متعلق شکوک وشبہات کو ہوا دینا

نہایت احسن طریقے سے یہ لوگ مسلمانوں کے سامنے شکوک وشبہات کو ہوا دیتے ہیں اور نصرانیت کو دلکش بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اس طریقے سے عیسائی مشنری اسلام کی حقیقی صورت اور اس کے شعائر کو بالواسطہ یا بلا واسطہ مسخ کر رہے ہیں۔ وہ سرعام اسلام کو رِجعت پسندی اور دہشت گردی کا طعنہ دیتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

☆ ہالینڈ Nederland کے ایک کنیسا نے وسیع پیمانے پر ایک رپورٹ شائع کی کہ اسلام ایک جھوٹا دین False Religion ہے اور پورے عالم کے لئے شدید خطرہ کا باعث ہے۔

☆ ایک تبشیری تنظیم نے ایک مسجد کی تصاویر شائع کیں جس میں مسلمانوں کو نماز پڑھتے دکھایا گیا تھا اور تصاویر کے نیچے لکھا تھا ''دہشت گردی کا اڈّہ''!

☆ ان افریقی ممالک میں کام کرنے والے اسلامی مراکز کے خلاف ٹیلیویژن پر نشریاتی اور پروپیگنڈہ مہم چلائی جاتی ہے اور ان مراکز کو اسلامی ممالک کا ایجنٹ قرار دیا جاتا ہے اور انہیں مذہبی جنگ کی منصوبہ بندی کرنے کا الزام دیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ احمد دیدات کے عالمی ادارہ 'مرکز الدعوۃ الاسلامی' کے ساتھ بھی پیش آچکا ہے۔

(۱۶) تبشیری لٹریچر سے ناجائز فائدہ اُٹھانا

تبشیری تحریک اور اس کے مشنریوں نے مسلمانوں کے درمیان اپنے گمراہ کن نظریات کا زہر پھیلانے کے لئے ثقافت واَدب کے میدان کو بطورِ وسیلہ کے ناجائز استعمال کیا پھر اس گھناؤنے منصوبے کے پیش نظر مسلمانوں کو عیسائی بنانے اور ان کے عقائد کو متزلزل کرنے کے لئے صرف تعلیم، طب اور اجتماعی وسائل پر ہی اکتفا نہ کیا گیا بلکہ اس کے لئے تہذیب وثقافت اور لٹریچر کا بھی ناجائز استعمال کیا گیا۔ اب اس کا دائرہ کار آہستہ آہستہ وسیع ہو رہا ہے اور مسلمانوں کی بڑی تعداد اس کا ہدف بن رہی ہے۔ عیسائی مشنریوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو بڑھانے کے لئے مختلف کتابیں، قصے اور حکایات لکھنے کا کام شروع کیا۔ حتیٰ کہ وہ ادب کی دنیا میں تبشیری لٹریچر کے نام سے معروف ہو کر مختلف ادبی رنگوں مثلاً ناول، قصیدہ، ڈرامہ، مقالات اور فلموں کی صورت میں پیش کیا جاتا رہا اور یہ تمام لٹریچر عیسائیت کو اختیار کرنے کی دعوت اور اسلام سے نفرت کے جذبہ سے بھرپور تھا۔

پھر اس میدان میں تنہا تبشیری لٹریچر ہی سرگرم نہیں تھا بلکہ بے شمار اِدارے بھی تعلیم وتربیت کے بہانے ان علاقوں میں تبشیری لٹریچر کے شریکِ کار تھے جو سیاسی عسکری اور فکری اعتبار سے حملہ آوروں کے زیر تسلط رہ چکے تھے۔ اور پھر تبشیری لٹریچر بھی کوئی سادہ اور سطحی قسم کا نہ تھا بلکہ اس میں تمام ممکنہ فنی اور

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

آزمودہ ذرائع انتہائی چالاکی، مہارت اور سمجھ بوجھ سے استعمال کئے گئے تھے۔ زہر کی تلخیوں کو تحقیق کے شہد میں اس طرح چھپایا گیا تھا کہ کام ودہن کو تو تلخی محسوس نہ ہو لیکن رگ و پے میں زہر اتر جائے۔ صراحت کی بجائے اشاروں کنایوں سے کام لیا گیا تھا۔ قصہ مختصر کہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ان لوگوں کو زمین جہاں بھی ہموار اور زرخیز نظر آئی انہوں نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ عام طور پر تبشیری لٹریچر میں جن طریقوں کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے، ان کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ بشپوں اور راہبوں کو فرشتہ صفت اور نابغہ روزگار ہستی بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ انہیں خطرات سے ٹکراتے ہوئے دکھایا جاتا ہے اور خوبصورت جسمانی خدوخال، وجیہ چہرہ کے ساتھ ساتھ شاندار لباس زیب تن کئے ہوئے ظاہر کیا جاتا ہے۔

۲۔ بشپ کو صبر وتحمل، بردباری، جاں نثاری اور سرفروشی کا پیکر بنا کر دکھایا جاتا ہے۔

۳۔ تبشیری مؤلفین کا یہ بنیادی نصب العین ہے کہ مفہوم خواہ کتنا عمیق ہو البتہ اسلوب عام فہم اور تکلف سے پاک ہونا چاہئے اور عبارت گنجلک اور پیچیدہ تو بالکل نہ ہو۔

۴۔ اسلام کی حقیقی صورت کو بالواسطہ طریقہ سے بگاڑ کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اسلام میں تحریف ہوچکی ہے۔

۵۔ خوبصورت اقدار و روایات کو نہایت سائنٹفک طریقے سے محفوظ کرنا کیونکہ اس کے بغیر نہ مطلوبہ مقصد حاصل ہوسکتا اور نہ اسلام کو مغلوب کرنے کا منصوبہ کامیاب ہوسکتا ہے۔

یہ بات ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ تنصیری تحریک سب سے بڑی اسلام دشمن تحریک ہے۔ وہ لٹریچر اور فنون اسی کی صحیح جگہ پر رکھتی ہے، اس کے لئے منصوبہ بندی کرتی اور اس کے لئے ضروری وسائل مہیا کرتی ہے۔ تنصیری لٹریچر کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرواکے اسے عالم اسلام کے گوشے گوشے میں پھیلاتی ہے۔ پھر اسے مختلف نقادوں کی طرف تبصرہ کرنے اور مقدمہ لکھنے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس کے بعد ان نقادوں، کتب کے مصنّفین کو بڑے بڑے عالمی ایوارڈز سے نوازا جاتا ہے۔ اس طرح گویا عیسائی لٹریچر کی عالمی سطح پر تشہیر کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس تنصیری لٹریچر کو سینماؤں، ٹیلیویژن اور ڈراموں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور بڑے بڑے مصنّفین کو اس 'کارِ شر' میں شرکت کرنے کے لئے ابھارا جاتا اور انہیں بلند و بالا اَلقابات سے نوازا جاتا ہے۔

مغربی تبشیری لٹریچر میں صرف مشنریوں اور بشپوں کے اَخلاقی محاسن بیان کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ مغربی لٹریچر کا ہدف یہ اُمور بھی ہیں:

۱۔ اسلام کی حقیقی شکل کو مسخ کرنا، مسلمان اور اس کے نظریاتی عقائد پر مبنی ورثہ کی توہین کرنا۔

www.KitaboSunnat.com

۲۔ وہ مغربی افکار جو عیسائیت سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں، ان کو پھیلانے کے لئے راستہ ہموار کرنا۔ شائد اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مغربی طرزِ فکر اسلامی نظریات کے منافی ہے۔ اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مغربی دنیا اسلامی تعلیمات سے کس قدر تجاہل عارفانہ کا مظاہرہ کررہی ہے۔

پہلے پہل اسکندر، دوین، بریدو، روسو اور وولٹیر Voltair جیسے ناول نگاروں نے تبشیری ناول لکھے اور ان کی زہر آگیں قلموں نے اسلام کو سب وشتم کا نشانہ بنایا۔ محمدﷺ کے بارے میں Voltair کے زہر آلود قلم سے نکلنے والے ناول کے متعلق توفیق الحکیم کا تبصرہ ملاحظہ فرمایئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے محمد(ﷺ) کے متعلق وولٹیر کا ناول پڑھا تو مجھے شرمندگی ہوئی کہ اس رائٹر کا شمار تو آزاد خیال مفکرین میں سے ہوتا ہے، اس کے باوجود اس نے اپنے ناول میں نبیﷺ کو سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا، اور اس کی اس مذموم حرکت کی وجہ مجھے سمجھ نہ آئی۔ لیکن میری یہ حیرت اس وقت ختم ہوگئی جب میں نے دیکھا کہ وہ اپنا یہ ناول چودھویں پوپ (بنوا) کو پیش کررہا تھا۔ توفیق الحکیم مزید لکھتا ہے:

> ''اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے وولٹیر پر پوپ کی تنقید پڑھی جو بہت معمولی اور مکارانہ تھی جس میں دین کے متعلق اس نے ایک لفظ بھی نہیں بولا بلکہ تمام ادبی اسلوب کے گرد گھومتی تھی۔''

اب وہ اعداد وشمار ملاحظہ فرمائیں جو مجلّہ International Bullettin of Missionary Research میں عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق ۱۹۹۰ء کی رپورٹ میں شائع کئے گئے تھے:

تبشیری سرگرمیوں میں کام کرنے والی تنظیمیں	21000
عیسائی مبلغین تیار کرنے والے ادارے	3,970
عیسائیت کی تعلیم دینے والے ادارے	92,200
ملکی مشنریوں کی تعداد	39,23000
غیر ملکی مشنریوں کی تعداد	2,85,250
شائع ہونے والے تبشیری رسائل وجرائد	238
تقسیم کئے جانے والے انجیل کے نسخے	129 ملین
کلیسا کے فنڈ کی مقدار	157 بلین امریکی ڈالر
جدید موضوعات پر لکھے جانے والے کتابچے	65,600
کام کرنے والے ریڈیو اسٹیشن اور ٹی وی چینلز کی تعداد	2160
ہر ماہ سامعین اور حاضرین کی تعداد	1,369,620,600

magazine.mohaddis.com

☆ اسی مجلّہ کی عیسائیت کی تبشیری سرگرمیوں کے بارے میں ۱۹۹۶ء کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیے :

تبشیری تنظیموں کی تعداد	4500
عیسائی مبلغین بھیجنے والی تنظیمیں	23200
ملکی مشنریز	4635500
بیرونی ممالک میں کام کرنے والے مشنریز	398000
چرچ کو ملنے والے فنڈز	193 بلین ڈالر
تبشیری مشن کے لئے کام کرنے والے کمپیوٹرز	206961000
تقسیم کئے جانے والے انجیل کی نسخے	178317000
شائع ہونے والے تبشیری رسائل وجرائد	30100
کام کرنے والے ریڈیو اور ٹیلی ویژن چینلز	3200

کیتھولک مشنریز جو مختلف سالوں میں امریکہ سے دیگر ممالک میں تبلیغ کیلئے بھیجے گئے

(عبدالرحمٰن السمط کی کتاب لمحات عن التنصير في أفريقيا سے اقتباس)

1960ء میں بھیجے جانے والے مشنریز 6782 ...... 1964ء میں 7146 مشنریز...... 1968ء میں 9655 مشنریز...... 1972ء میں 7656 مشنریز...... 1976ء میں 7010 مشنریز...... 1980ء میں 6601 مشنریز...... 1984ء میں 6393 مشنریز...... 1988ء میں 6063 مشنریز...... 1992ء میں 6037 مشنریز......اور 1996ء میں 6063 مشنریز امریکہ تبلیغ کے لئے بھیجے گئے۔

دنیا بھر میں انجیل کو پھیلانے کی مہم

حالیہ اَعداد وشمار کے مطابق روئے زمین پر تقسیم کیے جانے والے انجیل کے نسخوں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ماضی میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ موجود تعداد گزشتہ سال کی نسبت 140 فیصد زیادہ ہے یہ اعداد وشماران انجیلوں کے متعلق ہیں جو صرف امریکی تنظیموں کی طرف سے تقسیم کی گئیں۔

اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے جو ایک ہوش مند مسلمان کو چونکا دینے کے لئے کافی ہے :

براعظم افریقہ میں تقسیم کیے جانے والے نسخوں کی تعداد	4,208,568
براعظم ایشیا میں تقسیم کیے جانے والے نسخوں کی تعداد	25,6977,601
مشرقِ وسطیٰ اور یورپ میں	15,763,62

اسی طرح چینی حکومت نے نیانگنگ شہر کے امیتی پریس انجیل کے 15 ملین نسخے چھاپنے کی

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

اجازت دی ہے۔(تنظیماتِ انجیل، امریکہ کی عالمی رپورٹ ۱۹۷۹ء سے اقتباس)......(البیان)

۴ ہزار مشنری تنظیمیں جو لوگوں کو عیسائی بنانے کے میدان میں سرگرم ہیں

اس وقت سب سے زیادہ خطرناک وہ چرچ ہیں جو بیرونی ممالک میں نہایت منظّم طریقہ سے تبشیری دعوتی کام انجام دے رہے ہیں۔ اس وقت وہاں ۴ ہزار ایسی عیسائی تنظیمیں ہیں جو نہایت تندہی اور مستعدی سے اس کام میں مگن ہیں اور ان اداروں کے تحت کام کرنے والے مشنریوں کی تعداد 262300 ہے جن کا کام صرف دعوت وتبلیغ ہے اور چرچ ان پر سالانہ ۸/بلین ڈالر خرچ کرتا ہے۔ اور ہر سال ایسی دس ہزار کتب اور مقالے شائع کیے جاتے ہیں جو عیسائی تبلیغ پر مشتمل ہوتے ہیں۔(البیان)

.........مراجع ومصادر.........

(۱) التبشير والاستعمار فی البلاد العربية للدكتور وليد الخالدي والدكتور عمر فروخ.

(۲) القدس بين الوعد الحق والوعد المفترى ، د/ سفر الحوالی .

(۳) الإسلام على مفترق الطرق ، محمد أسد

(٤) إصدارات لجنة مسلمی إفريقيا (تصدر فی الكويت، الأمين العام د/عبد الرحمن السميط)

- مجلة 'الكوثر' الأعداد ، ۲، ۳، ٤، ٦.
- مجلة 'أخبار اللجنة' الأعداد: ۱، ۱۸، ۱۹، ۲۰ .
- مجلة 'الدراسات' العدد الأول

(٥) مجلة الوعي الإسلامی (الصادرة عن وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بالكويت) الأعداد : ۳۵۰، ۳٤۱، ۳۷۸.

(٦) مجلة الرابطة : (الصادرة عن رابطة العالم الإسلامی بجدة) العدد : ۳٦۸ .

(۷) مجلة التوحيد : (الصادرة عن جماعة أنصار السنة المحمدية بمصر) العدد : ٥ السنة ۲۷

(۸) مجلة المختار الإسلامی : الأعداد : ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۷۱ .

(۹) جريدة المسلمون : ٥۷٤ ، ٦٥۹ .

(۱۰) جريدة أخبار اليوم بتاريخ ۱۹۹۷/۸/۲۳م .

(۱۱) جريدة الأهرام بتاريخ: ۱، ۱۱، ۱۹۹۷/۵/۲۸م/ ۱۱، ۱٤، ۱۹۹۷/۹/۱٤م/ ۱۹۹۷/۱۲/۱۳م ۱۹۹۸/۲/۱۳م/ ۱۹۹۸/۳/۳م/ ۱۹۹۸/۱۲/۱۳م/ ۱۹۹۹/۳/۳۰م/ ۱۰، ۹، ۱۹۹۹/۵/۹م

(۱۲) جريدة وطنی (لسان حال الأقباط بمصر) ، الأعداد : ۱۸۳۷ - ۱۸٦۰ .

(۱۳) يوميات ألمانی مسلم ، د/ مراد فريد هوفمان : (ترجمة عباس رشدی العماری).

www.KitaboSunnat.com

فتنہ لسانیت

محمد عطاء اللہ صدیقی

پنجابیت، اسلامی قومیت اور پاکستان

فکری سرطان میں مبتلا پاکستانی دانش باز اسلام اور پاکستان کے خلاف اپنے خبثِ باطن کے اظہار کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ۱۳/اپریل اور ۱۶/اپریل ۲۰۰۱ء کے دوران لاہور میں منعقدہ چار روزہ عالمی پنجابی کانفرنس کی جو تفصیلات قومی پریس میں شائع ہوئی ہیں، اس سے یہ نتیجہ اَخذ کرنا مشکل نہیں ہے کہ یہ کانفرنس یہود وہنود لابی کی پاکستان کے خلاف مذموم سرگرمیوں کا تسلسل تھی۔ پنجابی زبان و ادب کے پردے میں نظریۂ پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کے لئے اس کانفرنس کو مارکسی پہلوانوں نے اکھاڑے کے طور پر استعمال کیا۔ کانفرنس کا ایجنڈا ہر اعتبار سے سیاسی نوعیت کا تھا۔ اگرچہ ورلڈ پنجابی فاؤنڈیشن نے اس کانفرنس کا اہتمام کیا تھا مگر اس کے کرتا دھرتا اور روح رواں پاک انڈیا فرینڈ شپ، عاصمہ جہانگیر کا انسانی حقوق کمیشن اور دیگر این جی اوز تھیں جو گذشتہ ایک برس سے پاکستان اور انڈیا کے درمیان 'امن' کے قیام کے امریکی ایجنڈے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں سرگرم عمل ہیں۔

پاکستان کی طرف سے اس کانفرنس کے منتظمین میں اشتراکی دانش بازوں کا وہ گروہ پیش پیش رہا جو نظریۂ پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کو اپنی ترقی پسندی اور 'روشن خیالی' کے اظہار کے لئے بوجہ ناگزیر سمجھتا ہے۔ فخر زمان جو پنجابی ورلڈ فاؤنڈیشن کے وائس چیئرمین بھی ہیں، گذشتہ ایک برس سے اس کانفرنس کے انتظامات کو آخری شکل دینے میں لگے ہوئے تھے۔ عبداللہ ملک جو اشتراکیت کے متعلق وفاداری بشرطِ استواری کے مسلک پر یقین رکھتے ہیں، فخر زمان کے دست و بازو بنے رہے۔ معراج خالد، حمید اختر، افضل توصیف، طاہرہ مظہر علی اور عاصمہ جہانگیر نے اس کانفرنس کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ کانفرنس پاکستان دشمن بائیں بازو کے دانش بازوں کا ایک شو تھا جسے انہوں نے اپنے انتہا پسندانہ خیالات کے اظہار کے لئے بھرپور استعمال کیا۔ اس کانفرنس میں پاکستان کے علاوہ انڈیا، کینیڈا، انگلینڈ اور دیگر ممالک سے سکھ اور ہندو مندوبین بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ پنجابی زبان و ادب کے نام پر ہونے والی اس کانفرنس کے مقررین نے جن خیالات کا اظہار کیا، اس کی بعض تفصیلات درج ذیل ہیں :

(۱) کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں بھارتی وفد کے سربراہ سردار ستیندر سنگھ نور نے کہا کہ پنجابیت کی حیثیت ایک آئیڈیالوجی کی ہے۔ پنجابیت مذہب سے بڑی سچائی ہے۔ ہم پہلے پنجابی ہیں، بعد میں ہندو، مسلمان اور سکھ۔ (روزنامہ انصاف، نوائے وقت)

ہم سارے پنجابیت سے جڑے ہوئے ہیں۔ ملک بنانے کی وجوہات اور اختیار عوام کے پاس نہیں ہوتے، ملک دو بن جاتے ہیں مگر پنجابیوں کے درمیان کوئی دیوارِ برلن نہیں۔ (جنگ)

(۲) بھارتی خاتون ہرجندر کور اور چند دیگر مقررین نے کہا کہ تقسیم کی دیوار کو گرانا چاہئے۔ ایک مقرر نے

magazine.mohaddis.com

پنجابیوں کو طعنہ دیا کہ جرمنوں نے دیوارِ برلن گرا دی،لیکن پنجابی یہ دیوار نہیں گرا سکے۔ (روزنامہ انصاف، نوائے وقت،تکبیر)

(۳) متعدد کتابوں کے مصنف ڈاکٹر منجیت سنگھ نے تجویز پیش کی کہ بھارت اور پاکستان کے پنجابی علاقوں میں ویزا کی پابندی ختم کردینی چاہئے۔ (تکبیر)

(۴) بھارتی شاعر سنتوش سنگھ دھیرا نے اپنی پنجابی نظم میں کہا کہ پاکستان اور بھارت کی جنگ سے پنجابی مرتے ہیں، لہٰذا یہ جنگیں نہیں ہونی چاہئیں۔ (تکبیر: ۲۵/اپریل)

(۵) بھارتی اداکار اور پارلیمنٹ کے رکن راج ببر نے کہا کہ مذہب یا عقیدہ ایک دوسرے کی پہچان نہیں ہوتے بلکہ زبان ہوتی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ میں جب لکھنؤ جاتا ہوں تو ویزا نہیں لینا پڑتا، جب مالیر کوٹلہ جاتا ہوں تو مجھے ویزا نہیں لینا پڑا لیکن جب میں لاہور آتا ہوں تو مجھے ویزا کیوں لینا پڑتا ہے؟ آج ہم یہ فیصلہ کرکے اٹھیں کہ ہمیں تمام دیواریں گرا دینی ہیں۔ (تکبیر صفحہ ۲۲)

بھارتی مقررین کے ان زہریلے خیالات کے بعد پاکستانی 'دانشوروں' کے ارشادات ملاحظہ کیجئے :

(۱) سابق وزیراعلیٰ پنجاب اور سابق وزیراعظم پاکستان ملک معراج خالد نے کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''پاکستان اور بھارت دو ملک بن چکے ہیں، مگر پنجابیوں کے دلوں میں کوئی دیوار نہیں ہے۔'' (نوائے وقت، ۱۵/اپریل)

(۲) اشتراکی ٹولے کی اہم خاتون رکن افضل توصیف، جو لاہور کے ایک کالج میں پڑھاتی ہیں اور کالم نگاری کا شوق بھی رکھتی ہیں، کانفرنس میں خوب چہکیں۔ اسی اشتراکی بلبل کی نواسنجی ملاحظہ فرمایئے: ''۱۹۴۷ء کی تقسیم دراصل پنجاب کی تقسیم تھی، یہ پنجاب کی دھرتی کا قتل تھا، جس پر پنجاب کی عورت نے بین کئے۔ اس تقسیم نے پانی کو تقسیم کیا جس کی وجہ سے آج پنجاب کے دریاؤں راوی اور ستلج میں پانی ختم ہوگیا، آج پنجاب کا عام آدمی خوشحالی چاہتا ہے جبکہ حکمرانوں کی بقا جنگوں میں ہے۔ ایٹمی دھماکے نہ صرف افسوسناک تھے بلکہ یہ موت کے پیغام پر رقص کے مترادف تھے۔ (کالم حق سچ، نوائے وقت ۱۷/اپریل)

(۳) اشتراکی میکدے کے ایک اور بے نور دماغ جسے پاکستان کے بن جانے کا نہایت قلق ہے، کانفرنس میں یوں 'ارشاد' فرماتے ہوئے سنے گئے: ''دودھ کی بہتی دھاریں مشترکہ ہوتی ہیں۔ دین دھرم کے نام پر ہمارا جسم کاٹ دیا گیا لیکن تم کب تک تاروں کی باڑ لگا کر ہمیں ایک دوسرے سے دور رکھو گے؟'' بھارتی ہندوؤں کے فراق کے صدمہ میں گھائل اس نامعقول شخص کا نام انجم سلیمی رپورٹ ہوا جو فیصل آباد سے وارد ہوا تھا۔ (تکبیر)

(۴) کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک مقرر بابا نجمی نے اپنے دل کا نوحہ یوں بیان کیا: ''گولیاں چلا چلا کر ہمیں ایک دوسرے سے دور کردیا گیا'' (تکبیر)

(۵) کانفرنس کے ایک اجلاس میں سٹیج سیکرٹری جنید اکرام نے شاعرہ ایم زیڈ کنول کا مذاق اُڑاتے ہوتے کہا: ''اس نے صبح سے اُردو بول بول کر مجھے پریشان کررکھا ہے۔''

(۶) اَرذل العمر کو پہنچے ہوئے اشتراکی بڈھے حمید اختر نے قرآنِ مجید کے خلاف اپنے خبث باطن کا اظہار یوں کیا: ''پاکستان قرآن کی تلاوت کے لئے نہیں، ترقی کے لئے بنا تھا۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے دور میں قانون ساز اسمبلی کے کسی بھی اجلاس میں تلاوتِ قرآن پاک نہیں کی گئی۔''

یاد رہے حمید اختر نے یہ ہفواتی کلمات اس وقت کہے جب کانفرنس کے کسی شریک فرد نے پنجابی کانفرنس

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کے اجلاسوں کے دوران تلاوتِ قرآن پاک نہ کرنے پراعتراض کیا۔ (نوائے وقت، انصاف، جنگ، خبریں)

(۷) اداکار شجاعت ہاشمی نے کمپیئرنگ کرتے ہوئے ایک مقرر کو دعوت دینے کے موقع پر کہا کہ ''اگر میں ان کا صحیح نام نہ لے سکا تو اس میں میرا قصور نہیں ہے بلکہ یہ قصور اس سرحد کا ہے جس نے ہمیں ایک دوسرے سے دور کر رکھا ہے''۔ اس ڈرامہ باز نے سکھوں کو خوش کرنے کے لئے یہ دروغ گوئی بھی کی: ''ایک ڈرامے میں سکھ کا کردار ادا کرنے پر پاکستانی پنجابیوں نے اسے زندہ جلانے کی دھمکیاں دیں مگر وہ ان دھمکیوں سے خوفزدہ نہ ہوا۔'' (نوائے وقت، انصاف)

(۸) مارکس گزیدہ احمد بشیر نے بھارت سے اپنی محبت کا یوں اعتراف کیا: ''میرے اندر تھوڑا سا انڈیا ہے۔'' (جنگ ۱۵/اپریل) ...... یہ تو ابھی تھوڑا سا انڈیا ہے، اگر کچھ زیادہ انڈیا ان کے اندر ہوتا تو نجانے کیا غضب ڈھاتے۔

(۹) اشتراکی عبداللہ ملک جو مجاہدین سے سخت کدورت رکھتے ہیں، نے کہا : ''پنجابیت اور انسانیت میں کوئی فرق نہیں۔ اس طرح ادھر جہادی ہیں تو ادھر بھی ایڈوانی ہیں۔ پاک بھارت تصادم میں ادھر بھی پنجابی مرتا ہے، ادھر بھی پنجابی مرتا ہے۔ آپ بھی اپنے جنونیوں اور جہادیوں پر دباؤ ڈالیں، ہم بھی اپنے جنونی جہادیوں پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔'' (جنگ)

(۱۰) تاریخ کی مادّی تعبیر کا پرچار کرنیوالے بائیں بازو کے مؤرخ ڈاکٹر مبارک علی نے اسلام سے اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''پاکستان کے نام کے ساتھ اسلامی جمہوریہ نہیں ہونا چاہئے۔'' (انصاف)

(۱۱) سید افضل حیدر ایڈووکیٹ نے اپنے سیکولر افکار کا پرچار کرتے ہوئے پنجابی کانفرنس کے دوسرے روز کے اجلاس میں کہا: ''دھرتی کا کوئی مذہب نہیں، پاکستان بننے کے بعد ہمیں بہت گالیاں پڑیں۔'' افضل حیدر نے اپنی دانشوری بکھیرتے ہوئے یہ انکشاف بھی کیا: ''۲۱/ مارچ سے لے کر ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء تک یہاں کوئی حکومت نہیں بنی جس سے پنجاب کے ٹکڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا: اصل میں زبان ہی دھرتی کا دھرم ہوتی ہے۔'' (خبریں ۱۶/اپریل)

(۱۲) پنجابی کانفرنس میں سب سے زیادہ قابل اعتراض، گھٹیا، مضحکہ خیز اور مجنونانہ بیانات اس کانفرنس کے کنوینر فخر زماں نے ہی دیئے۔ فخر زماں نے مختلف اجلاسوں میں اپنے پراگندہ ذہنیت کا جس طرح بھونڈے انداز میں اظہار کیا، اس کا خلاصہ یوں ہے: ''جو بھی پنجاب میں رہتے ہوئے پنجابی کلچر کی مخالفت کرے گا، اسے پنجاب میں نہیں رہنے دیں گے۔ اگر کسی بھی اہل زبان اردو بولنے والے نے پنجاب میں رہتے ہوئے پنجابی زبان کی مخالفت کی تو وہ سمجھ لے کہ اسے پنجاب میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ انہوں نے کہا: ہم کس قسم کے پنجابی ہیں جو گھروں میں بچوں سے اُردو بولتے ہیں۔ ہم پنجابی کی مخالفت کرنے والی جماعت اسلامی، مسلم لیگ (ن گروپ) اور دوسرے مولویوں سے مقابلہ کریں گے۔ مخالفوں کے خلاف ہتھیار اٹھائیں گے۔

اختتامی اجلاس میں فخر زماں نے آپے سے باہر ہوتے ہوئے کہا کہ ہم مولویوں کو اس حد تک برداشت کرسکتے ہیں کہ وہ جمعرات کی روٹیاں کھائیں یا جنازے پڑھائیں۔ انہوں نے کہا کہ آٹھ فیصد اُردو بولنے والے اس دھرتی کے سپوت نہیں ہیں۔

فخر زماں نے کہا کہ میں پنجاب کا الطاف حسین ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی زبان اور کلچر کا حق مانگتے ہیں تو اس سے نظریۂ پاکستان کی مخالفت کیسے ہوگی۔ ہم رواداری اور انسان دوستی والے بلھے شاہ اور سلطان

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

باہو کی بات کرتے ہیں۔ اگر انہیں صوفیا کی زبان پسند نہیں تو پھر یہ لوگ پنجاب میں کیوں رہ رہے ہیں، یہاں سے نکل جائیں۔ اگر یہ نہیں نکلتے تو ہم انہیں دھکے دے کر نکال دیں گے۔ اُردو والے سن لیں، اب لاہور میں لکھنؤ کا پان کلچر نہیں چلے گا۔ فخر زماں نے کہا: اب پنجاب والوں نے شناخت کے بحران پر قابو پالیا ہے۔ آمدورفت بڑھے، ویزے کی پابندیاں نرم ہوں تو ہم سانجھ کا کلچرل کر سنبھالیں'۔ (خبریں، نوائے وقت، جنگ، انصاف)

قارئین کرام! ہم نے کوشش کی ہے کہ نام نہاد پنجابی کانفرنس کے شرکا کی ہرزہ سرائیوں اور خرافات کو یکجا کردیں۔ یہ تلخیص ہے محض ان بیانات کی جو اخبارات میں شائع ہوئے۔ اصل تقاریر میں یقیناً اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا گیا ہوگا۔ اس سے پہلے کہ اسلام دشمن دانش بازوں کی ہفواتِ مسلسل کا مفصل تجزیہ کیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے تصور اجتماع کی طرف کچھ اشارہ کردیا جائے۔ تاکہ اندازہ کیا جاسکے کہ پنجابی کانفرنس کے دوران جس مسخ شدہ پنجابیت کا تصور پیش کیا گیا، وہ اسلام کے فلسفہ اجتماعی اور نظریۂ پاکستان سے کس طرح متصادم ہے۔

اسلامی تصورِ اجتماع ...... قوم، ملت، جماعت اور حزب

قوم: انگریزی زبان میں 'قوم' کا ہم معنی لفظ Nation ہے اور قومیت کے لئے Nationality کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔ مغرب میں قوم اور قومیت کی تشکیل کے لئے رنگ ونسل، زبان کے اشتراک کو ہی ضروری خیال کیا جاتا ہے، وہاں مذہب فی نفسہٖ قومیت کی بنیاد نہیں سمجھا جاتا۔ یورپی اقوام کا مشترکہ مذہب عیسائیت ہے، مگر اختلافِ زبان و وطن نے انہیں الگ الگ قوموں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ چونکہ اسلام نے بھی ان مادّی رشتوں پر مبنی قوم کے تصور کو مسترد کردیا، اسی لئے قرآن وحدیث میں لفظ 'قوم' کو اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ مولانا مودودیؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''قدیم عرب میں قوم کا لفظ عموماً ایک نسل یا ایک قبیلہ کے لوگوں پر بولا جاتا تھا، اسی طرح آج بھی لفظ 'نیشن' کے مفہوم میں مشترکہ جنسیت (Common Descent) کا تصور لازمی طور پر شامل ہے اور یہ چیز چونکہ بنیادی طور پر اسلامی تصورِ اجتماع کے خلاف ہے، اس وجہ سے قرآن میں لفظ قوم اور اس کے ہم معنی دوسرے عربی الفاظ مثلاً شعوب وغیرہ کو مسلمانوں کی جماعت کے لئے اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ قرآن نے جو لفظ مسلمانوں کی جمعیت کے لئے استعمال کیا ہے، وہ 'حزب' ہے۔ جس کے معنی 'پارٹی' کے ہیں۔ قومیں نسل ونسب کی بنیاد پر اٹھتی ہیں اور پارٹیاں اُصول ومسلک کی بنیاد پر۔ اس لحاظ سے مسلمان حقیقت میں قوم نہیں بلکہ ایک پارٹی ہیں...... قرآن روئے زمین کی اس پوری آبادی میں صرف دو ہی پارٹیاں دیکھتا ہے۔ ایک اللہ کی پارٹی (حزب اللہ)، دوسرے شیطان کی پارٹی (حزب الشیطان)۔ شیطان کی پارٹی میں خواہ باہم اُصول ومسلک کے اعتبار سے کتنے ہی اختلاف ہوں، قرآن ان سب کو ایک سمجھتا ہے۔ قرآن کہتا ہے: ﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (المجادلہ:١٩) ''شیطان ان پر غالب آگیا اور اس نے خدا سے انہیں غافل کردیا۔ وہ شیطان کی پارٹی (حزبِ شیطان) کے لوگ ہیں اور جان رکھو شیطان کی پارٹی آخرکار نامراد ہی رہنے والی ہے۔'' (مسئلہ قومیت: صفحہ١٠٣)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

''پارٹی کا یہ اختلاف ایک خاندان والوں اور قریب ترین رشتہ داروں کے درمیان بھی محبت کا تعلق حرام کردیتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر باپ اور بھائی اور بیٹے بھی حزب الشیطان میں شامل ہوں تو حزب اللہ والا اپنی پارٹی سے غداری کرے گا، اگر ان سے محبت رکھے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَوْ كَانُوْا أٰبَاؤُهُمْ أَوْ اَبْنَاؤُهُمْ أَوْ اِخْوَانُهُمْ أَوْ عَشِيْرَتُهُمْ ...... أُوْلٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (المجادلہ:۲۲) ''تم ہرگز نہ پاؤ گے کہ کوئی جماعت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان بھی رکھتی ہو اور پھر اللہ اور رسولؐ کی دشمنوں سے دوستی بھی رکھے خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ اللہ کی پارٹی (حزب اللہ) کے لوگ ہیں اور جان رکھو کہ آخرکار اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔''

ملت: قرآن کریم نے جہاں 'قوم' کا لفظ عمومی معنوں میں استعمال کیا ہے، اور بقول مولانا مودودی اسلامی تصورِ اجتماع کو 'قوم' کی بجائے 'حزب' سے تعبیر کیا ہے، وہاں ایک لفظ اس سے بھی زیادہ واضح قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے اور وہ لفظ ہے 'ملت'...... قرآن کی رو سے 'ملت' اور 'قوم' میں فرق ہے۔ 'ملتِ اسلامیہ' کا لفظ 'مسلمان قوم' سے زیادہ جامع ہے کیونکہ قوم کا لفظ دیگر اقوام کے ہاں مخصوص معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں مختلف انبیاے کرام کے حالات کے ضمن میں لفظ 'قوم' اور 'ملت' کئی مقامات پر آیا ہے جس سے ان دونوں کے فرق پر روشنی پڑتی ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت ۸۸ میں حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے:

﴿قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِيْنَ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا﴾

''قوم شعیب کے متکبر سرداروں نے کہا: شعیبؑ! ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں، اپنی بستی سے نکال دیں گے یا پھر تمہیں ہماری 'ملت' میں واپس آنا ہوگا۔ شعیبؑ نے کہا: ''خواہ ہم اسے ناپسند کرتے ہوں تو بھی؟ اگر ہم تمہاری 'ملت' میں دوبارہ چلے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا جبکہ اللہ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے۔''

اس آیت میں 'قوم' اور 'ملت' کے الفاظ ایک جملے میں لیکن مختلف معانی کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ 'قوم' سے مراد حضرت شعیبؑ کے قبیلے کے وہ لوگ ہیں جو ان کی بستی میں رہائش رکھتے تھے اور ان کی زبان، نسل اور عادات مشترک تھیں پھر قرآن کہتا ہے کہ حضرت شعیب کی قوم نے انہیں اپنی ملت میں واپس لانے کے لئے دباؤ ڈالا، اس سے پتہ چلتا کہ ملت کا تصور قوم سے وسیع تر ہے اور اس میں اشتراکِ مذہبی کا عنصر بھی شامل ہے چنانچہ ملت سے مراد 'دین' یا 'مذہب' ہے۔ اسی لئے اکثر مترجمین نے اس کا ترجمہ یہاں 'دین' ہی کیا ہے۔ الغرض قوم کا لفظ اشتراکِ نسل، زبان اور وطن کے لئے تو بولا جاتا ہے۔ اس میں مذہب کو کوئی دخل نہیں جبکہ ملت کے لفظ میں مذہبی اشتراک بھی شامل ہے۔

پاکستان کے کئی علاقوں میں آج بھی 'قوم' کا مطلب وہی لیا جاتا ہے جو قدیم عرب معاشرے میں مستعمل تھا۔ جنوبی پنجاب کے بعض علاقوں مثلاً پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں ایک اجنبی شخص جب کسی دوسرے اجنبی شخص سے ملتا ہے تو عام طور پر اس کا پہلا سوال یہ ہوتا ہے: ''تم کس قوم سے ہو؟'' اس کے جواب میں دوسرا شخص

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اپنی 'ذات' یا برادری بتاتا ہے۔ مثلاً گیلانی، لغاری، کھوسہ، کھر وغیرہ۔ صوبہ سرحد کے اکثر علاقوں میں 'قوم' سے مراد قبیلہ ہی لیا جاتا ہے۔ خوانین کے بارے میں وہاں کہا جاتا ہے: ''یہ فلاں قوم کے سردار ہیں''۔

تحریک ِپاکستان کے دوران دو قومی نظریہ کے الفاظ عوامی معنوں میں استعمال کئے گئے۔ لیکن قرآنی اصطلاح کی رو سے دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کو 'دو ملی نظریہ' ہونا چاہئے۔ اسی لئے بعض افراد کے ذہن میں اس کے حقیقی مفہوم کے متعلق 'کنفیوژن' پائی جاتی تھی۔ 'دوقومی نظریہ' کی بجائے ''دو ملی نظریہ'' کی ترکیب استعمال کی جاتی، تو ابہام پیدا نہ ہوتا۔

قوم اور ملت کے درمیان فرق کی ایک توجیہ یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ قوم کا لفظ بول کر مطلوبہ معنی تک ذہن فوری منتقل ہوجاتا ہے جبکہ ملت کا لفظ عوام میں اس قدر وسیع پیمانے پر سمجھا نہیں جاتا۔ چنانچہ اہل علم کے درمیان تو ہر دو الفاظ کے حقیقی معانی کے پیش نظر فرق کیا جانا چاہئے لیکن عوام الناس سے اس فرق کی توقع رکھنا مشکل ہے۔ بہر حال نظریات اور نعروں میں بھی اہل علم کو قوم کی رہنمائی کرنی چاہئے۔

اُمّت: دوسرا لفظ جو جماعت کا مترادف ہے، 'اُمت' ہے، قرآنِ مجید اور احادیث میں یہ کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ مولانا مودودیؒ کے بقول ''اُمت اس جماعت کو کہتے ہیں جس کو کسی امر جامع نے مجتمع کیا ہو، جن افراد کے درمیان کوئی اصل مشترک ہو، ان کو اسی اصل کے لحاظ سے 'اُمت' کہا جاتا ہے۔ مثلاً ایک زمانہ کے لوگ بھی 'امت' کہے جاتے ہیں۔ ایک نسل یا ایک ملک کے لوگ بھی 'اُمت' کہے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو جس اصل مشترک کی بنا پر اُمت کہا گیا ہے وہ نسل یا وطن، یا معاشی اغراض نہیں ہیں وہ ان کی زندگی کا مشن اور ان کی پارٹی کا اُصول اور مسلک ہے۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے نوعِ انسانی کے لئے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو، اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔'' (آلِ عمران:۱۲) سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ﴾ ''اور اس طرح ہم نے تم کو ایک بیچ کی اُمت (اُمتِ وسطاً) بنایا ہے تاکہ تم نوعِ انسانی پر نگران ہو اور رسول تم پر نگران ہو۔''

مولانا مودودی ان آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''بیچ کی اُمت' سے مراد یہ ہے کہ 'مسلمان' ایک بین الاقوامی جماعت کا نام ہے۔ دنیا کی ساری قوموں میں سے ان اشخاص کو چھانٹ کر نکالا گیا ہے جو ایک خاص اصول کو ماننے، ایک خاص پروگرام کو عمل میں لانے اور ایک خاص مشن کو انجام دینے کیلئے تیار ہوں۔ یہ لوگ چونکہ ہر قسم سے نکلے ہیں اور ایک پارٹی کے بن جانے کے بعد کسی قوم سے ان کا تعلق نہیں رہا ہے، اسی لئے یہ 'بیچ کی اُمت' ہیں۔'' (مسئلہ قومیت: ص ۱۰۶)

جماعت : مسلمانوں کی اجتماعی حیثیت ظاہر کرنے کے لئے نبی کریمؐ نے جو تیسرا اصطلاحی لفظ کثرت سے استعمال کیا ہے وہ لفظ 'جماعت' ہے۔ آپ کا ارشاد ہے: عليكم بالجماعة ''جماعت کو لازم پکڑو'' (سنن ترمذی: حدیث ۲۰۹۱) یا فرمایا: يد الله على الجماعة ''اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔'' (سنن نسائی، حدیث ۳۹۵۴) ان احادیث کا ذکر کرنے کے بعد مولانا مودودیؒ وضاحت کرتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

''آپؐ نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ 'ہمیشہ قوم کے ساتھ رہو' یا ''قوم پر خدا کا ہاتھ ہے'' بلکہ ایسے مواقع پر آپؐ جماعت ہی کا لفظ استعمال فرماتے تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے اور یہی ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں کے اجتماع کی نوعیت ظاہر کرنے کے لئے 'قوم' کے بجائے جماعت کے الفاظ ہی زیادہ مناسب ہیں۔ قوم کا لفظ جن معنوں میں عموماً استعمال ہوتا ہے، ان کے لحاظ سے ایک شخص خواہ وہ کسی مسلک اور کسی اُصول کا پیرو ہو، ایک قوم میں شامل رہ سکتا ہے جب کہ وہ اس قوم میں پیدا ہوا ہو اور اپنے نام، طرزِ زندگی، اور معاشرتی تعلقات کے اعتبار سے اس قوم کے ساتھ منسلک ہو، لیکن پارٹی، جماعت اور حزب کے الفاظ جن معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، ان کے لحاظ سے اُصول اور مسلک ہی پر پارٹی میں شامل ہونے یا اس سے خارج ہونے کا مدار ہوتا ہے۔'' (ایضاً: صفحہ ۱۰۷)

مگر مسلمان 'قوم' کا لفظ جن معنوں میں آج کل استعمال کرتے ہیں، اس پر افسوس کا اظہار کرنے کے باوجود مولانا مودودیؒ اعتراف کرتے ہیں:

''رفتہ رفتہ مسلمان اس حقیقت کو بھولتے چلے گئے کہ وہ دراصل ایک پارٹی [ملت] ہیں اور پارٹی ہونے (یعنی ایک مشترکہ مذہب رکھنے) کی حیثیت پر ہی ان کی قومیت کی اَساس رکھی گئی ہے۔ یہ بھلاوا بڑھتے بڑھتے اب یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ پارٹی کا تصور قومیت کے تصور میں بالکل ہی گم ہوگیا۔ مسلمان اب صرف ایک قوم بن کر رہ گئے ہیں۔'' (ایضاً: صفحہ ۱۰۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک قوم کی بجائے ملت یا جماعت بنا چاہئے یعنی ان کے تعلق کی بنیاد وطن، نسل یا زبان کی بجائے مذہب ہی ہونا چاہئے اور زبان وطن کے تعصّبات سے برتر ہو کر مشترکہ مذہب کی بنا پر تمام دنیا کے مسلمانوں کے دل ایک ساتھ دھڑکنے چاہئیں۔ ان کے وطنی (قومی) مفادات پر ملی (دینی) مفادات غالب رہنے چاہئیں۔ تمام دنیا کے مسلمان اس ملی رشتے میں ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں، علامہ اقبالؒ نے بھی یہی بات یوں کہی ہے:

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں! موج ہے اندرونِ دریا، بیرونِ دریا کچھ نہیں!

پنجابی کانفرنس میں پیش کردہ نظریات کا ناقدانہ جائزہ

پنجابی زبان وادب کے نام پر فتنہ پرور کانفرنس میں دیئے گئے بیانات کے بارے میں ہماری معروضات درج ذیل ہیں:

۱۔ اجتماعیت کی قومی بنیاد زبان ہے یا مذہب؟: زبان اظہار کا وسیلہ ہے، یہ فی نفسہٖ کوئی آئیڈیالوجی نہیں ہے۔ الفاظ نظریات کے لئے لبادہ کا کام کرتے ہیں۔ دنیا کی کسی بھی زبان کی بنیاد پر کوئی آئیڈیالوجی آج تک پیش نہیں کی گئی۔ زبان کا اشتراک جزوی اعتبار سے ایک اجتماعیت کو پروان چڑھانے میں کردار ضرور ادا کرتا ہے، مگر جہاں فکری اشتراک نہ ہو، وہاں لسانی اشتراک ہوا میں تحلیل ہوجاتا ہے۔ جب نظام یا آئیڈیالوجی کی بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد مختلف افکار کا ایک مربوط ومنضبط سلسلہ ہوتا ہے جس میں استدلال کی کڑیاں پیوست ہوتی ہیں۔

اسلام ایک آئیڈیالوجی ہے، یہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں راہنمائی عطا کرتا ہے۔ نظریۂ پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ پر ہے، اس کی مذہبی، ثقافتی، سیاسی جہات بالکل واضح ہیں، سوشلزم بھی ایک

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

آئیڈیالوجی ہے کیونکہ یہ ریاستی کنٹرول سے لے کر افراد کی زندگی کے لئے ایک ضابطہ حیات تجویز کرتا ہے۔ اس کے برعکس پنجابیت کو آئیڈیالوجی قرار دینا ایک حد درجہ غیر عقلی بات ہے۔ یہ محض سخن سازی تو ہے، اس کا حقائق نفس الامری سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

اسی طرح زبان مذہب سے بڑی سچائی نہیں ہے۔ اس مادّہ پرستانہ دور میں بھی بین الاقوامی تعلقات کا دائرہ ہو یا ریاست کے مختلف طبقات کے درمیان باہمی رشتوں کے تعین کا مسئلہ ہو، مذہب کی اہمیت ہر جگہ مسلمہ ہے۔ اہل مغرب اور بھارتی جتنا اپنے سیکولر ہونے کا جتنا بھی ڈھنڈورا پیٹتے رہیں، مسلمانوں سے ان کے تعلقات کی بنیاد ہمیشہ مذہبی فرق کو پیش نظر رکھ کر ہی رکھی جاتی ہے۔ روزنامہ انصاف کے اداریہ کی یہ سطور حقیقت کی آئینہ دار ہیں:

> ''پنجابیت نہ سچ ہے، نہ جھوٹ، نہ یہ حق ہے نہ باطل، نہ یہ کوئی خوبی ہے نہ برائی، اور اگر لسانیت کو ان باتوں کا معیار بنا دیا گیا تو یہ دنیا بہت پرفتن ہوجائے گی۔ مذہب ہی اصل سچ ہے، بشرطیکہ وہ صحیح مذہب ہو اور اس مذہب سے بڑی سچائی کوئی نہیں۔'' (۱۵/اپریل)

پنجابی زبان کے حوالے سے ہیر رانجھا اور سسی پنوں کے قصوں کا اکثر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ محض افسانوی قصے ہیں۔ ان میں زبان کا اسلوب بے شک متاثر کن ہوسکتا ہے، مگر ان قصوں کی بنیاد کوئی آئیڈیالوجی نہیں ہے۔ صوفیا نے جن خیالات کو شاعری میں پیش کیا، اس کی تہہ میں بھی ان کے مخصوص مذہبی تصورات کارفرما ہیں، پنجابیت کا فروغ فی نفسہٖ ان کا مقصود کبھی نہیں رہا۔ لسانی تعصب میں مبتلا ان حضرات کا دماغی خلل ہے جو انہیں پنجابیت میں بھی کوئی آئیڈیالوجی دکھاتا ہے۔

۲۔ مسلمانوں سے پنجابی سکھوں کی دشمنی سے بھری تاریخ: پنجاب کے سکھوں اور مسلمانوں میں جزوی حد تک لسانی اشتراک و وحدت ضرور پائی جاتی ہے، مگر یہ کوئی ایسی زبردست قوتِ رابطہ نہیں ہے کہ وہ ان قوموں کے مختلف کثیر التعداد اجزا کو قومیت کے تعلق سے اس طرح پیوستہ و بستہ کردے کہ وہ سب ایک ٹھوس چٹان بن جائیں۔ محض لسانی وحدت ان کے دل و دماغ کو اس طرح متاثر نہیں کرسکتی کہ وہ متحد و یکجا ہوکر ہر قربانی کے لئے تیار ہوجائیں۔ پنجابیت کا لغو پراپیگنڈہ کرنے والے تاریخی حقائق کو یکسر نظر انداز کرنے کا رجحان رکھتے ہیں۔

سکھ اپنی مختصر قومی تاریخ کے دوران مسلمانوں کے ساتھ عام طور پر متحارب، متصادم اور متخالف ہی رہے ہیں۔ سکھ بحیثیت ایک سیاسی گروہ کے مسلمانوں کی مرکزی حکومت کے لئے ہمیشہ مسائل پیدا کرتے رہے ہیں۔ مغل بادشاہ نورالدین جہانگیر کے دور میں اسی تصادم کے نتیجے میں سکھوں کا گرو گوروبند سنگھ قتل ہوا۔ اس کے بعد سکھوں نے مغلوں کو دل سے کبھی قبول نہ کیا، آئے دن فساد برپا کرتے رہے، راجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب پر قبضہ مسلمانوں کو شکست دینے کے بعد ہی کیا۔ سکھ دورِ حکومت میں پنجاب کے مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کردی گئی۔ مسلمان زمینداروں سے زمینیں چھین کر سکھوں کو دے دی گئیں۔ بادشاہی مسجد لاہور سے قیمتی سنگ مرمر اُکھاڑ کر امرتسر لے جایا گیا۔ ملکہ نور جہاں، آصف خان اور جہانگیر کے مقبروں سے قیمتی پتھر اتار کر امرتسر پہنچایا گیا۔ مسلمانوں کے لئے جب زندہ رہنا دوبھر کردیا گیا، تو سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید نے سکھوں کے خلاف اعلانِ جہاد کردیا۔ ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان تاریخی معرکہ ہوا جس میں سید احمد، شاہ اسمٰعیل اور ان کی جماعت کے ہزاروں افراد نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ۱۸۴۳ء میں جب انگریزوں نے

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

پنجاب میں سکھوں کو شکست دی تو عام مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا۔ پھر ۱۹۴۷ء میں سکھوں کے وحشی جتھوں نے پاکستان آنے والے مہاجرین کے قافلوں کے ساتھ جس غارت گری کا مظاہرہ کیا، اس کو مسلمان کیسے فراموش کر سکتے ہیں۔

پنجابیت کے بے حمیت علمبرداروں کی آنکھ کا پانی خشک نہ ہو چکا ہوتا تو وہ کبھی سکھوں کے ساتھ 'سانجھے کلچر' کو پروان چڑھانے کی بات نہ کرتے۔ پنجاب میں آج بھی لاکھوں گھرانے ایسے ہیں جہاں کوئی نہ کوئی مہاجر اپنے عزیز واقارب کے قتل ہونے کے واقعات سنانے کے لئے زندہ ہے۔ مشرقی پنجاب میں اب بھی ایسی ہزاروں بے بس اور ستم رسیدہ بوڑھی مسلمان عورتیں زندہ ہوں گی جنہیں ۱۹۴۷ء میں سکھ بدمعاشوں نے اغوا کرکے اپنے گھر میں رکھ لیا تھا۔ حالات کے جبر نے انہیں غیر مسلمانوں کے ساتھ زوجیت کا بے نکاحی رشتہ نبھانے پر مجبور کر دیا۔ نجانے ان میں سے کتنی آج بھی کسی محمد بن قاسم جیسے بھائی، باپ، بھتیجے کے انتظار میں ہوں گی جو اپنے مسلمان ہاتھوں سے انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا سکے۔ ابھی چند سال پہلے اس طرح کی مظلوم عورت کس طرح لاہو رپہنچ گئی تھی مگر تلاشِ بسیار کے باوجود یہ اپنے خاندان کو تلاش نہ کر سکی۔

فخر زماں جو آج پنجاب سے اُردو بولنے والوں کو دھکے دے کر نکال دینے کی بڑھکیں مار رہا ہے، اس میں اسلامی حمیت بلکہ پنجاب کی غیرت ہی ہوتی تو وہ ان بے بس مسلمان عورتوں کا سکھوں سے حساب ضرور مانگتا۔ مگر جب اِلحاد رگ وپے میں سرایت کر جائے تو پھر ایسی حمیت کی توقع رکھنا عبث ہے۔ یہ فخر زماں جیسے بے غیرت اَفراد کا حوصلہ ہے کہ وہ چندی گڑھ میں جا کر ایوارڈ وصول کرتے ہیں اور لاہور میں پنجابی کانفرنس کے پردے میں سکھوں کے ساتھ شراب وکباب کی فاسقانہ محافل برپا کرتے ہیں۔

۳۔ پنجابی زبان وادب اور پنجابیت کے خانہ زاد علمبردار بے نور دماغ اس قابل بھی نہیں ہیں کہ اپنے نظریات کی تکمیل کے لئے جو تنظیم قائم کرتے ہیں، اس کا نام ہی پنجابی زبان میں رکھ سکیں۔ لاہور میں پنجابی کانفرنس کا اہتمام کرنے والی تنظیم کا نام ''ورلڈ پنجابیت فاؤنڈیشن'' ہے جس کے ارکان میں 'مہا دانشور' قسم کے لوگ شامل ہیں۔ فخر زماں، اس کے نائب صدر ہیں۔ اس تنظیم کے نام میں ورلڈ اور فاؤنڈیشن تو انگریزی کے الفاظ ہیں مگر 'پنجابیت' فارسی یا اُردو سے لیا گیا ہے۔ کیا پنجابی زبان میں اس کا متبادل کوئی لفظ نہیں ہے؟ اگر پہلے سے نہیں ہے تو نیا لفظ بھی ایجاد کیا جاسکتا تھا۔ مگر سطحی ذہن رکھنے والے یہ نعرہ باز قسم کے دانشور اتنا بھی تکلف نہیں کرسکے۔ یہ پنجابی زبان وادب کی خدمت کیا خاک کریں گے؟؟

۴۔ <u>پنجابی ثقافت اور پنجابی زبان سے منتظمین کا انحراف</u>: پنجابی کانفرنس میں پنجابیت کی بات تو بہت کی گئی، مگر اس اصطلاح کا حقیقی مفہوم واضح کرنے کی زحمت کسی دانشور نے گوارا نہ کی۔ پنجابیت سے مراد اگر پنجابی کلچر ہے، تو اس کا مظاہرہ پنجابی کانفرنس میں دیکھنے میں نہ آیا۔ پنجابیت کے یہ کوتاہ فکر دانش باز شاید کلچر میں زبان ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ کلچر جن متعدد اجزا سے مل کر تشکیل پاتا ہے، ان میں رہن سہن، عادات واطوار، لباس وپوشاک، طرزِ زندگی، عقائد وایمان، پسند ناپسند، سماجی رویے، کھانے پینے کے مخصوص طریقے، اندازِ نشست وبرخاست، انسانی رویے غرض اس طرح کے بے شمار عناصر ہیں جن کے مجموعہ کو کلچر کا نام دیا جاتا ہے۔ پنجابی کانفرنس میں جو کلچر پیش کیا گیا وہ بدمعاشوں اور اوباشوں کا کلچر تو کہا جاسکتا ہے، پنجاب کے شرفا یا عوام کا کلچر ہرگز نہیں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

پنجابیت کے بڑے دعویدار فخر زماں نے پنجابی لباس کی بجائے فرنگی لباس ٹی شرٹ کے ساتھ پہنا ہوا تھا۔ کانفرنس میں شریک سکھ شرکا نے سوائے سروں پر پگڑ باندھنے کے باقی تمام انگریزی لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ یہ کون سی پنجابیت ہے جس میں پنجابی لباس کہیں نظر نہیں آتا۔ پھر ذرا غور فرمایئے اہل پنجاب، بالخصوص مسلمان کتنے ہیں جو شراب یوں اجتماعی مجالس میں غٹا غٹ پیتے ہیں۔ کانفرنس کے دوران فلیٹیز ہوٹل میں سکھوں، ہندوؤں، مشرقی پنجاب سے آنے والی بے حیا لڑکیوں اور پاکستان کے پنجابی دانشوروں نے اس قدر شراب چڑھائی کہ اخبارات کے رپورٹرز کے بقول گذشتہ چار ماہ میں شراب کے اس قدر پرمٹ جاری نہیں ہوئے تھے۔ تکبیر کے نمائندے اسرار بخاری کی رپورٹ کے مطابق پیپلز پارٹی کے مقامی راہنما اور شاعر اسلم گورداس پوری شراب کے نشے میں بری طرح دھت تھے اور ان کی غیر شائستہ حرکتوں کا سب ہی نے نوٹس لیا۔ بھارتی شاعر گوربچن سنگھ جب اپنا کلام سنا رہے تھے، سامعین میں موجود سکھوں نے جو بری طرح ٹن تھے، نازیبا حرکتیں شروع کر دیں۔ بالآخر گوربچن سنگھ کو آواز دینی پڑی، ''انتظامیہ ایناں نوں نتھ پائے!۔''

بھارت سے آئی ہوئی ڈانسر لڑکیاں مسلسل توجہ کا مرکز بنی رہیں۔ ان لڑکیوں کے کمرے بھی رات گئے تک پر رونق رہے۔ (تکبیر، ۲۵/اپریل) یہ بے حیائی اور بدمعاشی کا کلچر آخر پنجاب کا کلچر کیسے ہوگیا؟

۲۰/اپریل کے روزنامہ 'انصاف' میں پنجابی کانفرنس کا اہتمام کرنے والے کرتا دھرتا خواتین وحضرات کی ذاتی زندگیوں کے حوالے سے رپورٹ شائع ہوئی۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پنجابیت کے پرچارک فخر زماں کا بیٹا انگریزی بولتا ہے، گھر میں مغربی فلمیں چلتی ہیں، پنجابی لباس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے...... کانفرنس کی انتظامیہ کمیٹی کے رکن حمید اختر صاحب پنجابی لکھ نہیں سکتے...... طاہرہ مظہر علی کے دونوں بیٹے یورپ میں عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی بیٹی ایک انگریزی اخبار کی ایڈیٹر رہی ہیں۔ ان کا گھرانہ انگریزی صحافت سے ہی وابستہ رہا، گھر میں پنجابی کو کوئی منہ نہیں لگاتا۔

فخر زماں کا ایک بیٹا لاہور گرامر سکول میں زیر تعلیم ہے، گھر میں انگریزی ہی چلتی ہے۔ ان کے گھر کا پورا ماحول مغربی طرز کا ہے...... طاہرہ مظہر علی خان کا گھر مغربی طرز کا ایک شاہکار ہے۔ ان کے گھر میں کوئی ایک شخص بھی پنجابی زبان میں بات نہیں کرسکتا۔ یہ لوگ انگریزی بولنے اور سیکھنے میں ہی فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ لکھتے ہوئے ہمیں شرم محسوس ہوتی ہے کہ کانفرنس میں شریک ہونے والے بھارتی اداکار راج ببر کی بیوی نادرہ کا تعلق 'مسلمان' گھرانے سے ہے۔ یہ پاک و ہند میں ترقی پسند تحریک کے باقی معروف کمیونسٹ راہنما سجاد ظہیر کی صاحبزادی ہیں۔ کیا کوئی پنجاب میں ایسا بے غیرت موجود ہے جو اپنی بیٹی کا 'نکاح' کسی ہندو سے کردے۔ پنجاب کی غیرت مند بیٹیوں نے تو ہندوؤں کے چھونے کی بجائے موت کو ترجیح دی تھی۔ مگر آج پنجابیت کی علمبردار ایک نام نہاد 'مسلمان' عورت ایک ہندو کی بیوی بننے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی۔ پنجاب کے سادہ لوح عوام یہ پوچھنے کا آخر حق تو رکھتے ہیں کہ یہ لوگ جو پنجابیت کے خود ساختہ پرچارک بنے ہوئے ہیں، ان کی اپنی زندگیوں میں پنجابیت کس قدر سرایت کئے ہوئے ہے؟ یہ اہل پنجاب اور ان کی ثقافت کا کھلا استحصال ہے۔ روزنامہ انصاف کے اداریہ نویس کی پیش گوئی بالکل درست ہے: ''عوامی ردّعمل ان کے خلاف ہوا، تو انہیں پناہ کے لئے لندن یا دلی بھاگنا ہوگا، پنجاب کی سرزمین میں انہیں کوئی جائے پناہ نہیں ملے گی۔'' (۲۵/اپریل)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

۵۔ہندوستان اور پاکستان کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے: یہ ایک فکری مغالطہ ہے کہ پنجاب کے سکھوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کی مادری زبان 'پنجابی' ایک ہے۔ مسلمان جو پنجابی بولتے ہیں وہ اس پنجابی سے بہت مختلف ہے جو ہندو یا سکھ بولتے ہیں۔ ایک ہی علاقے کے رہنے والے مسلمان اور سکھوں کا لہجہ شاید ملتا جلتا ہو، مگر ان کا ذخیرۂ الفاظ ایک نہیں ہے۔ مسلمانوں کی پنجابی پر عربی، فارسی ادب اور اسلامی تعلیمات کا گہرا اثر ہے۔ سکھوں اور ہندوؤں کی پنجابی پر ہندی زبان اور سنسکرت کے الفاظ کا اثر اس قدر زیادہ ہے کہ ایک ہندو ادیب کی پنجابی تحریر بعض اوقات ایک مسلمان کے لئے سمجھنا بے حد دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ موضوع بے حد تفصیلی تنقید و تحقیق کا متقاضی ہے۔ مگر راقم یہاں اختصار کے ساتھ اس بنیادی فرق کو واضح کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ راقم کے سامنے اس وقت امرتسر سے نکلنے والا معروف پنجابی زبان کا رسالہ 'اجو کے شیلا لیکھ' کا اپریل ۲۰۰۱ء کا شمارہ ہے۔ اس کے ایڈیٹر ایچ۔ ایس بھٹی ہیں جو ورلڈ پنجابیت فاؤنڈیشن کے چیف ایگزیکٹیو آفیسر ہیں۔ کھوجی کا فر جو اس فاؤنڈیشن کے جوائنٹ سیکرٹری ہیں، اس رسالہ کے بورڈ کے ممبر ہیں۔ یہ رسالہ عالمی پنجابی کانفرنس کے دوران تقسیم کیا گیا۔ اس رسالہ میں شامل مضامین سے منتخب کئے گئے چند فقرے ملاحظہ کیجئے:

۱۔اس ساگم دا سنچالن سمپاوک پنجابی ٹربیون نے کیتا، اس دی پردھانگی شری ہربھجن ہواروی نے کیتی۔ ص ۵

۲۔اس توں بلا سنماں سماروح شروع ہویا۔ (صفحہ نمبر ۵)

۳۔اتے پاکستان وچ پنجابی ضبان اتے سجھیا چار دی ستھتی نے جاناں پایا۔ (صفحہ ۷)

۴۔پنجابی بدھی جیویاں نے آپنے خیالی پرگٹ کیتے۔ (صفحہ نمبر ۷)

۵۔پنجابیاں دے لگاتار استھر اتہاس نے اتے جھوجھن دے سوبھاونے نے ایہناں نوں شکتی شالی طاقت بخشی، اونوں دیش دی گھڑگ بھوجانا دتا۔ (صفحہ نمبر ۹)

مندرجہ بالا فقروں میں استعمال کئے گئے الفاظ'' ساگم، سنچالن، سمپاوک، پردھانگی، سنمان، سماروح، سبھیا، ستھتی، بدھی جیویاں، پرگٹ، جھوجھن، شکتی شالی، گھڑگ، استھراتہاس وغیرہ لاہور میں بسنے والا شاید ہی کوئی مسلمان پنجابی سمجھتا ہو۔ مذکورہ رسالہ کا نام بھی پاکستانی پنجاب کے لوگوں کی سمجھ میں آنے والا نہیں ہے۔ اس رسالے کے پہلے صفحے پر سرپرستوں اور مدیروں کے نام دیئے گئے ہیں۔ جس میں ایچ ایس بھٹی کو 'مکھ پربندھک' اور کھوجی کافر کو 'پربندھی سمپاوک' لکھا گیا ہے، نجانے ان الفاظ کا مطلب سرپرستِ اعلیٰ یا مدیر ہے یا کچھ اور۔ اس رسالہ پر ناشر کے لئے 'پرکاشک' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

مجھے معلوم نہیں ہے کہ پاکستانی پنجاب میں شائع ہونے والے کسی پنجابی زبان کے رسالہ کے شروع میں اس طرح کے الفاظ کبھی استعمال کئے گئے ہیں۔ میرے سامنے اس وقت لاہور سے شائع ہونے والے رسالہ 'پنجابی' کے چند شمارے رکھے ہیں۔ اس کے سرورق پر لکھا ہے: 'ایڈیٹر: محمد جنید اکرم' اس رسالہ کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد پنجابی زبان میں چھپنے والا یہ پہلا رسالہ ہے۔ ایڈیٹر کے لفظ کے علاوہ، سرپرست، نگران، نگرانِ اشاعت، ایگزیکٹو ایڈیٹر، اور مینیجنگ ایڈیٹر جیسے الفاظ، عہدے اور نام بھی اس پر شائع شدہ ہیں۔ ان دو رسالوں میں دی گئی فہرست عہدیداران سے ہی مغربی اور مشرقی پنجاب میں بولی اور لکھی جانے والی پنجابی کا فرق بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ تو بات وضاحت کی محتاج نہیں کہ سکھ گورمکھی رسم الخط میں پنجابی لکھتے ہیں جبکہ مسلمان شاہ مکھی میں جو درحقیقت فارسی رسم الخط ہے۔ پاکستانی پنجاب میں کتنے لوگ ہیں جو گورمکھی کو پڑھ اور لکھ سکتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی پنجابی غیر مسلموں کی پنجابی سے اتنی ہی مختلف ہے جتنی کہ ہندی اُردو سے

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

مختلف ہے۔ ڈاکٹر سید اختر جعفری پنجابی زبان کے معروف مصنف اور نقاد ہیں۔ ان کی کتاب 'نویں زاویے'، پنجابی ادبی تنقید کے حوالے سے مقبولیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ صدارتی ادبی ایوارڈ بھی حاصل کرچکی ہے۔ یہ کتاب سی ایس ایس کے پنجابی کے پرچے میں بھی شامل ہے۔ اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں:

> ''لسانی اعتبار سے پنجابی زبان اور ادب کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ پنجاب میں مسلمانوں کے داخل ہونے کے ساتھ ہی پنجابی نے اپنے آپ کو بھرنش (زبان) سے جدا کرکے اپنا بالکل وکھرا، منفرد اور قابل پہچان روپ اختیار کرلیا۔ یعنی پنجابی بولی کا پراکرت اور بھرنش زبان سے رشتہ (سانجھ) ٹوٹ گیا۔ اس وقت صوفیاے کرام نے پنجاب میں اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا، ان کی کوششوں سے قرآن پاک کی تعلیم عام ہوئی۔ اسلامی تصوف کی ٹھنڈی چھائیں ہندوستان کی زمین پر پھیل گئیں۔ جس کے نتیجے میں عربی اور فارسی کے ان گنت الفاظ خود بخود وقت کے ساتھ پنجابی زبان میں داخل ہوگئے۔ ان میں سے بہت سارے ایسے الفاظ تھے جو پہلے پنجابی میں موجود نہیں تھے۔'' (نویں زاویے: صفحہ ۴۶۶)

پنجابی زبان کے مستند محقق تو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی پنجابی زبان کا پراکرت اور بھرنش سے اس وقت ہی سانجھ ٹوٹ گیا تھا جب اسلام پنجاب میں داخل ہوا، نجانے فخر زماں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان کس لسانی اشتراک کی بنیاد پر 'سانجھے کلچر' کو پروان چڑھانے کی واہیات جدوجہد کررہے ہیں۔

۶۔ زبان اور مذہب کا اٹوٹ رشتہ: ہمارے سیکولر دانشور جس قدر جی چاہے مذہب کے خلاف اپنے خبث باطن اور بیزاری کا اظہار کرتے پھریں مگر یہ ایک یونیورسل (آفاقی) حقیقت ہے کہ کرۂ ارضی کی معروف اور بڑی زبانوں کے ارتقا اور ترقی میں مذہب اور مذہبی تعلیمات نے بے حد اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ بعض خطے کے رہنے والوں نے نہایت خوش دلی کے ساتھ اپنی مادری زبان کو چھوڑ کر ایک ایسی زبان کو اپنا لیا جس میں ان کی مذہبی تعلیمات کا ذخیرہ موجود تھا۔ پھر ایک وقت آیا کہ وہ مذہبی زبان ہی ان کی مادری زبان کا روپ دھار گئی۔ مصر، تیونس، لیبیا، مراکش، الجزائر، سوڈان جیسے ممالک کے لوگ آج عربی زبان بولتے ہیں، مسلمانوں کی آمد سے پہلے ان علاقوں کی الگ الگ زبانیں موجود تھیں۔ مگر ان لوگوں نے عربی زبان کو اس قدر والہانہ پذیرائی بخشی کہ ان کی قدیم مادری زبانیں اب صرف تاریخ کے صفحات پر ہی موجود ہیں۔ اس تبدیلی کی بنیادی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان خطوں کی زبانیں عربی کے مقابلے میں کم ترقی یافتہ تھیں۔ زبان ترقی یافتہ ہو یا غیر ترقی یافتہ، اس کے بولنے والے اس کے متعلق لسانی عصبیت ضرور رکھتے ہیں۔ زور اور جبر سے اس کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا۔ عربی زبان کو اپنا لینے کی اصل وجہ یہ تھی کہ یہ زبان وہ ہے جس میں قرآن مجید اُترا اور یہ زبان مسلمانوں کے آقاے نامدار حضرت محمد ﷺ کی زبان ہے۔ اس زبان سے مسلمانوں کی دلچسپی محض ادبی اعتبار سے نہیں، اس سے عقیدت کی حقیقی وجہ اس کا اسلام سے تعلق ہے۔

مندرجہ بالا علاقوں کے علاوہ ایران، فارس کے بہت سے علاقوں میں بھی مسلمانوں نے فارسی کی بجائے عربی زبان کو اپنا لیا۔ اس زمانے کے معروف عجمی سائنس دانوں، علما اور صوفیاے کرام نے عربی زبان میں تصانیف تحریر کیں۔ سنسکرت اور ہندی سے ہندوؤں کی دلچسپی محض لسانی اور علاقائی عصبیت کی بنیاد پر نہیں ہے۔ وہ ان زبانوں سے والہانہ شغف رکھتے ہیں کیونکہ انہی زبانوں میں ان کا مذہبی لٹریچر موجود ہے۔ آج بھارت میں اردو، فارسی اور عربی زبان کو جو دیس نکالا دیا جارہا ہے، اس کے محرکات بھی مذہبی ہی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سکھوں کو پنجابی زبان و ادب سے اس قدر دلچسپی اور انہماک کبھی نہ ہوتا، اگر ان کے 'پیغمبر' گورونانک کی مادری زبان پنجابی نہ ہوتی۔ ان کی مذہبی کتابیں 'گرنتھ صاحب' وغیرہ بنیادی طور پر پنجابی میں ہیں۔

یہودی قوم نے گذشتہ دو ہزار برسوں میں خوب دھکے کھائے، پوری دنیا میں ذلیل ہوتے پھرے، مگر وہ جہاں بھی گئے، انہوں نے اپنی زبان عبرانی کو کبھی نہ چھوڑا۔ اس قدر قدیم اور متروک زبان کو اگر وہ اب تک گلے لگائے ہوئے ہیں تو اس کی محض ایک ہی وجہ ہے کہ یہ ان کی مذہبی زبان ہے۔ چینی ادب سے کنفیوشس کی تعلیمات نکال دی جائیں، تو اس کی جو صورت باقی رہے گی، اس کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ انگریزی زبان جس سطح پر آج پہنچی ہوئی ہے، کبھی نہ پہنچ پاتی اگر اس کے ارتقا میں عیسائیت نے کردار ادا نہ کیا ہوتا۔ سترہویں صدی سے پہلے کا انگریزی ادب زیادہ تر مذہبی ادب ہی ہے۔

لاطینی زبان جسے عیسائی دنیا میں ایک طویل عرصہ تک مذہبی زبان کے تقدس کا درجہ حاصل رہا، اگر اس زبان کے الفاظ کو انگریزی سے نکال دیا جائے، تو انگریزی کے علوم وفنون کا کثیر حصہ بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ مختصر بات یہ ہے کہ پنجابی زبان و ادب کا جو کچھ ذخیرہ اب تک سامنے آیا ہے، اس میں سے مذہب کو خارج کردیں تو پنجابی ادب اپنا وقار کھو دے گا۔ اگر اسے مبالغہ نہ سمجھا جائے تو راقم یہ کہنے کا میلان رکھتا ہے کہ پنجابی ادب اور مذہب کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

۷۔ پنجابی کے کلاسیکی ادب کو اسلام سے جدا نہیں کیا جاسکتا: آج عالمی پنجابی کانفرنس میں شریک مذہب بیزار دانشور قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرنے دیتے کیونکہ ان کے خیال میں یہ بات 'رواداری' کے تقاضوں کے منافی ہے۔ ایک دانشور نے تو بے حد ملحدانہ بے باکی سے یہاں تک کہہ دیا کہ پاکستان تلاوت کے لئے نہیں بنا تھا۔ مارکسزم کو اپنے ذہن پر سوار کرنے والے بزرگ صحافی عبداللہ ملک نے مذکورہ کانفرنس میں کہا کہ پنجابیت درحقیقت انسانیت ہے۔ ایسی کانفرنسوں میں شریک دانشور اپنے آپ کو انسان دوستی کا علمبردار کہتے نہیں تھکتے۔ وہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ان کی 'رواداری' اور 'انسان دوستی' کا سرچشمہ درحقیقت صوفیا کی تعلیمات ہیں۔

مگر جس 'رواداری' اور انسان دوستی کا یہ پرچار کرتے ہیں، اس کو صوفیا سے منسوب کرنا ایک پرلے درجے کی دروغ گوئی اور صوفیا کے خلاف ایک گھٹیا درجہ کی بہتان تراشی ہے۔ ان کی کھوکھلی، فریب انگیز رواداری اور مکارانہ انسان دوستی، کا اصل سرچشمہ ان کا وہ 'مذہب' ہے جس کو علامہ اقبالؒ نے 'ملحدانہ اشتراکیت' کا نام دیا تھا۔ ذرا غور فرمائیے یہ اپنے آپ کو صوفیا کی تعلیمات کے پیروکار سمجھتے ہیں مگر ان کا طرزِ عمل ان سے کس قدر مختلف ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی 'رواداری' تو اس قدر نازک ہے کہ یہ پنجابی کانفرنس میں سکھوں کی موجودگی میں تلاوتِ قرآن مجید تک کو برداشت نہیں کرپاتی مگر صوفیا ایسی معذرت خواہانہ رواداری پر یقین نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں ہزاروں ایسے اشعار ہیں جو درحقیقت قرآن مجید کی کسی آیت یا حدیث کا لفظی ترجمہ ہیں۔ ان کی شاعری پر قرآن و حدیث کے واضح نقوش مرتسم ہیں۔ کوئی بھی شخص جو قرآن و حدیث سے واقف نہیں ہے، ان کی شاعری کے بیشتر حصے کا اِدراک ہی نہیں کرپائے گا۔ ڈاکٹر سید اختر جعفری نے ''پنجابی ادب اُتے قرآن حکیم دے اثرات'' کے عنوان سے ایک نہایت پرمغز اور جامع مقالہ تحریر کیا ہے، ان کا یہ مقالہ ان کی کتاب 'نویں زاویئے' میں شامل ہے۔ (جاری ہے)

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

یادِ رفتگاں

عبدالشکور ظہیر ☆

حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد عبداللہؒ

[شخصیت، علمی و جماعتی خدمات، چند ایمان افروز واقعات اور سفر آخرت]

شاہراہِ زندگی کی منازل طے کرنے کے بعد موت کے پل کو عبور کرکے دارِ عقبیٰ میں قدم رکھنا ہر ذی روح کے لئے اللہ تعالیٰ کا مقررہ کردہ اٹل قانون ہے جس کے تحت لاکھوں انسان دارِ فانی میں آنکھ کھولتے اور ہزاروں لوگ کچھ اس انداز سے رختِ سفر باندھتے ہیں کہ کسی کو خبر تک نہیں ہوتی۔ مگر کچھ لوگ اپنے سیرت وکردار، حسن اخلاق اور علمی کارناموں کی حسین یادیں کتابِ زمانہ کے اوراق میں بکھیر جاتے ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کبھی بھی محو نہیں ہوپاتیں۔ موت جتنی بڑی حقیقت ہے، اتنی ہی بری خبر بھی لیکن اس سے بڑھ کر یقین والی بات کوئی نہیں!!

اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ روزِ اول سے اب تک اور آج سے روزِ آخر تک اللہ تعالیٰ پیغام توحید، حضور اکرم ﷺ کے متبرک اسوۂ حسنہ، تعلیمات کی تبلیغ وترویج اور انہیں ایک عہد سے دوسرے عہد تک منتقل کرنے کے لئے ایسی نابغہ روزگار شخصیات سے نوازتے رہے ہیں جن کی زندگی اعلیٰ وارفع مقاصد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ واشاعت کے لئے وقف رہی ہے اور رہے گی۔ ان شخصیات نے اپنے اپنے وقت میں، حالات وواقعات کے مطابق، نہایت مشکل اور نامساعد حالات کے باوصف، ناقدریٔ زمانہ کے باوجود، حضور اکرم ﷺ کے پیغامِ دلنشین کو ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے میں جو بے نظیر خدمات سرانجام دی ہیں، وہ ہماری تاریخ کا قیمتی ورثہ ہے۔ انہی جیسی شخصیات میں سے ایک روشن ستارہ مولانا محمد عبداللہؒ ہیں، جو ۲۸/اپریل ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ ۸۱ برس کی عمر میں ہمیں داغِ مفارقت دے گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)...... آیئے ان کے ایمان پرور روشن ابوابِ زندگی ملاحظہ کرتے ہیں

پیدائش، نام ونسب

حضرت مولانا کی پیدائش ۱۸/ مارچ ۱۹۲۰ء بمطابق ۲۶/جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ بروز جمعرات، سرگودھا سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر دور بھیرہ اور ملک وال کے تاریخی قصبات کے پاس تحصیل بھلوال کے نواحی گاؤں چک نمبر ۱۶ جنوبی میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی مولانا عبدالرحمٰن نے آپ کا نام محمد عبداللہ رکھا۔ بعدازاں آپ 'شیخ الحدیث' کے لقب کے ساتھ مشہور ہوئے۔ اکثر وبیشتر علماء وطلباء آپ کو شیخ الحدیث

☆ فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ ...... سیکرٹری اسلامک ہیومن رائٹس فورم

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

کے نام سے ہی یاد کیا کرتے تھے۔

درمیانہ قد، اُٹھا ہوا ورزشی جسم، سعادت کے نور سے روشن کشادہ پیشانی، درمیانی سفید داڑھی، سفیدی مائل گندمی رنگ، چوڑا چہرہ، ذہانت کی لو سے چمکتی ہوئی خوبصورت آنکھیں، گندمی ہونٹ، باوقار اور وجیہ شخصیت، پروقار چال ڈھال کے مالک مولانا محمد عبداللہ مرحوم تھے۔ مولانا محترم ایامِ شباب میں پہلوانی کرتے رہے ہیں، ورزش ان کا معمول ہوا کرتا تھا، خوراک کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے، اسی وجہ سے وہ مضبوط اور گٹھے ہوئے جسم کے مالک تھے۔ آخری ایام تک مضبوطی جسم کا یہی حال تھا۔ آپؒ حدیث نبویؐ: "المؤمن القوي خير من المؤمن الضعيف" کا مصداق تھے۔ بلند علمی مرتبہ کی وجہ سے عالمانہ شان اور وقار بھی رکھتے تھے۔

محترم مولانا عبدالرشید راشد، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے استادِ گرامی بیان فرماتے ہیں:

''ہم چند ماہ قبل شیخ عبداللہ صالح العبید (ریاض،سعودیہ) کی معیت میں مولانا مرحوم سے بغرضِ زیارت ملنے کے لئے گئے۔ مولانا سخت علالت کی وجہ سے زبان کو حرکت تو نہ دے سکتے تھے، البتہ ہوش وحواس قائم تھے، جب میرے سے مصافحہ کیا تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ میں صاحبِ فراش سے نہیں بلکہ کسی مضبوط شخصیت سے مصافحہ کر رہا ہوں۔ مصافحہ اتنا جاندار تھا کہ محسوس ہوتا تھا کہ کسی سے ہاتھ ملایا جا رہا ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جوانی میں پہلوانی کرتے رہے تھے۔''

تعلیم وتعلّم

مولانا موصوف نے ۱۹۳۳ء میں مقامی گورنمنٹ سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا، پھر دینی تعلیم کی طرف رغبت کی وجہ سے ۱۹۳۴ء میں مدرسہ محمدیہ، چوک اہلحدیث، گوجرانوالہ میں داخلہ لیا۔ اسی مدرسہ سے دینی تعلیم عرصہ آٹھ سال میں مکمل کر کے ۱۹۴۱ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ دورانِ تعلیم سے ہی وہ خطابت میں دلچسپی رکھتے تھے اور گاہے بگاہے منبر خطابت پر اپنے جوہر دکھاتے رہتے تھے۔ لیکن ۱۹۴۲ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد مستقلاً تدریس اور خطابت کا آغاز کیا۔ مدرسۂ محمدیہ چوک اہلحدیث میں تدریس کا آغاز کیا تو اس وقت یہاں حضرت حافظ محمد گوندلویؒ بھی کرسیٔ تدریس پر متمکن تھے۔ دوسری طرف جامع مسجد دال بازار، گوجرانوالہ میں انہوں نے درسِ قرآن اور خطابت کا سلسلہ شروع کر دیا جو حضرت مولانا اسماعیل سلفیؒ کی وفات (۱۹۶۸ء) تک جاری رہا۔ بعد ازاں گوجرانوالہ کی جماعت اہلحدیث نے انہیں مولانا اسماعیل سلفی کا جانشین مقرر کر دیا۔ آپ تقریباً دس سال تک مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر رہے۔ دال بازار کی جامع مسجد پر محکمہ اوقاف کے قبضہ کے بعد بوجوہ انہیں کوئٹہ جانا پڑا جہاں سے انہوں نے محکمہ اوقاف کی کوئٹہ اکیڈیمی سے فاضل کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں منشی فاضل اور مولوی فاضل

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی سندات بھی حاصل کیں۔

اساتذہ کرام

مدرسۂ محمدیہ کے جن اساتذہ سے آپ نے اکتسابِ فیض کیا، ان میں سے سرفہرست اُستاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ محمد گوندلویؒ ہیں۔حضرت حافظ گوندلویؒ سے آپ نے مشکوٰۃ المصابیح، موطأ امام مالک، ہدایہ، شرح وقایہ، مسلم الثبوت، شرح جامی، اشارات، کافیہ اور صحیح بخاری پڑھیں۔

آپ کے دوسرے نامور استاد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ہیں جن سے آپ نے جامع ترمذی، سنن نسائی، ابوداود اور صحیح مسلم کے علاوہ مختصر المعانی اور مطوّل وغیرہ کا علم حاصل کیا۔

ایک گراں قدر قربانی

مولانا موصوف جب کوئٹہ سے تکمیل نصاب کے بعد واپس گوجرانوالہ تشریف لائے تو اپنے تدریسی ذوق کے چڑھاؤ کی وجہ سے دال بازار میں جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کیا جو کچھ عرصہ کے بعد ایک پرشکوہ عمارت کا حامل اِدارہ بن گیا تھا۔ ۱۹۶۸ء کی بات ہے جب ان کے استادِ گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ دارِفانی سے کوچ فرما گئے تو احبابِ اہلحدیث کی طرف سے حضرت مولانا کو مولانا اسماعیل سلفیؒ کے منبر خطابت چوک نیائیں فروکش کیا گیا تو آپ نے اپنی مصروفیات اور احبابِ جماعت کی خواہش پر جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کو اپنی مادرِ علمی مدرسہ (جامعہ محمدیہ) میں ضم کردیا۔ چنانچہ جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کی پرشکوہ عظیم الشان عمارت پر جامعہ محمدیہ کا بورڈ آویزاں کردیا گیا۔ درحقیقت مولانا کا یہ گراں قدر ایثار وقربانی ہے جو انہوں نے اپنے مربی استاد اور اپنی عزیز مادرِ علمی کے لئے دی تھی۔ بنابریں جامعہ محمدیہ کے فیض میں حضرت موصوف کا بصورتِ صدقہ جاریہ بہت بڑا ہاتھ ہے۔

فنِ تدریس وخطابت

حضرت مولانا محمد عبداللہؒ جماعت اہلحدیث کی صفِ اول کے ایک نامور رہنما، کہنہ مشق مدرّس، ممتاز اور قدآور علمی شخصیت تھے۔ اللہ نے آپ کو ذہن رسا اور کمال استحضارِ علمی سے نوازا تھا، علمی دسترس کی وجہ سے آپ علمی مکالمہ میں خصوصی ملکہ رکھتے تھے۔ مولانا موصوف کو تدریس وخطابت کا فن اپنے اساتذہ خصوصاً مولانا اسماعیل سلفیؒ سے ملا تھا۔ آپ نے عرصہ ۳۱ سال تک اپنے استادِ گرامی کے جاری کردہ درسِ قرآن اور خطبہ جمعہ کو بالاہتمام نبھایا۔ منفرد اور اعلیٰ تدریسی مہارت کے ساتھ ساتھ آپ ایک بلند پایہ خطیب بھی تھے۔ بیان کرنے کا انداز عام فہم، پرمغز، مدلل، مؤثر اور دلنشین ہوتا تھا۔

تفسیر میں آپ کو ایسا ملکہ حاصل تھا جو کم ہی علما کے حصہ میں آیا ہے۔ بیان کرنے کا ایسا اسلوب

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

رکھتے تھے کہ جو بھی سنے گویا خود کو ان حالات و واقعات سے گزرتا محسوس کرے۔مولانا کے درسِ خطابت میں بڑی خوبی جو بیان کی جاتی ہے وہ یہ کہ موضوع کے متعلقہ پہلوؤں میں سے کسی پہلو کو تشنہ نہ چھوڑتے تھے۔کئی اشکالات جو موقع بہ موقع جنم لیتے تھے، ساتھ ساتھ حل ہوتے جاتے۔چنانچہ مولانا سے کسی نقطہ کی وضاحت یا اعتراض کا جواب لینے کی گنجائش باقی نہ رہتی تھی۔ ہر درس و خطاب میں ان کی عالمانہ شان موجود ہوا کرتی تھی۔بعض ایسے مسائل جن پر دیگر علماے کرام کچھ بیان کرنے سے قاصر ہوتے، مولانا صاحب اپنے جواہر کی جولانی دکھاتے تو حلقہ درس میں ہر شخص ہمہ تن گوش ہوجاتا۔شرعی احکام کی تفصیل، عذابِ قبر کا منظر، اور احوالِ قیامت کے تذکرہ میں دل کی تیز دھڑکنوں کے ساتھ ہر آنکھ آشکبار ہوجاتی۔ کسی بھی واقعہ کا منظر، پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر کچھ اس انداز اور ترتیب سے پیش فرماتے کہ پورے واقعہ کا نقشہ اَثرات سمیت دل میں پیوست ہوجاتا۔ اور سامع اپنے دل کی کیفیت باوجود کوشش کے چھپا نہیں سکتا تھا۔آپ کے محترم حافظ عبدالقدوس صاحب (گوجرانوالہ) کے بقول:

> ''ہم جامعہ محمدیہ نیائیں چوک میں حفظِ قرآن کرتے تھے کہ دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگانہ وضع قطع کا جواں سال رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوکر غسل کرتا ہے، پھر نمازِ تہجد کے لئے اللہ کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے ہوکر مناجات ہوتی ہے، راز و نیاز کی نہ جانے کیا کیا باتیں ہوتی ہیں۔تہجد سے فراغت کے بعد وہ مطالعہ میں مصروف ہوجاتا ہے، اتنے میں نمازِ فجر کا وقت ہوجاتا ہے، نماز فجر کے بعد وہ درس دینے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں تو راز منکشف ہوتا کہ یہ حضرت مولانا محمد عبداللہ ہیں۔ پھر درس کیا ہوتا، ایک جادو ہوتا تھا۔جس موضوع پر گفتگو کرتے جاتے، ہر ہر بات سامع کے دل میں اُترتی چلی جاتی۔ بات کرنے کا ڈھنگ اور سمجھانے کے ڈھب سے خوب واقف تھے۔ ہر روز ایک نئے موضوع پر درس ہوتا۔ایسے ایسے موضوعات چھیڑتے پھر ان پر سیر حاصل بحث کرتے کہ دوبارہ، سہ بارہ سننے کو جی چاہتا مگر ایک لمبا عرصہ ان کے زیر سایہ گزارنے کے باوجود آج تک انہوں نے دوبارہ کسی سابقہ موضوع کو نہ چھیڑا۔مولانا کی قوتِ بیانیہ اس قدر ٹھوس اور عام فہم ہوتی کہ اردو زبان میں فصیح و بلیغ تقریر کرنے کے مدعی حضرات کی تقریر میں وہ کیف اور لطف نہ ملتا جو مولانا کے خطاب سے حاصل ہوتا تھا۔''

مولانا کا خطبہ جمعہ بھی مولانا اسماعیل سلفیؒ کی طرح عوامی انداز میں بہترین خطبہ ہوا کرتا تھا، جس میں ملک میں پیش آمدہ مسائل، ان کا تجزیہ پھر ان کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں اس قدر تفصیل سے دیا جاتا کہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جاتا۔ بدعات اور کفر وشرک کے خلاف جہاد مولانا کے خطبات کی اصل روح ہوتے تھے۔اگرچہ تقریر کی طرف میلان کم تھا مگر وہ خطبہ سے ہی تقریر کا کام نکال لیا کرتے تھے، ویسے بھی تدریسی مشاغل اور تعلیمی وخطابتی ذمہ داریاں اس قدر حاوی رہیں کہ جلسوں میں تقریریں کرنے کے مواقع

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بہت کم میسر آئے۔ پھر بھی جب کبھی کانگریس کی مخالفت کا وقت آیا یا مسلم لیگ کی حمایت کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے اپنے خطباتِ جلیلہ سے پاکستان کی خوب حمایت کی اور کانگرس کے نظریات پر سخت چوٹیں لگائیں، حتیٰ کہ آپ نے ان حضرات کا اپنے خطبات سے خوب محاکمہ کیا جو سیاست کو مذہب سے الگ چیز گردانتے تھے۔ درحقیقت آپ دین وسیاست کی تفریق اور دورنگی کے قائل نہیں تھے۔ آپ کا نظریہ مذہب وسیاست کے متعلق یہ تھا کہ مذہب اور سیاست ایک ہی جسم کے دو اعضاء یا ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ ان کو ایک دوسرے سے الگ کرنا گویا ایک جسم کو دو حصوں میں تقسیم کرنا ہے۔

مزید آپ نے تدریس وخطابات کے ساتھ ساتھ اِفتاء کی ذمہ داریاں بھی نبھائیں۔ باوجود علومِ شرعیہ پر عبور کے آپ نے مستقلاً مسندِ افتا تو نہیں جمائی مگر گاہے بگاہے اور بوقتِ ضرورت کافی حد تک فتویٰ نویسی کا کام سرانجام دیتے رہے۔ ان کے فتاویٰ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ یہ فتاویٰ الگ مقام پر اکٹھے کرکے شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

گوجرانوالہ شہر کی خوش قسمتی

تاریخی، ملی اور دینی اعتبار سے وزیرآباد اور گوجرانوالہ کو ایک اہمیت حاصل رہی ہے، چنانچہ جب حضرت مولانا استاذ الاساتذہ حافظ محمد محدث گوندلویؒ، حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اور حضرت مولانا ابوالبرکاتؒ کی وفات کا عظیم سانحہ درسانحہ پیش آیا تو ان جلیل القدر بزرگان کا سایہ اٹھ جانے کے غم کے ساتھ ساتھ احبابِ جماعت کو ایک فکر یہ بھی دامن گیر تھی کہ ان متذکرہ بالا شخصیات کے حلقہ کے حضرات کا کسی اور کی خطابت و اِمامت پر اس قدر جلد مطمئن ہونا کیونکر ممکن ہوسکے گا۔ مگر اللہ جل شانہ نے اس مشکل کو مولانا محمد عبداللہؒ کی صورت میں ایک جلیل عالم باعمل دے کر آسان فرما دیا۔ بظاہر یہ ایسا خلا تھا جو جلد پُر ہونے والا نظر نہ آتا تھا۔ مگر حضرت مولانا مرحوم جب جانشین بنے تو سلفی بزرگان کا لگایا ہوا گلشن پہلے کی طرح ہی رونق دینے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے خلا کو پُر کرنے کے لئے ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جو اس منصب کے لائق اور موزوں ترین شخصیت تھی اور ہر شخص ان کے علم کا دل سے معترف بھی تھا۔

عادات وخصائل

مولانا مرحوم زہد وتقویٰ، تہجد گزاری، دیانتدارانہ اور کریمانہ اخلاق واوصاف کے حامل تھے۔ آپ کی شخصیت میں درج ذیل صفات نمایاں تھیں:

(۱) دیانت وامانت: آپ کی دیانتداری اور امانت داری مسلم تھی۔ لاکھوں روپے پر مشتمل بھاری رقوم کا مکمل حساب کتاب رکھا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے جامعہ محمدیہ کا گوشوارہ آمدوخرچ باقاعدہ ہر سال

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

شائع کیا جاتا ہے کہ کسی کے ذہن میں غلط خیال جنم نہ لینے پائے۔ رسیدوں کو فائلوں میں محفوظ رکھنا، باقاعدہ چیک کرنا، اخراجات پر کڑی نگاہ رکھنا، مشکوک رسید کی بغیر تحقیق کے منظوری نہ دینا، قوم کے صدقات کو ضرورت سے زیادہ یا بلاضرورت خرچ کرنا، آمدن کو خفیہ رکھنا یا سالانہ حساب وکتاب سے لوگوں کو آگاہ نہ کرنا، مولانا کے نزدیک سخت معیوب تھا۔ اولاً تو مولانا کسی ہاتھ سے کوئی رقم لیتے ہی نہ تھے، بلکہ انجمن کے سفیر کے ذریعہ سے ہی حاصل کرتے، اگر لے بھی لیتے تو بلاتاخیر رسید کاٹ کر واپس فرماتے، یہی وجہ ہے کہ مولانا پر آج تک کسی بڑے سے بڑے مخالف کو یہ جرأت نہیں ہوسکی کہ وہ مولانا مرحوم کی دیانت وامانت پر انگشت نمائی کرسکے۔

(۲) قناعت پسندی: مولانا کی ایک بڑی خوبی ان کی قناعت پسندی ہے۔ جماعت نے جو بھی مشاہرہ ان کے لئے مقرر کیا، اسی پر اکتفا کیا۔ حالات کے مدوجزر کے باوجود کسی سے دست سوال دراز نہیں کیا۔ خطباتِ جمعہ یا دیگر خطبات میں باوجود اصرار کے مولانا نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔ موقع بموقع پیسے لینے کی عادت قناعت پسندی کے خلاف تو ہے ہی، مزید اس سے علما کا وقار اور خودداری متاثر ہوتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ علما کے احترام میں وہ حقیقی جذبہ مفقود ہوتا جارہا ہے جو ہر دور میں ائمہ اسلاف کی علامت رہا ہے۔ قناعت پسندی اور عزتِ نفس کی بقا اسی پر منحصر ہے کہ علما قناعت پسندی اختیار کریں، کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کریں۔

(۳) تحقیق: آپ کی یہ صفت بھی نمایاں تھی کہ آپ ہر معاملہ میں چاہے شرعی ہو یا غیر شرعی، تحقیق کے بغیر کوئی رائے یا نظریہ قائم نہ کرتے تھے۔ یقیناً تحقیق کے بغیر انسان کی عقل اپاہج اور علم اُدھورا نظر آتا ہے۔ جس شخص میں تحقیق کا مادّہ نہ ہو، وہ نہ تو خود علم سے صحیح فائدہ اٹھا سکتا ہے نہ دوسروں کی درست طور پر رہنمائی کرسکتا ہے۔ صحیح فیصلہ کے لئے تحقیق کے راستہ سے گزرنا ضروری ہوتا ہے، اس سے ذہن کو جلا اور دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ تحقیقی رجحان کا یہ حال تھا کہ عام لڑائی جھگڑے کے فیصلے میں بھی معاملات کی پوری چھان بین کیا کرتے۔ فریقین کے درمیان تنازعہ شدت پکڑ کران کے سامنے آتا تو دونوں فریقوں کی گفتگو سنے بغیر کبھی فیصلہ صادر نہ کرتے تھے۔

(۴) قول کے ساتھ عمل بھی: حضرت مولانا مرحوم ان بزرگوں میں سے تھے جو بات کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے یعنی قرآن وسنت کا عملی نمونہ تھے۔ ایسا آج تک دیکھنے میں نہیں آیا کہ ان کا نقطہ نظر تو کوئی اور ہو لیکن عمل اس کے خلاف۔

(۵) جامعہ محمدیہ کی دیکھ بھال اور پیدل سفر کرنا: یہ علالت سے پہلے اس دور کی بات ہے جب شیخ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب جامعہ محمدیہ کے مہتمم ہوا کرتے تھے۔ تب اکثر مولانا جامعہ محمدیہ، نیائیں چوک سے جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ تک پیدل آتے تھے۔ ان کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۵ کلومیٹر ہے۔ پھر جامعہ میں آ کر جامعہ کے متعلقہ ہر چیز کی دیکھ بھال خود کرنے کی کوشش میں رہتے، وسیع وعریض جامعہ کے اشجار، درو دیوار کے متعلق پوری معلومات رکھتے تھے۔

چند روح پرور روشن واقعات

(۱) مولانا مودودیؒ سے مکالمہ: تشکیل پاکستان کے بعد جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع گوالمنڈی، ریلوے روڈ لاہور پر واقع 'تسنیم' کے دفتر میں ہوا تھا۔ مختلف اضلاع سے آنے والے وفود کے لئے مولانا مودودیؒ سے ملاقات کا الگ الگ وقت متعین تھا تاکہ ہر ضلع سے آنے والے احباب کے ساتھ تبادلہ خیالات ہوسکیں۔ گوجرانوالہ سے آئے ہوئے وفد میں حضرت مولانا محمد عبداللہ مرحوم بھی شامل تھے۔ نمازِ عشا کے بعد جب ملاقات کا وقت آیا تو گوجرانوالہ کے احباب مولانا کی معیت میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی خدمت میں حاضر ہوئے، کچھ دیر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ آخر میں مولانا مودودی نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص استفسار کرنا چاہتا ہے تو کرسکتا ہے۔ دیگر بہت سے قومی نوعیت کے سوالات کے دوران مولانا عبداللہ مرحوم نے ایک سوال یہ بھی کیا کہ آپ قرآن وسنت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، آپ کا نصب العین ملک میں اسلامی نفاذ ہے اور اسلام قرآن وسنت کا نام ہے اور حدیث میں صحیحین کا مقام سب کے نزدیک مسلم ہے۔ جبکہ رفع الیدین فی الصلوٰۃ کی احادیث صحیحین میں آتی ہیں اور آپ ان پر عمل نہیں کرتے۔ احادیث صحیحین کے ساتھ یہ رویہ مناسب نہیں ہے۔ اس پر مولانا مودودیؒ نے یہ جواب دیا

> ''رفع الیدین سے لوگ متوحش ہوتے اور بدک جاتے ہیں، اس لئے میں عام جگہوں پر جب نماز پڑھتا ہوں تو رفع الیدین نہیں کرتا لیکن جب گھر میں تہجد کی نماز پڑھتا ہوں تو رفع الیدین کرلیتا ہوں۔'' (تذکرہ علمائے اہلحدیث پاکستان: ص ۳۸۴)

(۲) مولانا امین احسن اصلاحی سے ایک مکالمہ: ۱۹۴۴ء کی بات ہے کہ تحصیل پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور کے ریلوے اسٹیشن 'سرانہ' میں جماعت اسلامی کا سالانہ اجلاس تھا۔ مولانا عبداللہ مرحوم بھی تین چار افراد سمیت سرانہ پہنچ گئے۔ اجلاس میں شامل ہوکر باقاعدہ کارروائی سنتے رہے، وقفہ میں چہل قدمی کے لئے نکل جاتے۔ ایک مرتبہ بعد از نمازِ عصر مولانا باہر سے تشریف لائے تو دیکھا چارپائی پر مولانا امین احسن اصلاحی تشریف فرما ہیں اور قریب کی چارپائیوں پر بیٹھے افراد سے یہ تذکرہ فرما رہے تھے کہ خبر واحد حجت نہیں ہے۔ مولانا عبداللہ مرحوم جب وہاں پہنچے تو اصلاحی صاحب فرما رہے تھے، میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں مدلل انداز سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ خبر واحد حجت نہیں اور اس کتاب کا کوئی

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

جواب نہیں دے سکتا۔ تو مولانا عبداللہ مرحوم نے فرمایا: اصلاحی صاحب! آپ یہ بتایئے کہ خبر واحد حجت کیوں نہیں ہے؟ اصلاحی صاحب متوجہ ہوئے اور پوچھا: آپ کی رائے اس بارے میں کیا ہے؟ مولانا نے فرمایا: ہمارا نظریہ ہے کہ خبر واحد حجت ہے۔ پوچھا: اس پر کوئی دلیل؟ مولانا نے کہا کہ صحیح بخاری میں حدیث ہے

''حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں علاقہ شام میں جنگ ہورہی تھی۔ابوعبیدہ بن جراح کی قیادت میں مسلمان فوجیں پیش قدمی کر رہی تھیں۔ اطلاع ملی کہ آگے طاعون ہے، لشکر رُک گیا اور پڑاؤ ڈال دیا گیا۔حضرت عمرؓ کو بلایا گیا۔حضرت عمرؓ وہاں پہنچے، مہاجرین کو جمع کرکے پوچھا کہ کس کو معلوم ہے نبی ﷺ کا طاعون کے متعلق کوئی ارشاد؟ جواب نفی میں ملا، پھر انصار کو جمع کرکے ایسے ہی پوچھا، جواب نفی میں ملا۔لشکر کو رات آرام کرنے کے لئے کہا گیا، صبح ہونے پر پھر سبھی انصار و مہاجرین کو پوچھا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے پوچھا کہ خلیفہ کیا بات ہے؟ بات بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مجھے معلوم ہے کہ طاعون کی وبا کے مقام پر نہ کسی کو جانا چاہئے اور نہ وہاں سے کسی کو نکلنا چاہئے۔ چنانچہ لشکر کو حکم مل گیا کہ اس سے آگے نہیں بڑھنا۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تمام صحابہ سے تنہا تھے، لہٰذا خبر واحد حجت ہوئی۔حضرت عمرؓ نے اسے تسلیم کیا ہے، سب صحابہ کرامؓ نے اسے تسلیم کیا ہے، تو آپ کس طرح انکار کرسکتے ہیں؟۔''

اصلاحی صاحب فرمانے لگے کہ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ عمومِ بلویٰ کی صورت میں اگر کوئی مسئلہ ہو اور ایک ہی راوی بیان کرے، تو تب خبر واحد حجت نہیں ہے۔مولانا عبداللہ صاحب نے فرمایا: اس پر بھی دلیل موجود ہے۔اصلاحی صاحب نے پوچھا، بتاؤ کیا حدیث ہے؟ تو مولانا موصوف نے فرمایا:

''حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کچھ لوگ ایک عورت کو پکڑ لائے کہ اس کا نہ نکاح ہوا ہے اور نہ شوہر موجود ہے لیکن یہ حاملہ ہے؟ آپؓ نے رجم کا حکم دے دیا۔راستہ میں حضرت علیؓ ملے، قصہ کا علم ہوا تو کہا: اس عورت کو واپس لے چلو، حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا: امیرالمؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک حاملہ عورت آئی تھی، اس نے گناہ کا اعتراف کیا اور اپنے رجم کئے جانے کا مطالبہ بھی کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تیرے پیٹ میں بچہ ہے۔وضع حمل کے بعد آنا، جب عورت وضع حمل کے بعد آئی تو فرمایا: ابھی بچہ کو دو سال دودھ پلاؤ۔دو سال دودھ پلانے کے بعد عورت آئی اور مدتِ رضاعت ختم ہونے کی خبر دی تو فرمایا کہ اب اس عورت کو رجم کردو۔ چنانچہ رجم کردیا گیا۔''

اس عورت کو رجم کرنے والے بے شمار لوگ تھے اور یہ واقعہ اہل مدینہ کے سامنے رونما ہوا۔جبکہ بیان کرنے والے صرف حضرت علیؓ اکیلے ہیں اور یہ خبر واحد ہے۔عمومِ بلویٰ کی صورت میں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی شہادت قبول فرمائی۔اس پر مولانا اصلاحی فرمانے لگے: اصل بات یہ کہ حضرت علیؓ کا مقام

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

بہت بلند تھا۔ مولانا عبداللہ مرحوم نے جواب دیا کہ ہم بھی اس شخص کی خبر واحد کو حجت مانتے ہیں جو ثقہ اور معتبر ہو، غیر ثقہ روایت کو تو ہم بھی نہیں مانتے۔ اس کے بعد مولانا اصلاحی صاحب خاموش ہو گئے اور کچھ نہ بولے۔ (تذکرہ علمائے اہلحدیث پاکستان: ص۳۸۱)

(۳) جامعہ اشرفیہ لاہور کا واقعہ: ایک تیسرا واقعہ نہایت اہم ہے وہ یہ کہ مولانا چند رفقا کے ساتھ لاہور جامعہ اشرفیہ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر پہلے جامعہ کے کمرے دیکھے، پھر مینار چڑھے، مینار بہت شاندار او رکمرے بڑے خوبصورت پائے، جب مسجد سے باہر نکلنے لگے تو حوض سے متصل ایک کتبہ پرنظر پڑی، جس پر نمایاں حروف میں شیخ الفقہ لکھا ہوا تھا۔ جب مولانا وہاں سے گزرنے لگے تو ایک کلاس فارغ ہو کر کمرہ سے نکل رہی تھی اور دوسری کلاس اس کی جگہ لے رہی تھی، دیکھا تو کلاس میں ایک بزرگ بیٹھے ہیں جو طلبا کو پڑھاتے تھے۔ مولانا کے دل میں خیال گزرا کہ چند ساعتیں شیخ الفقہ کے حلقہ سبق میں بیٹھ کر ہم بھی مستفید ہولیں، رفقا کو ساتھ لیا اور بیٹھ گئے۔ ایک طالب علم نے 'کنز' نامی کتاب کھول کر باب الرضاعۃ نکالا اور عبارت پڑھی۔ اب شیخ الفقہ نے تقریر شروع کی اور کہا مدتِ رضاعت میں اختلاف ہے، مدتِ رضاعت کا مطلب ہے کہ کتنی مدت ماں اپنے بچہ کو دودھ پلاسکتی ہے اور اس مدت میں جو بچہ اس عورت کا دودھ پی لے وہ اس کا رضاعی بیٹا یا بیٹی بنتے ہیں۔

شیخ الفقہ نے فرمایا: امام شافعی فرماتے ہیں، دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں، اڑھائی سال ہے۔ اس پر مولانا نے اعتراض کیا کہ شیخ صاحب ان دو جلیل القدر ائمہ میں یہ اختلاف کیوں ہے؟ کیا یہ مسئلہ قرآن میں نہیں ہے کہ دونوں اِمام متفق ہوجاتے اور اختلاف سے بچ جاتے۔ یہ سوال سن کر شیخ چونک اٹھے۔ اور پوچھنے لگے: تمہارا گھر کہاں ہے؟ مولانا موصوف فرمانے لگے: ضلع سرگودھا کا رہنے والا ہوں۔ شیخ نے پھر پوچھا: یہاں کیا لینے آئے ہو؟ عرض کیا یہاں ماڈل ٹاؤن میں کسی عزیز کے ہاں تعزیت کے لئے آئے تھے۔ آج واپسی کی اجازت نہ ملی تو سوچا جامعہ اشرفیہ ہی دیکھ لیں۔ یہاں پہنچے تو آپ کا کتبہ دیکھا، کلاس دیکھی، سوچا آپ سے مستفید ہولیں۔ پھر شیخ الفقہ نے سوال کیا: آپ کا مسلک کیا ہے؟ فرمایا ہم مسلمان ہیں۔ اس پر اعتراض ہوا: مسلمان تو سب ہیں، کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہو؟ مولانا نے جواباً فرمایا ہم کسی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ نہ فرقہ پرستی کو اچھا سمجھتے ہیں ہم اول وآخر مسلمان ہیں اور اسلام ہی سے ہمیں واسطہ ہے۔ اس پر شیخ الفقہ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ ائمہ کی نظر ہماری طرح سطحی نہیں ہوتی بلکہ ان کی نظر بڑی دقیق اور نکتہ رس ہوتی ہے۔ اور جہاں ائمہ کی نظر پہنچتی ہے وہاں تک ہماری نظر کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

مولانا نے فرمایا: لیکن ایک امام کی نظر دو سال تک اور دوسرے کی اڑھائی سال تک کیوں پہنچتی ہے، کیا قرآن میں یہ مسئلہ مذکور نہیں ہے؟ شیخ الفقہ نے فرمایا، قرآن وحدیث میں اڑھائی سال کا اشارہ پایا جاتا ہے، مولانا نے فرمایا: وہ اشارہ مجھے بھی دکھایئے قرآن میں تو دو سال کا حکم موجود ہے اور یہ آیت پڑھی ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ ''مائیں اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں'' تو 'حولین کاملین' میں اڑھائی سال کا اشارہ کہاں؟ اس پر شیخ الفقہ نے فرمایا بعض احکام کا تعلق آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص ہے، آج ان پر عمل نہیں ہوسکتا۔

قصہ مختصر اس کے بعد خوب بحث چلی، دلائل کے لئے کتابیں منگوا لی گئیں، اتنے میں شیخ صاحب کے تلامذہ میں سے دو تین پٹھان بول اٹھے۔ ارے بڈھے! تو یہاں سے جاتا ہے یا نہیں؟ مولانا مرحوم اشارہ سمجھ گئے اور جواباً فرمایا: اگر آپ لوگوں نے مار پیٹ کر مسئلہ سمجھانا ہے تو پھر میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔ آپ اٹھے، جوتا پہنا اور چل دیئے۔ اتنے میں دوسری کلاس کے کسی طالب علم نے جو حضرت عبداللہ مرحوم کو جانتے تھے کہا کہ یہ مولانا عبداللہ صاحب ہیں اور گوجرانوالہ میں جامع مسجد اہلحدیث کے خطیب ہیں۔ تب انہیں خیال آیا کہ کوئی اچھا کام نہیں ہوا اور لڑکے بھیجے کہ ایک مرتبہ دوبارہ تشریف لائیں ہم اپنے رویہ پر معذرت خواہ ہیں۔ مولانا نے معذرت قبول فرمائی اور فرمایا کہ بدنامی اور رسوائی کا ڈر ہو تو پہلے ہی سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے۔ (تذکرہ علمائے اہلحدیث پاکستان: ص ۳۷۷)

علمی ثقاہت کے چند واقعات

مولانا عبداللہ مرحوم کے شاگرد شیخ عبدالرحیم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں:

> ''مولانا عبداللہ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی میرا شاگرد بن کر مکمل مشکوٰۃ المصابیح پڑھ لے وہ کبھی کسی غلط موقف کا شکار نہیں ہوسکتا۔''

اور مولانا عبدالرشید راشد صاحب (مدرّس جامعہ لاہور الاسلامیہ) کے مطابق:

> ''مولانا موصوفؒ جب جامعہ محمدیہ میں تشریف لاتے، کبھی علمی مجلس کی صورت پیدا ہوجاتی، تو اساتذہ جامعہ محمدیہ مقابل میں بیٹھنے سے گھبراتے تھے اور کوئی خود میں اتنی ہمت نہیں پاتا تھا کہ مولانا موصوف کے مقابل میں گفتگو کرسکے۔ اور مولانا موصوف بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے سے اگر کوئی علمی موضوع پر بات کرسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف مولانا عبدالمنان نورپوری ہیں۔''

مرکزی جمعیت اہلحدیث کی اِمارت اور جامعہ محمدیہ کے اہتمام کا مسئلہ

مولانا عبداللہ مرحوم کو جب علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے اپنی جمعیت اہلحدیث کا امیر بنایا جبکہ اس وقت مرکزی جمعیت اہلحدیث موجود تھی تو ان کا تعارف گوجرانوالہ ضلع سے باہر بھی پھیلنے لگا، لیکن مولاناؒ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

ہمیشہ کی طرح اپنے دورِ امارت میں بھی مثبت اور تعمیری رویہ کے حامل رہے، اور باہم اتفاق و اتحاد کے لئے کوششیں جاری رکھیں۔ چنانچہ علامہ ظہیر کی وفات کے بعد جب دونوں جمعیتیں، مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان اور جمعیت اہلحدیث پاکستان باہم ضم ہوگئیں اور متفقہ نام ''مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان'' ہی قرار پایا تو متفقہ طور پر آخری لمحات تک اس کی سرپرستی فرماتے رہے۔

عرصہ سے شیخ الحدیثؒ کی علالت کی بنا پر جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کا انتظام مولانا موصوف کے چھوٹے صاحبزادے حافظ عمران عریف صاحب کے پاس ہے۔ اللہ ان کے ہمت و حوصلہ کو مزید بڑھائے اور صبرجمیل عطا فرمائے۔ آمین!

خدمات

آپ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے تقریباً دس سال تک امیر رہے۔ ۱۹۹۰ء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث اور جمعیت اہلحدیث پاکستان کے اِدغام کے بعد آپ بوجوہ امارت سے دستبردار ہوگئے۔ دونوں جماعتوں کے اتحاد میں آپ کی کوششیں قابل قدر و تحسین ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان میں خوب کردار ادا کیا۔ کانگریس کے نقطہ نظر کی تردید زوردار خطابانہ انداز میں فرماتے رہے۔ پھر قیام پاکستان کے بعد آپ نے تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ اور تحریک نفاذِ کتاب و سنت میں بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوانے کے سلسلہ میں مولانا صاحب کی مرکزی جامع مسجد اہلحدیث ، چوک اہلحدیث گوجرانوالہ کو ایک خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ اکثر و بیشتر وہاں سے جلوس نکلتے، حتیٰ کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اور یہ مرکزی مسجد وہی مسجد ہے جس کی بنیاد ۱۹۲۱ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے رکھی تھی۔ حقیقتاً شیخ الحدیث موصوف نے جانشینی کا حق ادا کردیا۔

اپنی علمی اور جماعتی خدمات کی وجہ سے آپ کو انگلستان، سعودی عرب، کویت، عراق، متحدہ عرب امارات، اردن، شام اور دوسرے ممالک کے تبلیغی دورے بھی کروائے گئے چنانچہ ہر جگہ پر علم وفضل کے ساتھ فصیح و بلیغ خطابت کا لوہا بھی منوایا۔

یہ بات بھی یاد رہنی چاہئے کہ آپ صرف گوجرانوالہ کی ۲۰۰ مساجد کی سرپرستی کے علاوہ دیگر شہروں کے کچھ اِدارہ جات کی سرپرستی بھی فرماتے رہے ہیں۔ آپ اپنے پیچھے عظیم صدقہ جاریہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کی صورت میں چھوڑ گئے ہیں جس کا اجر انہیں اللہ تعالیٰ نصیب فرماتا رہے گا۔ یہ وہ عظیم جامعہ محمدیہ ہے جہاں سے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ ،مولانا حنیف ندوی، مولانا محمد عبدہؒ، مولانا محی الدین

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

لکھویؒ، مولانا معین الدین لکھوی، حافظ عبدالمنان نورپوری، پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی جیسی فاضل شخصیات فارغ التحصیل ہیں۔

مولانا کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو یہ نصف صدی تک پھیلا ہوا نظر آتا ہے کوئی دو چار برس کی بات نہیں ہے۔ ۱۹۳۲ء کے قرب و جوار کا وقت تھا جب علم تجوید وقراءت کو سلفی العقیدہ حضرات اس قدر اہمیت نہیں دیتے تھے۔ تب حضرت مولانا داؤد غزنویؒ نے لاہور کی مسجد چینیانوالی میں علم تجوید وقراءت کا پودا کاشت کیا تو گوجرانوالہ میں حضرت مولانا اسماعیل سلفیؒ نے جامعہ محمدیہ چوک اہلحدیث میں علم تجوید وقراءت کی تعلیم اور ذوق عام کرنے کے لئے ایک شعبہ قائم کیا۔ جس کی عرصہ ۲۷،۲۸ سال تک مولانا مرحوم نے بڑی بڑی مشقتیں برداشت کرکے آبیاری اور پرورش کی اور شعبہ پر آنچ نہ آنے دی۔ آج علوم قرآن سے فیض یافتہ قراء حضرات کے پیچھے حضرت مولانا مرحوم کی انتھک محنتوں کا ہاتھ ہے۔ حضرت مولانا جب سخت علیل ہوئے تو اس شعبہ کی ذمہ داری مولانا حافظ محمد امین محمدی صاحب کے سر آن پڑی، جو اپنی بلند ہمتی کی بنا پر اس شعبہ کو عام کرنے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ مولانا امین محمدی صاحب جامعہ اسلامیہ نصر العلوم عالم چوک گوجرانوالہ کے بانی ہیں۔

سفرِ آخرت

مولانا عبداللہ مرحوم صاحب اپنے بڑے بیٹے عبدالرحمٰن کی اچانک وفات کے بعد مسلسل نحیف ہوتے چلے گئے۔ اوپر سے بڑھاپے نے اثرات دکھانا شروع کردیئے۔ بالآخر ۲۸/اپریل ۲۰۰۱ء کو صبح چھ بجے علامہ اقبال میموریل ہسپتال، گوجرانوالہ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ ان کی نماز جنازہ سہ پہر ساڑھے پانچ بجے شیرانوالہ باغ میں پڑھی گئی جو گوجرانوالہ شہر کی تاریخی نماز جنازہ تھی۔ جس میں بلا امتیاز ہر مکتبِ فکر کی مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی ...... اللھم اغفرله وارحمه!

چمن علماء (جامعہ محمدیہ) سے شیرانوالہ باغ تک

مولانا مرحوم کے وفات کی خبر جیسے جیسے پھیلتی گئی۔ عورتوں و مردوں کا ہجوم مولانا کے گھر اور جامعہ محمدیہ میں بڑھتا گیا۔ ۱۲ بجے کی خبروں میں مولانا کی خبر وفات نشر کردی گئی تھی، اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ لوگ دوسرے شہروں سے گوجرانوالہ پہنچنا شروع ہوگئے۔ انتظام کرنے والے احباب نے جنازہ کے لئے شیرانوالہ باغ کا چناؤ کیا اور ساڑھے پانچ بجے کا وقت مقرر ہوا۔ حسبِ پروگرام گھر سے بعد از غسل وتکفین جسد خاکی کو جامعہ محمدیہ چمن علماء میں لایا گیا، جہاں میت کو کچھ وقت کے لئے دیدارِ عام کے لئے رکھا گیا۔ علماء طلباء جامعہ اور دیگر حضرات دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے کہ وہ عبداللہ جس نے اس چمن کی خون پسینہ

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

سے آبیاری کی تھی، آج اسی چمن سے اپنا سایۂ شفقت اٹھائے چل دیئے ہیں۔

دوسری طرف شیرانوالہ باغ میں لوگ دیدار اور شرکتِ جنازہ کے لئے دو بجے سے ہی پہنچنا شروع ہوگئے تھے، باغ کی طرف نکلنے والا ہر راستہ لوگوں سے بھرا ہوا نظر آتا تھا۔ ساڑھے چار بجے کے قریب کا وقت ہوگا کہ مولانا کی میت کو باغ میں لے جایا گیا، اس وقت باغ کے جس طرف بھی نظر اٹھائیں، انسانی سروں کی ایک فصل نظر آتی تھی۔ باغ میں اتنا رش تھا کہ باغ اپنی تنگیٴ داماں کو نہ چھپا سکا۔ نمازِ جنازہ کے لئے صفوں کی درستگی بمشکل عمل میں آئی۔ اس کے بعد مولانا محمد اعظم صاحب نے شیخ الحدیث مرحوم کے متعلق پانچ منٹ کی گفتگو فرمائی، اس کے بعد پروفیسر ساجد میر، امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث نے حضرت مرحوم کی فضیلت اور جماعتی خدمات پر جامع تقریر کے بعد نمازِ جنازہ پڑھائی۔

آخری دیدار کرنے والے لوگ انتظامیہ کو ہر اعتبار سے بے بس کر چکے تو میت کو نقصان پہنچ جانے کے خوف سے اُٹھا لیا گیا۔ بنابریں بہت سے عقیدت مند آخری دیدار نہ کرسکے۔ میت کی چارپائی کو لمبے بانسوں کے ساتھ باندھا گیا تھا، قبرستان میں میت پہنچی ہی تھی کہ لوگوں کا جم غفیر قبر کی طرف کچھ اس انداز سے اُمڈ آیا کہ چارپائی رکھنے کے لئے بھی جگہ نہ بچی۔ بالآخر چاروناچار میت کو لوگوں کے سروں کے اوپر سے گزار کر قبر تک پہنچایا گیا۔

لاہور اور ملک بھر سے بہت سے علما آپ کے جنازے میں شرکت کے لئے حاضر ہوئے۔ ادارۂ محدث سے مدیر اعلیٰ حافظ عبد الرحمٰن مدنی، کلیہ الشریعہ کے پرنسپل مولانا شفیق مدنی ، شیخ التفسیر مولانا عبدالسلام ملتانی اور ناظم جامعہ محمد یوسف صاحب نے بھی جنازہ میں شرکت کی اور رات گئے واپسی ہوئی۔

تدفین : حضرت شیخ الحدیث صاحب مرحوم کی قبر گوجرانوالہ کے قبرستان کلاں میں حضرت مولانا علاؤ الدینؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے پہلو میں اور حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کی قبر کے قریب تیار کی گئی تھی، بعد از نمازِ مغرب میت کو لحد میں اتارا گیا، تدفین مکمل ہونے کے بعد حضرت مولانا محمد رفیق سلفی صاحب نے قبر پر رقت آمیز دعا مانگی۔ زندگی بھر مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی جانشینی کا حق ادا کر دینے والا جانشین اس شہر خموشاں میں بھی اپنے قائد مولانا اسماعیل سلفیؒ کے پہلو میں جا سویا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

شاید انہی کے لئے شاعر نے کہا تھا:

فما كان قيس هلكه هلك واحد ولكنه بنيان قوم تهدما
إلى الله أشكو لا إلى الناس أنني أرى الارض تبقى والأخلاء تذ هب
أخلاء! لو غير الحمام أصابكم عقبت ولكن ما على الموت معبث

''قیس کی موت تنہا آدمی کی موت نہیں، اس کے مرنے سے تو پوری قوم کی عمارت گر پڑی ہے۔
میرا شکوہ اللہ سے ہے، لوگوں سے نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ زمین کی آبادیاں جوں کی توں قائم ہیں
اور دوست ہیں کہ چلے جارہے ہیں۔ دوستو! موت کے سوا کوئی اور مصیبت ہوتی تو اس کا گلہ کیا

www.KitaboSunnat.com

magazine.mohaddis.com

جاتا، لیکن میرے سے موت پر کیسا گلہ!''

تلامذہ: محترم مولانا عبداللہ مرحوم کے تلامذہ کا شمار تو بہت مشکل ہے، البتہ چند نامور تلامذہ کے اسماے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا شمشاد احمد سلفی (نارنگ منڈی)
۲۔ مولانا عبدالغفور (جہلم)
۲۔ مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری
۴۔ مولانا پروفیسر قاضی مقبول احمد
۵۔ مولانا بشیر الرحمٰن (گوجرانوالہ)
۶۔ مولانا عبدالرحمٰن الواصل (گوجرانوالہ)
۷۔ مولانا یوسف ضیاء (قلعہ دیدار سنگھ)
۸۔ مولانا عبدالقیوم (نارووال)
۹۔ مولانا محمد علی جانباز (سیالکوٹ)
۱۰۔ مولانا عبدالسلام بھٹوی
۱۱۔ شیخ عبدالرحیم صاحب (سیالکوٹی)
۱۲۔ مولانا محمد عبداللہ ؒ (گجرات)

سوگواران: مولانا کے سوگوران بیٹوں میں سے حافظ عمران عریف صاحب جو اس وقت مرکزی جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ کے ناظم ہیں، جامعہ محمدیہ کی انتظامی ذمہ داری بھی اٹھائے ہوئے ہیں، ان کے علاوہ مجیب الرحمٰن اور محمد نعمان ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور اساتذہ وطلباء جامعہ محمدیہ کے علاوہ احبابِ جماعت کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

تعلیم و تزکیے کا علم اُٹھائے، اِبلاغِ دین کے لیے جادۂ پیما

دعوۃ الحق

کسی بھی وقت کسی بھی جگہ ماہنامہ 'دعوۃ الحق' کے ساتھ انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمایئے
ملک میں شائع ہونے والے تمام دینی جرائد کا موضوع وار انڈیکس
...... 'مندرجاتِ حاضرہ' ......
http://dawatulhaq.tripod.com
مسلسل تین ماہ تک نمونے کے شمارے بلا قیمت حاصل کرنے کے لیے ہمیں مطلع فرمائیں
دفتر: ماہنامہ دعوۃ الحق، ۸ گلشن ویو، گلشن اقبال ۱۳/سی، کراچی، ۷۵۳۰۰

www.KitaboSunnat.com

اسے شائع کرنے کا خاص فائدہ نہیں: (حسن مدنی)

(۴) ایک جسٹس کا اعترافِ علم وفضل: یہ واقعہ سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ کا ہے۔ایک دوست نے مولانا کو اپنی لڑکی کے نکاح پر بلایا، برات سیالکوٹ سے آئی تھی جس میں وکلا اور ججز بھی شامل تھے۔خطبہ سے پہلے مولانا نے دریافت فرمایا: حق مہر کیا ہے؟ لڑکے والوں نے بتایا: حق مہر پانچ سو لکھیں۔نصف موجل، نصف غیر موجل۔مولانا نے پوچھا: نصف آپ نے ادا کردیا ہے؟ تو بارات میں ایک ریٹائرڈ جج عبدالرحمٰن شامل تھے، کہنے لگے مولانا: یہ ادا نہیں کیا جاتا، یہ نکاح کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔مولانا نے کہا: بے شک یہ ایک طریقہ ہوگا۔آخر موجل اور غیر موجل کا معنی اُدھار جو عندالطلب ادا کیا جاتا ہے۔اب ہم یہاں تو لکھ رہے ہیں کہ غیر موجل اور آپ یہ فرمارہے ہیں کہ یہ ادا نہیں کیا جاتا۔مولانا نے کہا یہ بات درست نہیں۔اگر لکھنا ہے تو پھر سارا غیر موجل لکھ لو۔جج صاحب فرمانے لگے: نہیں یہ کوئی نکاح کا طریقہ نہیں ہے۔مولانا نے کہا پھر جب تک آپ باقی نصف بھی ادا نہیں کرتے، نکاح نہ پڑھا جائے گا۔اس پر جج صاحب فرمانے لگے۔ہم نکاح کسی اور سے پڑھوالیں گے۔مولانا نے جواباً کہا: آپ جس سے چاہیں نکاح پڑھوالیں، مجھے نکاح پڑھانے کا کوئی شوق نہیں ہے کہ میں نے آپ سے کچھ فیس لینی ہو؟

یہ گفتگو جب لڑکی کے والد حاجی غلام حسین صاحب نے سنی تو انہوں نے کہا: مولوی صاحب کے سوا کوئی اور شخص میری لڑکی کا نکاح نہیں پڑھائے گا اور جس طرح مولوی صاحب فرماتے ہیں، اسی طرح پڑھایا جائے گا۔اس پر جج صاحب فرمانے لگے: اچھا پھر سارا ہی ادھار لکھ لو۔مولانا نے اسے قبول کیا۔اس کے بعد مولانا نے خطبہ نکاح شروع کیا۔خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے اسلام میں نکاح کی اہمیت کو بیان فرمایا اور کہا کہ اسلام نے نکاح کو زندگی کا ایک اہم رکن قرار دیا ہے۔بلکہ آنحضرت ﷺ نے بعض دفعہ ایسے شخص کو جس نے شادی نہیں کی یہ بھی فرمایا کہ ''تم شیطان کے بھائی ہو، نکاح کرلو'' حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی ایک شخص جس کا نام ابوالزوائد تھا جس کا نکاح نہیں ہوا تھا اور وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ وہ نکاح نہیں کرے گا۔حضرت عمرؓ نے اسے فرمایا تھا: تم نکاح کرلو ورنہ میں سمجھوں گا کہ تم نکاح کے قابل نہیں ہو۔ابوالزوائد نے کہا امیرالمؤمنین ایسی کوئی بات نہیں ہے، بے شک میں نکاح کے قابل ہوں۔حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم نکاح کے لائق ہو اور پھر نکاح نہیں کرتے تو زانی ہو۔کہنے لگا اچھا، اگر ایسا ہے تو میں نکاح کرلیتا ہوں۔چنانچہ اس نے حضرت عمرؓ کے کہنے پر نکاح کرلیا۔یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد مولانا نے یہ حدیث سنائی کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني" نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے انکار کرے وہ میری امت سے نہیں۔اس کے بعد مولانا نے بتایا کہ جب آنحضرت ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔اس وقت معاشرہ میں عورتوں کا کوئی مقام نہ تھا۔عرب معاشرہ میں لڑکیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا۔گھروں میں عورتوں کی حیثیت لونڈیوں اور

magazine.mohaddis.com

غلاموں جیسی تھی۔عورتوں کی کفالت، ان کے خرچ اخراجات کی کوئی ذمہ داری قبول نہ کرتا۔مردوں نے عورتوں کو محض ہوس رانی کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔خاوند کی جائیداد میں کوئی عورت حصہ دار نہ ہوتی۔نہ ماں باپ کی جائیداد میں اس کا حق تسلیم کیا جاتا۔عورت کی حیثیت محض ایک جوتے کی رہ گئی جو پاؤں میں اگر صحیح آئے تو رہنے دیا جائے ورنہ اتار کر پھینک دیا جائے۔اسلام آیا تو اس نے لڑکیوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔معاشرہ میں ان کی لونڈیوں اور غلاموں جیسی حیثیت ختم کر کے وہاں عورتوں کو باعزت مقام دیا۔مردوں اور عورتوں کے حقوق یکساں قرار پائے۔جب تک شوہر عورت کے حقوق ادا نہ کرے وہ اپنے حقوق کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔چنانچہ اسلام نے یہ ہدایت کی کہ مرد اگر گھر میں کوئی کام کرنا چاہے تو اس کا یہ فرض ہے کہ وہ عورت سے مشورہ لے۔خاوند اگر گھر میں بادشاہ ہے تو عورت اس کی وزیر ہے۔دونوں مل کر خانگی زندگی کو آباد کرتے ہیں۔اور یہ زندگی اسی صورت میں خوشگوار زندگی بن سکتی ہے جب مرد اور عورت ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت اور لحاظ رکھیں۔اس کے بعد مولانا نے بتایا کہ خاوند کے لئے اسلام نے حصہ رکھا ہے۔اسی طرح ماں باپ کی وراثت میں بھی عورتوں کا حق رکھا گیا ہے اور یوں اسلام نے عورت کو معاشرہ میں ایک بلند مقام عطا کیا ہے۔اور طلاق کو حلال کاموں میں سے مبغوض کام قرار دیا ہے۔آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: أبغض الحلال عندالله الطلاق

''حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ عمل اللہ کے ہاں طلاق ہے۔''

نکاح کے ضمن میں تیسرا اور آخری مسئلہ مولانا نے حق مہر کے متعلق بیان فرمایا اور بتایا کہ حق مہر عورت کے اس ایثار اور قربانی پر ایک معمولی ہدیہ ہے جو نکاح کے وقت عورت اپنے مرد کے ساتھ وہ جہاں اسے لے جانا چاہے، جانے کے لئے تیار ہوتی ہے۔اس کے لئے وہ اپنے گھر بار، بہن بھائی اور ماں باپ کو چھوڑتی ہے۔اپنے خاندان اور اپنے محلّہ کی سہیلیوں کو چھوڑتی ہے اور ترکِ وطن کر کے خاوند کے وطن کو اپناتی ہے۔خاوند کے بہن بھائیوں کو اپنا بہن بھائی اور اس کے ماں باپ کو اپنے ماں باپ بناتی ہے۔ایک لحاظ سے وہ اپنے خاندان سے ہجرت کر کے دوسرے خاندان میں جا کر آباد ہوتی ہے۔اسی کا صلہ شریعت نے عورت کی دلجوئی کے لئے حق مہر کی صورت میں رکھا ہے اور قرآن نے اسے فریضہ کہا ہے کہ یہ فرض ہے اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا حق مہر کی رقم کم بھی ہوسکتی ہے اور زیادہ بھی۔لیکن اس کا وجود ضروری ہوتا ہے، شریعت نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔البتہ اس کو ہر شخص کی استطاعت پر موقوف رکھا ہے اگر کسی وقت کسی شخص کی استطاعت دس روپے حق مہر ادا کرنے کی ہو تو اس کے لئے یہ شرعی حق مہر ہے اور کسی وقت کسی کی طاقت ہزاروں ادا کرنے کی ہو تو اس کا شرعی حق مہر وہی ہوگا۔جس کی وہ طاقت رکھتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ شرعی حق مہر ۳۲ روپے ۶۰ پیسے ہے۔قرآن اور سنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور یہ بات رواجاً مذہب میں داخل کر لی گئی ہے۔اس کے بعد مولانا نے بتایا کہ نکاح کے موقع پر اگر

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کسی شخص کا ارادہ یہ ہو کہ میں اس رقم کا قبول کرلیتا ہوں لیکن اس کو ادا نہیں کروں گا۔ ایسے شخص کا سرے سے نکاح نہیں ہوتا۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ جوڑا ہمیشہ غیر شرعی زندگی بسر کرتا ہے: "هما زانيان ابدا" اس لئے شریعت نے یہ قید تو نہیں لگائی کہ حق مہر نقد ہی ادا کرو۔ البتہ یہ ضرور بتایا ہے کہ نقد حق مہر ادا کرنا افضل ہے البتہ اُدھار بھی ہوسکتا ہے اور نیت کا صاف رکھنا ضروری ہے۔ جس مہر کے ادا کرنے میں نیت صاف نہ ہو، ایسے نکاح کا کوئی اعتبار نہیں اور ایسا کرنا شرعاً حرام ہے۔ اس طرح نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہر شخص کی حیثیت کے مطابق حق مہر کا مقرر کرنا ضروری ہے اور یہ عورت کا حق ہے۔

خطبہ کے بعد دعا سے فارغ ہوئے تو ریٹائرڈ جج نے سب کے سامنے معافی مانگی اور کہا مجھے افسوس ہے کہ مجھے اس مسئلہ کا حکم معلوم نہ تھا اور کہا کہ میں آپ کا بے حد شکرگزار ہوں کہ آپ نے مسئلہ کو وضاحت سے بیان فرما کر میرے شکوک کو رفع فرمایا ہے۔ اس کے بعد جسٹس عبدالرحمٰن مصر ہوئے کہ آپ کھانا ہمارے ساتھ کھائیں اور فرمایا ہم سمجھتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ شاید ناراض ہیں۔ مولانا نے بتایا میں اہل خانہ کا مہمان ہوں اور بارات کے ساتھ کھانا کس طرح کھا سکتا ہوں۔ مجھے آپ کے ساتھ کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ مولانا کے انکار کے باوجود جسٹس نے اصرار بدستور جاری رکھا اور وہ کہنے لگے کہ اگر آپ ہمارے ساتھ کھانے نہیں کھائیں گے تو ہم یہی سمجھیں گے کہ بے شک آپ ہمارے ساتھ ناراض ہیں۔ چنانچہ مولانا نے ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

www.KitaboSunnat.com

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

CPL No. 177

Vol: 33 No: 5

MONTHLY
MUHADDIS
LAHORE

- عناد اور تعصب قوم کے لیے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں...... لیکن تعصبات سے بالا تر رہ کر اِفہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔
- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں...... لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔
- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے...... لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔
- تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔
- آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے...... لیکن
  ع جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی
- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے...... لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ بھی اسلام کے معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

مُحدّث

کا مطالعہ فرمایئے آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فی شمارہ: ۲۰ روپے

زرِسالانہ: ۲۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL
99-J, Model Town, Lahore-54700. Phones: 5866476, 5866396